بریلوی مسلک کے ایک گمراہ فرقے کے بانی اور ان کے گمراہ کن عقائد کی نقاب کشائی

فرقہ لاثانی سرکار
کے
عقائد و نظریات

تالیف

مناظر اسلام قاطع شرک و بدعت حضرت علامہ مولانا رب نواز حنفی صاحب (آف [illegible])

جمعیۃ اہل السنۃ والجماعۃ پاکستان

فرقہ لاثانی سرکار کے عقائد ونظریات

تالیف

مناظر اسلام قاطع شرک و بدعت حضرت علامہ مولانا رب نواز حنفی صاحب (آف لسبیلہ)

سن اشاعت دسمبر 2011

ناشر

جمعیۃ اہل السنۃ والجماعۃ پاکستان

ملنے کے پتے

مکتبہ شاہ نفیس اردو بازار لاہور

دارالایمان اردو بازار لاہور

مکتبہ الحسن اردو بازار لاہور

مکتبہ قاسمیہ اردو بازار لاہور

مکتبہ شہدا اسلام لال مسجد اسلام آباد

انتساب

ہر مولف کا یہ قاعدہ ہے کہ وہ اپنی تالیف کو کسی استاد اور بزرگ یا کسی محترم ہستی کی طرف منسوب کرتا ہے یہ ناچیز اپنی اس کتاب کا انتساب حضرت حافظ محمد شفیق صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ کی طرف کرتا ہے جن کو ۲ دسمبر ۲۰۱۰ کی رات دو شقی القلب اور ازلی بدبختوں نے محض اس لئے گولیاں مار کر شہید کر دیا تھا کہ حضرت شہیدؒ نے ان کے پیر کے گمراہ کن عقائد کو پہلی بار عوام کے سامنے طشت از بام کر دیا تھا۔ جب میں حضرت شہیدؒ کا تصور کرتا ہوں تو مجھے یوں لگتا ہے کہ حضرت مرحوم کی قبر کا ایک ایک ذرہ بزبان حال قاتلوں کو پکار پکار کر کہہ رہا ہو

قریب ہے یارو روز محشر چھپے گا کشتوں کا خون کیونکر
جو چپ رہے گی زبان خنجر لہو پکارے گا آستین کا

ضروری وضاحت

اس کتاب میں لاثانی فرقے کی مندرجہ ذیل کتب سے حوالے لئے گئے ہیں:

(۱) **نوری کرنیں** ۔ستائیسواں ایڈیشن مارچ ۲۰۰۹ بین الاقوامی تنظیم فیضان لاثانی سرکار

(۲) **راہنمائے اولیاء مع روحانی نکات** ۔اشاعت نہم جولائی ۲۰۰۹ ناشر لاثانی انقلاب پبلی کیشنز ۴/ ۳۹ غلام رسول نگر فیصل آباد

(۳) **لاثانی کرنیں** ۔ جولائی ۲۰۱۱

(۴) **فیوض و برکات** ۔اشاعت سوم ۲۰۰۸ ناشر لاثانی انقلاب پبلی کیشنز ۴/ ۳۹ غلام رسول نگر فیصل آباد

(۵) **مرشد اکمل** ۔اشاعت چہارم جولائی ۲۰۰۱ ناشر لاثانی انقلاب پبلی کیشنز ۴/ ۳۹ غلام رسول نگر فیصل آباد

(۶) **مخزن کمالات** ۔اشاعت سوم دسمبر ۲۰۰۸ ناشر لاثانی انقلاب پبلی کیشنز ۴/ ۳۹ غلام رسول نگر فیصل آباد

(۷) **میرے مرشد** ۔اشاعت چہارم اپریل ۲۰۰۵ طباعت بابا قائم سائیں پرنٹنگ پریس امین پور بازار فیصل آباد

لہٰذا اگر بعد کے کسی ایڈیشن میں سے کوئی حوالہ نکال دیا گیا ہو یا اس میں ردو بدل کر دیا گیا ہو تو اس کے ہم ذمہ دار نہ ہونگے ۔

فہرست

مقدمہ

قارئین کرام! اللہ رب العزت نے انسانوں کی ہدایت و رہنمائی کیلئے مختلف ادوار میں اپنے مختلف انبیاء علیہم السلام کو بھیجتا رہا۔ اور آخر میں نبیوں کے سردار، آقا دو جہاں محمد مجتبیٰ احمد مصطفی ﷺ کو ایک کامل و مکمل دین یعنی "اسلام" دیکر بھیجا جو باقی تمام ادیان کیلئے ناسخ ہے۔ چنانچہ اللہ رب العزت خود فرماتا ہے کہ:

و من یتبع غیر الاسلام دینا فلن یقبل منه وهو فی الاخرة من الخسرین

(آل عمران۔ آیت ۸۵)

اور جو کوئی چاہے اسلام کے سوا کوئی دین تو اس سے ہرگز (وہ دین) قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا

یاد رہے کہ اللہ کے ہاں دین صرف اسلام ہے

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَام

چونکہ اس دین اسلام نے قیامت تک کے لئے تمام انسانوں کی رہنمائی کرنی ہے اس لئے اسے ایک جامع کامل و مکمل ضابطہ حیات بنایا گیا ارشاد خداوندی ہے:

اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا

المختصر کامیابی اب صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی غلامی میں ہے جنہوں نے اس فلسفہ کو سمجھ لیا تو یہی وہ لوگ ہیں جو اللہ کو اپنا الہ، اپنا مالک، اپنا رب اپنا پالنے والا، دینے والا، مقصود و معبود و مسجود سمجھتے ہیں۔ ان حضرات کا یہ عقیدہ ہے کہ نبی کریم علیہ السلام اللہ کے آخری رسول و نبی ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے جبرائیل امین علیہ السلام وحی لے کر نازل ہوتے حضور ﷺ کے بعد وحی کا سلسلہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے بند ہو گیا اور مسلمانوں کیلئے دنیا میں اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق زندگی گزارنے کیلئے حضور ﷺ پر نازل کردہ آخری کتاب قرآن حکیم پر عمل، سنت رسول ﷺ کی اتباع اور آئمہ و فقہاء کے بتائے ہوئے راستے پر چلنا ضروری ہے۔

مگر اس کے مقابلے میں انسانوں کا ایک گروہ وہ بھی ہے جو حقیقت میں شیطان کا غلام ہے ان کا مقصد حیات محض نفس پرستی ہوتا ہے۔ یہ ابوالہوس ہوتے ہیں۔ ان کے ہاتھوں ان کے پیروکاروں اور مریدوں کے بچوں اور عورتوں کی عزت و ناموس کا پیرہن چاک اور دامن

۔۔۔ ہے۔ ان کی ذہنیت غاصبانہ اور عقیدت غلامانہ ہوتی ہے۔ نوعِ انسان کا
۔۔۔ ان کے پنجوں میں گرفتار ہوتی ہے۔ اس طبقے کے وڈیرے اپنے استحصالی اور
۔۔۔ کارروائیوں کو عملی جامہ پہنانے کیلئے کبھی تو خدائی کا دعویٰ کرتے ہیں اور کبھی نبوت کا،
۔۔۔ اعلیٰ حضرت ہونے کا اور کبھی جھوٹی تصوف کی آڑ میں "لاثانیت" کا ہم چوں ما دیگر
۔۔۔ کا نعرہ لگاتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

۔۔۔ عوام ان کے دل لبھانے والی باتوں اور خوابوں، کشف و کرامات کی الف لیلوی
۔۔۔ میں آکر ان لوگوں کو "اعلیٰ حضرت"، ولی اللہ، پیر فقیر لاثانی سرکار سمجھ بیٹھتے ہیں اور
۔۔۔ عقیدت میں گرفتار ہو کر اپنی جہالت کے سبب ان کے اشاروں پر ناچتے ہیں۔ یہ جعلی
صوفیاء، مشائخ اور نام نہاد قوم کے مقتدی اپنے مکر و فریب، چند شعبدہ بازیوں اور خطیبانہ
۔۔۔ و فریب سے عقیدت کی آڑ میں ان کو اپنی غلامی میں جکڑ لیتے ہیں۔

ان ہی تصوف و عقیدت فروشوں میں سے ایک شخص "مسعود احمد" بھی ہے جسے اس
۔۔۔ اور قرآن و حدیث سے دور عقیدت مند "قبلہ مسعود احمد صدیقی لاثانی سرکار" کے نام
۔۔۔ کرتے ہیں۔ اس شخص کا تعلق بھی دیگر تصوف فروشوں کی طرح "بریلوی" فرقے سے
۔۔۔ افسوس کہ دیگر جاہل بدعتی پیروں فقیروں کی طرح اس شخص نے بھی اپنی گمراہیوں پر
۔۔۔ تصوف و ولایت کی خوبصورت چادر چڑھائی ہوئی ہے۔ مگر یہ عجب دوغلا پن ہے کہ
۔۔۔ طرف تو صوفی صاحب صوفیاء کی محبت، امن و رواداری کی تعلیمات کے علمبردار ہیں مگر
۔۔۔ طرف اگر کوئی اللہ کا بندہ ان کے عقائد سے اختلاف کرتے ہوئے اپنے مافی الضمیر کا
۔۔۔ تو صوفی صاحب وہاں اپنے رواداری کے نعرے کو یکسر پس پشت ڈال کر ایک
۔۔۔ پسند جنونی کی طرح اس شخص کے قتل کے درپے ہو جاتے ہیں۔ بجائے یہ کہ اس کی بات کو
۔۔۔ دل کے ساتھ غور سے پڑھا سنا جائے الٹا اس پر ہر طرح سے دباؤ ڈال کر صوفی
۔۔۔ کے سامنے جھکانے کی ہر ممکن کوشش کی جاتی ہے تاکہ صوفی صاحب کی خود ساختہ
۔۔۔ کی تسکین کا سامان مہیا ہو سکے۔ افسوس! کہ یہی کچھ ان ظالموں نے بھائی حافظ محمد شفیق
۔۔۔ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ کیا۔ جب اس مرد مجاہد نے پہلی بار صوفی صاحب کے باطل عقائد
۔۔۔ اٹھایا تو لاثانی فرقے کی طرف سے اسے اتنا بڑا جرم تصور کیا گیا کہ ان ظالموں کے
۔۔۔ شہید کے خون سے بھی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

قارئین کرام! اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کرلیں کہ اللہ تعالیٰ ہی تمام جہانوں کا خالق و پروردگار ہے۔ اسی ذات رب العلیٰ نے اپنی خالقیت و ربوبیت کے اظہار کیلئے اس کائنات کو تخلیق کیا اور دنیا میں انسان کو اپنا خلیفہ بنا کر بھیجا اور تمام کائنات کو اس کیلئے مسخر کردیا۔ اگر آپ سورج کو دیکھیں تو وہ بھی اسی انسان کی خدمت میں لگا ہوا ہے، چاند ستارے، چرند پرند، بیل بوٹے، حیوان حتیٰ کے فرشتے کسی نہ کسی صورت میں اسی انسان کی خدمت پر مامور ہیں۔ اور انسان سے الست بربکم کا عہد لے کر اس دنیا میں صرف اپنی عبادت کیلئے بھیجا اسے یہ مقصد اور اصول دے کر بھیجا کہ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْن مگر افسوس کہ انسان اس دنیا کی عارضی چکا چوند اور رنگینیوں میں اس قدر کھوگیا اور منہمک ہوگیا کہ اپنے مقصد حقیقی اور حیات ابدی اور اس کی تیاری کو بھول گیا۔ دوسری طرف شیطان بھی ہر طرح سے اس کوشش میں مصروف رہا کہ کسی طرح اس انسان کو ایک اللہ کی عبادت اس کی اطاعت سے نکال کر اپنی بندگی میں داخل کر کے ہمیشہ کیلئے ذلیل و رسوا کر دیا جائے کیونکہ وہ اپنی ذلت کا اصل محرک اور سبب اسی انسان کو سمجھتا تھا۔ دوسری طرف اللہ رب العزت جو اس انسان پر بڑا مہربان ہے اپنے مقبول بندوں کے ذریعہ ہر دور ہر جگہ میں اس انسان کی رہنمائی کرتا رہا اور اسے اسکا عہد اور مقصد حقیقی یاد دلاتا رہا۔

حق اور باطل کی اسی باہمی کشمکش کے نتیجے میں دنیا میں مستقل دو گروہ بن گئے ایک ''حق اور اہل حق'' کا گروہ تو دوسرا ''باطل اور اہل باطل'' کا گروہ۔

حق والوں کے ہاتھ میں وحی الٰہی کا نور اور دنیا و آخرت میں کامیابی پانے کیلئے دلائل و براہین کا ایسا روشن آلاؤ تھا جس کے ذریعہ وہ ہر دور میں باطل کی تاریک راہوں پر سے کامیابی و کامرانی کے ساتھ گزرتے گئے۔ دوسری طرف باطل کے پاس سوائے اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی کے اور کچھ بھی نہ تھا یہ گروہ ہمیشہ دلیل کی بنیاد پر، عقل کی بنیاد پر، حق کی بنیاد پر، کلمہ حق کی بنیاد پر اہلحق کے سامنے عاجز و بے بس رہا۔

آپ تاریخ اٹھا کر دیکھ لیں اہل باطل جب اہلحق کے سامنے دلائل کی جنگ ہار گیا تو اہلحق کا قافلہ روکنے کیلئے دنیا میں اپنی چودھراہٹ بچانے کیلئے، اپنی عارضی بادشاہتوں کی رونق بحال رکھنے کیلئے دھونس اور دھمکیوں پر اتر آیا۔ ہابیل کے سامنے قابیل جب دلیل کی بنیاد پر بات کرنے سے عاجز آ گیا تو باطل فوراً بد معاشی پر اتر آیا اور کہا قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ تو

تجھے نہیں جانتا میں تجھے قتل کر دوں گا۔ مگر کیا ہوا۔؟؟؟ کیا حق والے ڈر گئے۔۔؟؟؟
ہرگز نہیں بلکہ حق والے حق پر ڈٹے رہے اور ہمیشہ کیلئے امر ہو گئے۔ نوح علیہ السلام کی قوم
جب ان کے دلائل کے سامنے عاجز آ گئی تو دھمکیوں پر اتر آئی اور حق والوں کو ڈرانے کیلئے
بولنے لَئِن لَّمْ تَنتَهِ يٰنُوحُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِيْنَ ۔اے نوح اگر تو حق سے باز نہ آیا تو سن
لے تو ہماری طاقت کو نہیں جانتا ہم تجھے سنگسار کر دیں گے مگر کیا ہوا کیا نوح علیہ السلام ڈر گئے؟
کیا اہل حق کا قافلہ رک گیا۔۔؟؟ کیا حق نے باطل کے سامنے ہتھیار ڈال دئے۔۔؟؟؟ نہیں
نہیں بلکہ ذلت ورسوائی باطل کا مقدر بن گئی۔

حضرت ھود علیہ السلام کے مقابلے میں باطل جب عاجز آ گیا تو اپنے مکروفریب پر اتر آیا مگر
اس وقت بھی اہل حق نے حق کی دعوت کو چھوڑنے کے بجائے یہ صاف اعلان کر دیا فَكِيْدُوْنِيْ
جَمِيْعًا ثُمَّ لَا تُنظِرُوْنِ ہاں ہاں سن لو!! تم سے جو ہو سکتا ہے کر لو ہمیں دھمکیاں نہ دو ہمیں
مت ڈراؤ ہمیں مہلت بھی نہ دو ہم حق سے باز آنے والے نہیں۔ بلکہ سنو! اگر آج تم نے اپنی
اس ظاہری شان وشوکت کی بنیاد پر ہمیں ختم بھی کر دیا تو کیا ہوا۔؟ وَ يَسْتَخْلِفُ رَبِّيْ قَوْمًا
غَيْرَكُمْ لَا تَضُرُّوْنَهٗ شَيْئًا میرا رب تمہاری جگہ کسی اور کو لے آئے گا جو اس حق کے قافلے کو
دوبارہ رواں دواں کر دے گا اور تم اسکا کچھ بگاڑ نہ سکو گے۔ حضرت لوط علیہ السلام نے جب
اپنی قوم کو حق کی دعوت دی تو اہل باطل عاجز آ کر دھونس دھمکیوں اور بدمعاشی پر اتر آیا اور کہا
اَخْرِجُوْهُمْ مِنْ قَرْيَتِكُمْ ان کو اپنے علاقے سے نکال دو ان کی بات نہ سنو نہ یہ یہاں ہونگے
نہ ان کی یہ بہاریں ہونگی اور ہماری یہ جھوٹی عبائیں وقبائیں اسی طرح محفوظ رہیں گی پھر کیا ہوا
کیا اہل باطل نے اہل حق کو دبا دیا؟۔ نہیں نہیں! اللہ کی قسم نہیں بلکہ حق کے مقابلے میں آنے والا
باطل عبرت کا نشان بن گیا فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ۔

موسیٰ علیہ السلام نے جب حق کا نعرہ مستانہ بلند کیا اور اہل باطل کے سامنے حق
کے دلائل رکھے تو باطل نے بجائے جواب دینے کے وہی طریقہ اپنایا جو اس کا شیوہ بن چکا
تھا اور لگے چلانے اَتَذَرُ مُوْسٰى وَ قَوْمَهٗ لِيُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَ يَذَرَكَ وَ
اٰلِهَتَكَ ارے یہ کیا! کیا تو موسیٰ اور اس کے قافلے کو اسی طرح آزاد چھوڑے رکھے گا؟ کہ
وہ تجھے اور تیرے معبودوں کو جھٹلاتے رہیں۔؟ تیرے اس باطل نظام کو للکارتے رہیں۔؟
نہیں نہیں سَنُقَتِّلُ اَبْنَآءَهُمْ وَ نَسْتَحْيِ نِسَآءَهُمْ ہم اہل حق کو عبرت کا نشان بنا دیں گے و

اسا فوقہم قاہرون وہ ہمیں سمجھتے کیا ہیں ہم ہرطرح سے ان پر غالب ہیں۔ مگر کیا ہوا۔؟ کیا اہل حق اہل باطل سے ڈر گئے نہیں نہیں ان کا ایمان تو رب تعالی پر تھا ان کا راستہ تو حق سچ کا راستہ تھا وہ تو پکار پکار کر کہنے لگے اِسْتَعِیْنُوْا بِاللّٰہِ وَاصْبِرُوْا ڈرومت اللہ ہمارے ساتھ ہے صبر کرو حق والوں پر امتحان کے دن آتے رہتے ہیں یہ ہمارا کچھ بگاڑ نہ سکیں گے۔ پھر کیا ہوا تاریخ اٹھا کر دیکھو حق کے مقابلے میں آنے والا باطل آج بھی مصر کے عجائب گھر میں دنیا والوں کیلئے عبرت کا نشان بنا ہوا ہے۔

دوستو! تاریخ اٹھاؤ! عرب کے ریگستانوں سے حق کی آواز بلند ہوئی کہ بس بہت ہو چکا اب رب کی سرزمین پر رب کا حکم چلے گا حق کا بول بالا ہوگا۔ حق کی اس للکار نے باطل پرستوں کی نیندیں حرام کردیں جبہ و دستار کی آڑ لئے ہوئے جھوٹے صوفیوں اور ملاؤں کو اپنی دکانیں پھیکی نظر آنے لگیں حق کے سامنے عاجز آ گئے اور لگے مشورہ کرنے کوئی کہتا ہے کہ حق کی اس آواز کو شہر سے ہی نکال دو جواب ملا حق کا یہ سرچشمہ جہاں جائے گا حق کے چشمے پھوٹ پڑیں گے۔ کوئی کہتا ہے کہ اس کو قید و بند میں ڈال دو جواب ملا اس کے پروانے جان پر کھیل کر چھڑا لے جائیں گے۔ دور سے ایک آواز آئی کہ نہیں نہیں سنو! حق کی اس آواز کو ہی ختم کر دو ہمیشہ کیلئے اسے بند کر دو ہدایت اور حق کے اس چراغ کو ہی بجھا دو نہ چراغ رہے گا نہ اس پر مر مٹنے والے پروانے۔ مگر کیا ہوا کیا حق مٹ گیا۔؟ نہیں نہیں خدا کی قسم خود رب کائنات باطل کو ذلیل و رسوا کرنے کیلئے اس کے مقابلے میں آ گیا۔

میرے دوستو سنو! مکہ کے بے آب و گیاہ ریگستان میں تپتی دھوپ میں درد سے کراہتی یہ کس کی زبان ''احد احد'' پکار رہی ہے یہ تو حبشہ کا ایک غلام ہے جس کا نہ کوئی قبیلہ، نہ خاندان، پردیسی بے یار و مددگار آخر اس سے کسی کو کیا خطرہ؟ جو اس پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے جا رہے ہیں۔ ہاں ہاں اس نے حق کا ساتھ دے دیا اس نے حق کا بول بالا کر دیا اس نے باطل کو مٹانے کی قسم کھالی اب یہ پردیسی غلام نہ رہا یہ تو بلال حبشی ہو گیا جو چلتا تو زمین پر ہے مگر قدموں کی آہٹ جنت میں سنائی دیتی ہے۔

امام احمد بن حنبل باطل کے سامنے ڈٹ گیا باطل جب اپنی تمام تر عقلیات، منطقیات و فلسفوں کے باوجود دلائل کی جنگ ہار گیا تو بدمعاشی پر اتر آیا اس نرم و نازک پیٹھ پر جو ہردم اللہ کی اطاعت کی آگے جھکی رہی اس پر کوڑے برسنے لگے کہ باز آ جا۔ حق کو چھوڑ کر

باطل کے ساتھ مل جا، ہماری بات مان لے، مگر کیا حق نے ہار مان لی؟ کیا اہلحق شکست کھا گئے۔ نہیں نہیں وہ تو ہمیشہ کیلئے امر ہو گئے اور ان کے مقابلے میں آنے والا باطل تاریخ کا حصہ بن کر رہ گیا۔

برصغیر میں انگریز باطل کی صورت میں آیا حق والوں کو زندانوں میں قید کیا سولی پر چڑھایا جلا وطن کیا مگر حق والوں کو ختم نہ کر سکا حق کو مٹا نہ سکا۔ اہلحق کو بدنام کرنے کیلئے قارون نے ایک فاحشہ عورت سے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تہمت لگوائی تو انگریز نے اہلحق کو بدنام کرنے کیلئے بریلی کے اپنے ایک نمک حلال ملاں کو مجدد بنا کر پیش کیا اور اس کے ذریعہ سے اہلحق کو ہر طرح سے بدنام کرنے کی کوشش کی گئی مگر حق والے حق کے نعروں سے باز نہ آئے مرزائی جب دلائل کی جنگ ہار گیا تو لاہور کی گلیوں کو دس ہزار نوجوانوں کے خون سے رنگین کر دیا مگر حق کا بول بالا رہا اور باطل کا منہ کالا ہوا۔

غرض تاریخ ہمیشہ اس بات کی گواہ رہی کہ باطل نے حق کے مقابلے میں ہمیشہ دھونس دھمکیوں اور بدمعاشی سے کام لیا اور حق کی آواز کو دبانے کیلئے ہر قسم کے مکر و فریب سے کام لیا مگر حق والوں نے کبھی ان کی پروانہ کی ہمیشہ ہر جگہ ہر میدان میں حق کا جھنڈا بلند کئے رکھا۔

قارئین کرام! جب لاثانی سرکار نے اپنے باطل نظریات کا پرچار شروع کیا تو حق والوں کیلئے اس کی یہ مذموم حرکت تشویش کا سبب بنی اور آخر کار باطل کا مقابلہ کرنے اور حق کی آواز بلند کرنے کیلئے چند سال پہلے بھائی حافظ محمد شفیق شہید رحمۃ اللہ علیہ نے لاہور سے چھپنے والے ایک مجلہ ''راہ سنت'' میں اس باطل فتنے کا سد باب کرنے کیلئے اس کے باطل عقائد کو طشت از بام کرنا شروع کیا۔ مضامین کا چھپنا تھا کہ لاثانی اور اس کے چیلوں کی نیندیں حرام ہو گئیں اسے اپنا انجام صاف نظر آنے لگا کہ حق کے اس طوفان کو اگر نہ روکا گیا تو یہ باطل کو خس و خاشاک کی طرح اپنے ساتھ بہا لے جائے گا چنانچہ اول تو بھائی شفیق کو جھوٹے مقدمات میں پھنسانے کی کوشش کی گئی، جب اس سے بات نہ بنی تو ہر طرح کی دھونس دھمکیاں دے کر اسے اپنے موقف سے ہٹنے پر مجبور کرنے کی کوشش کی مگر جب اس اللہ کے بندے نے حق کا ساتھ چھوڑنے سے انکار کر دیا تو لاثانی سرکار اور اس کے غنڈوں نے اپنی فطری بدبختی کا ثبوت دیتے ہوئے حق کی اس آواز کو ہمیشہ کیلئے بند کرنے کا ارادہ

مذموم کرلیا اور ایک دن بھائی شفیق کو حق کی پاداش میں گولیاں سے چھلنی کر دیا گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ لاثانی سرکار اور اس کے غنڈے ہی بھائی شفیق کے قاتل ہیں۔

لاثانی سرکار ہی بھائی شفیق شہید رحمۃ اللہ علیہ کا قاتل ہے

قارئین کرام! ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ یہ شخص ان حقائق کا کوئی معقول جواب دیتا یا اپنی ان گمراہیوں سے توبہ کرتا مگر اس شخص نے رسالے کی انتظامیہ اور خصوصاً بھائی شفیق پر ہر قسم کا دباؤ ڈالا کہ وہ ان مضامین سے لاتعلقی کا اظہار کرے۔ ان کے خلاف دہشت گردی فرقہ واریت اور توہین رسالت سمیت دیگر سنگین جرائم پر مبنی رپورٹ تھانے میں لکھوائی مگر جب بھائی شفیق نے ان کی دھونس ودھمکیوں میں آنے سے انکار کر دیا تو تو صوفی مسعود احمد کے کارندے ۲ دسمبر ۲۰۱۰ کی رات بھائی شفیق کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ ایک جگہ دم کروانے جانا ہے وہ اللہ کا بندہ جب ان کے ساتھ گیا تو ایک سنسان جگہ پر لیجا کر ان کے سر میں گولیاں ماردی گئیں اور واقعہ کو ڈکیتی کا رنگ دینے کی کوشش کی۔

ہم آپ کے سامنے صوفی مسعود احمد کے حواریوں کی طرف سے ''تھانہ نولکھا لاہور'' میں جمع کرائی جانے والی درخواست کا عکس پیش کر رہے ہیں جس میں واضح طور پر اس شخص نے ''خون خرابے'' کی دھمکی دی اور پھر اس دھمکی پر عمل بھی کرلیا۔

(عکس اگلے صفحہ پر)

(اخبار کا عکس)

موٹر سائیکل سواروں کی فائرنگ سے نوجوان حافظ قرآن قتل

لاہور (کرائم رپورٹر) باغبانپورہ میں نامعلوم ملزمان نے گلی پر گولی مار کر 28 سالہ حافظ قرآن کو قتل کر دیا۔ شبہ ظاہر کیا جا رہا ہے کہ اسے [illegible] پر قتل کیا گیا ہے جبکہ پولیس مختلف پہلوؤں پر تفتیش کر رہی ہے۔ [illegible] حافظ [illegible] [illegible] موٹر سائیکل [illegible] پولیس نے [illegible] کے لاش کو پوسٹ مارٹم کے لیے [illegible] کر دیا ہے۔ مقتول کی [illegible] ہوئی تھی۔

...مونی مسعود کی تنظیم کے ترجمان رسالے

''ماہنامہ لاثانی انقلاب اکتوبر ۲۰۰۹ء ص:۲۲''

...صاحب کے مرید پیر لیاقت علی نقشبندی نے واضح طور پر بیان دیا کہ اس قسم کا لٹریچر ... سے یہ لوگ خونی کھیل کھیلنا چاہتے ہیں اور آخر کار مسعود لاثانی کے مریدوں غنڈوں ... خونی کھیل کو کھیل لیا

(عکس اگلے صفحہ پر)

(عکس اگلے صفحہ پر)

قارئین کرام!!لاثانی کے غنڈوں نے حق کی اس آواز کو بند کرنا چاہا مگر الحمدللہ وہ اس میں بری طرح ناکام رہا اپنی عارضی کامیابی پر خوشی سے پھولے جارہے تھے کہ ہم نے اہلحق کو ختم کردیا مگر باطل پرستوں آؤ آج دیکھو لولاثانی کے عقائد جو اس کے آستانے اور کتابوں تک محدود تھے آج ساری دنیا اس کی گمراہیوں کو مشاہدہ کررہی ہے۔تم کیا سمجھتے ہو کہ اس طرح کی حرکتیں کر کے ہمارے حوصلے پست کردو گے نہیں نہیں خدا کی قسم ہم ہر بار ایک نئے جذبے ایک نئے ولولے ایک نئے جوش کے ساتھ تمہارے سامنے ہونگے۔

باطل سے دبنے والے آسان نہیں ہے ہم
سو بار کر چکا ہے تو امتحان ہمارا
توحید کی امانت ہے سینوں میں ہمارے
آسان نہیں مٹانا نام و نشان ہمارا

لاثانیوں!اگر آج تم نے اس شخص کی زبان بندی کردی جو تمہارے خلاف حق کا نعرہ مستانہ بلند کیا ہوا تھا تو تم کیا سمجھتے ہو کہ ہم مایوس ہوگئے؟؟۔۔ہم ڈر گئے؟؟۔۔۔نہیں نہیں خدا کی قسم ہمیں یقین ہے کہ حق ہماے ساتھ ہے ہمارا رب ہمارے ساتھ ہے اس راہ کے کانٹے ہمارے لئے پھول ہیں ہم خوشی سے ان کو گلے کا ہار بنانے کیلئے تیار ہیں۔اہل باطل یہ بات کان کھول کرسن لے کہ دنیا کی کوئی طاقت اب تمھیں ذلت ورسوائی سے نہیں بچا سکتی شکست تمہارے مقدر میں لکھی جاچکی ہے جبہ و دستار کی آڑ میں تمہارا اصل مکروہ چہرہ دنیا والوں کو دکھایا جاچکا ہے۔آخر تم نے یہ کیسے سمجھ لیا کہ اس قسم کی حرکتیں کر کے تم ہمیں ڈرا دو گے ہماری راہ میں رکاوٹیں پیدا کر کے اس قافلے کو روک دو گے۔؟

سنو!

دین محمدی ابد سے انتہاء تک قربانیوں سے رنگین ہے۔۔بدر سے تبوک تک۔۔۔کربلا سے دشت لیلا تک۔۔۔بابری مسجد سے لال مسجد تک۔۔۔جنگ یمامہ سے جنگ آزادی تک۔۔۔۲۳ سال دور نبوت سے تحریک ختم نبوت تک۔۔مسجد نبوی سے مسجد جھنگوی تک۔۔۔فاروق اعظم سے طارق اعظم تک۔۔۔حضرت عثمان سے ضیاء الرحمن تک۔۔۔

غرض تاریخ کا ہر ہر ورق ہماری قربانیوں کی شہادت دے رہا ہے اور یہ اعلان کر رہا ہے کہ

فانوس بن کر جس کی حفاظت ہوا کرے
وہ شمع کیا بجھے گی جس کی حفاظت خدا کرے

ہم اب بھی لاثانی سرکار اور اس کے حواریوں سے تمام تر ادب و اکرام کے ساتھ عرض گزار ہیں کہ خدارا! ہمیں اپنا کوئی دشمن نہ سمجھیں ہمیں اپنا خیر خواہ سمجھیں ہمیں آپ سے کوئی ذاتی رنجش ذاتی مخاصمت نہیں مگر دین محمدی ﷺ پر ذرا کہ زنی بھی برداشت نہیں۔ ہم نے صرف لوگوں کے ایمان کو بچانے کیلئے آپ کے وہ عقائد و نظریات اس کتاب میں پیش کر رہے ہیں جو دین محمدی ﷺ سے متصادم ہیں آپ یا تو ان عقائد کے بارے میں وضاحت دے کر ہمیں مطمئن کر لیں یا خدارا! لوگوں کے ایمان کو خراب نہ کریں۔ آپ نے تصوف کی آڑ میں جتنی دولت جمع کرنی تھی کر لی جو عیش و عشرت کرنا تھا کر لیا اب بقیہ زندگی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فرمان کے مطابق گزار لیں۔ چھوڑیں اس دنیا کی جھوٹی شہرت کو آخر کب تک زندہ رہنا ہے موت سے تو فرار نہیں؟ قبر میں خالی ہاتھ جانا ہے خدارا اپنی نہیں تو اپنے ان بے علم مریدوں کا خیال کیجئے کیوں ان کے ایمان کی خرابی کا بوجھ بھی اپنے ناتواں کندھوں پر اٹھا رہے ہیں؟۔ خدا کی قسم اگر آپ قرآن و سنت اور بزرگان دین کے بتائے ہوئے اصول تصوف پر چل کر لوگوں کی اصلاح کریں گے تو اس سے کہیں زیادہ سکون و شہرت آپ کا مقدر بن جائے گی ہم خود اس وقت آپ کی جوتیاں سر پر اٹھانے کو اپنے لئے باعث فخر سمجھیں گے مگر رب کعبہ کی قسم دین مصطفی ﷺ پر سودے بازی منظور نہیں۔ تمام تر ادب و احترام کے ساتھ آپ کی بارگاہ عالیجاہ میں گزارش ہے کہ ہماری اس کتاب اور اس میں پیش کی گئی معروضات کو ٹھنڈے دل سے تنہائی میں پڑھیں اور پھر تنہائی ہی میں اپنا محاسبہ کریں اور اللہ سے صراط مستقیم طلب مانگیں انشاء اللہ اللہ پاک طالب حق کو مایوس نہیں کرتا۔

باب اول

کیا خواب و خیالات کشف و کرامات شرعی حجت ہیں؟

قارئین کرام !صوفی مسعود احمد صاحب بریلوی اور اس کے فرقے کے عقائد کا تعارف نیز اس فرقے کے بانی کا تفصیلی تعارف اس کے دعاوی وغیرھا تو آپ انشاء اللہ اگلے ابواب میں تفصیل کے ساتھ ملاحظہ فرمالیں گے۔مگر ان سب سے پہلے ایک مسئلہ کی وضاحت بہت ضروری ہے جس پر لاثانی فرقے کی ساری بنیاد ہے اور وہ ہے امتی کے خوابوں کی شرعی حیثیت۔آپ حیران ہوں گے کہ لاثانیوں کے جتنے عقائد ہیں صوفی لاثانی کے ولایت کے جتنے مراتب ہیں و مدارج ہیں اس کی سب سے بڑی دلیل اور بنیاد صوفی مسعود احمد اور اس کے مریدوں کے خواب وکشوف ہیں۔

قارئین کرام! یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کرلیں کہ شریعت کے دلائل یا ماخذ صرف چار ہیں۔

(۱) قرآن (۲) حدیث (۳) اجماع (۴) قیاس

خواب وکرامات کشف وغیرھا نہ تو دلیل شرعی ہیں اور نہ کسی عقیدے یا مسئلہ کے ثبوت کیلئے حجت ہیں۔امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"لایجوز اثبات حکم شرعی به لان حالة النوم لیست حالة ضبط و تحقیق". (شرح مسلم. ج: ۱. ص: ۱۸)

خواب کے ذریعہ کسی حکم شرعی کا اثبات جائز نہیں کیونکہ حالت نوم ضبط اور تحقیق کی حالت نہیں ہوتی۔

اسی طرح حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"بعض اس جگہ کے یار جنہوں نے واقعہ میں آنحضرت ﷺ کو دیکھا ہے کہ اس مجلس مولود خوانی سے بہت خوش ہیں ان پر مولود نہ سننا اور ترک کرنا بہت مشکل ہے۔میرے مخدوم! اگر واقعات کا کچھ اعتبار ہوتا اور منامات اور خوابوں کا کچھ بھروسہ ہوتو مریدوں کو پیروں کی حاجت نہ رہتی اور طرق میں سے کسی ایک طریق کا لازم پکڑنا عبث معلوم ہوتا کیونکہ ہر ایک مرید واقعات کے موافق عمل کرلیتا اور اپنے خوابوں کے مطابق زندگی بسر کرلیتا"۔(مکتوبات۔مکتوب نمبر۲۷۳۔دفتر اول حصہ پنجم)

موعوف نامیں حضرت مجددؒ سے بھی کسی نے لاثانیوں کی طرح سوال کیا کہ جب خواب میں

حضور ﷺ تشریف لے آئے تو کس طرح اس عمل کو ترک کر سکتے ہیں؟ مگر حضرت مجددؒ نے واشگاف الفاظ میں مسئلہ بیان کر دیا کہ اگر شریعت کا دارومدار خوابوں کی بنیاد پر ہوتا تو پیری مریدی کی ضرورت و حاجت ہی کیا تھا جس کو جو خواب آتا اس پر عمل کر لیتا۔

اسی طرح ایک اور مقام پر مزید اس مسئلہ کی وضاحت فرماتے ہیں کہ:

"صاحب فتوحات مکیہ نے لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ اس صورت خاصہ کے ساتھ جو مدینہ منورہ میں مدفون ہے (شیطان) متمثل نہیں ہو سکتا اس خاص صورت کے سوا اور جس صورت میں کہ حضور ﷺ کو دیکھیں متمثل ہو سکتا ہے۔ کچھ شک نہیں کہ اس صورت میں بھی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی تشخیص خصوصاً منامات میں بہت مشکل ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس صورت سے احکام اخذ کرنا اور مرضی کا معلوم کرنا مشکل ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ دشمن درمیان میں آ گیا ہو۔ اور خلاف واقعہ کو واقع کی صورت میں ظاہر کیا ہو اور دیکھنے والے کو شک و شبہ میں ڈال دیا ہو۔ اور اپنی عبارت و اشارت کو اسی صورت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی عبارت و اشارات کر دکھایا ہو۔۔۔ پس جب آنحضرت ﷺ کی زندگی میں بیداری کے وقت صحابہ کی مجلس میں شیطان لعین اپنے کلام باطل کو آنحضرت ﷺ کے کلام میں شامل کرنے کی کوشش کی تو وفات کے بعد خواب کی حالت میں جو حواس کے معطل و بے کار ہونے کا محل ہے اور شک و شبہے کا مقام ہے باوجود دیکھنے والے کی تنہائی کے کہاں سے معلوم ہو سکتا ہے کہ واقع شیطان کے تصرف اور مکر و فریب سے مامون ہے۔ یا میں کہتا ہوں کہ نعتیہ قصیدوں کے پڑھنے اور سننے والوں کے ذہن میں متمکن ہو چکا تھا کہ آنحضرت ﷺ اس عمل سے راضی ہیں جیسے کہ ممدوح اپنی مدح کرنے والوں سے راضی ہوتے ہیں اور یہ معنی ان کی قوت متخیلہ میں نقش ہو گئی ہوں تو ہو سکتا ہے کہ واقع میں اسی اپنی متخیلہ صورت کو دکھا ہو۔

(مکتوب نمبر: ۲۷۳ دفتر اول حصہ پنجم)

دیکھیں حضرت مجددؒ کیسے صاف واضح فرمارہے ہیں کہ خواب کی حالت میں حواس معطل رہتے ہیں شک وشبہے کا مقام ہے تو کیسے کسی مسئلہ یا عقیدے کوخواب کے ذریعہ ثابت کیا جاسکتا ہے؟ پھر جب خواب میں شیطان آکر باور کراسکتا ہے کہ وہ حضور ﷺ ہیں تو بحث خواب میں آپ ﷺ ہی کو دیکھا ہو مگر اس میں غلطی کا احتمال موجود ہے۔

امام ثانی صاحب کے مرید خاص ایم ٹی طائر صاحب لکھتے ہیں کہ صوفیاء شریعت کی روح کو سمجھتے ہیں (میرے مرشد۔ص:۱۳۲)اور حضرت مجددؒ تو صوفیاء کے سرخیل ہیں پس انہوں نے شریعت کی حقیقی روح کو سمجھ کرہی اس مسئلہ کو بیان کیا ہوگا۔

اور بقول لاثانیوں کے حضور ﷺ اور حضرت حسینؓ کے حکم سے لکھی جانے والی کتاب میں ہے کہ

''سیدنا مجددالف ثانی خاص الخاص محبوب ہیں اور اختیارات خاص رکھتے ہیں''۔(نوری کرنیں۔ص:۴۴۶)

پس حضرت مجددؒ نے اس طرح کی بات حضور ﷺ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی رضا سے ہی لکھی ہوگی۔اب اس کا انکار گویا معاذ اللہ حضور ﷺ کی مرضی کا انکار کرنا ہے۔

شیخ روحی حنفی فرماتے ہیں کہ:

''ولی کیلئے یہ شرط نہیں کہ وہ معصوم ہو اس طور پر کہ وہ نہ کوئی غلطی کر سکے نہ خطا۔اسی لئے ولی کے دل میں کسی بات کا القاء ہونا یا اس کو کوئی الہام ہونا یا اس کا حق تعالیٰ سے مخاطب ہونا تو اس کی ان باتوں پر یقین کرنا جائز نہیں بلکہ لازم ہے کہ ان تمام چیزوں کو حضور ﷺ کی لائی ہوئی شریعت پر پیش کیا جائے اگر وہ الہام وکشوف ومنام شریعت محمدی ﷺ کے موافق ہوں تو قبول کرلیں ورنہ رد کردیا جائے''۔(مجالس الابرار۔ص:۲۷)

مزید فرماتے ہیں کہ:

''خواب صحیح بھی ہوسکتا ہے اور غلط بھی لہٰذا اب جو بس اپنے الہامات پر ہی اعتبار کرے اور اس کی بنیاد پر خود کو شریعت سے آزاد سمجھے تو لوگوں میں سب سے بڑھ کر کفر کرنے والا یہی آدمی ہے''۔

(ملخصاً۔مجالس الابرار۔ص:۱۹)

آیا مہدی نے اس کی گردن اڑانے کا کہا تو قاضی شریکؒ نے وجہ پوچھی مہدی نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تو میرا بستر روند رہا ہے تو تعبیر بتانے والوں نے اس کی تعبیر یہ بتائی کہ تو ظاہر میں میری اطاعت کرتا ہے اور خفیہ طور پر میری مخالفت کرتا ہے تو شریک نے کہا اللہ کی قسم تیرا خواب کوئی ابراہیم علیہ السلام کا خواب نہیں اور نہ ہی اس کی تعبیر بتانے والے یوسف علیہ السلام ہیں تو کیا اب تو جھوٹے خوابوں کی بنیاد پر لوگوں کی گردنیں اڑائے گا؟ مہدی نے جب یہ سنا تو شرمندہ ہوا اور شریک کو کہا کہ میرے پاس سے چلا جا۔

امام غزالیؒ نے ایک امام سے نقل کیا کہ انہوں نے ایک شخص کے واجب القتل ہونے کا فتوی دے دیا جو کہ خلق قرآن کا قائل تھا۔ تو اس شخص نے اس امام سے اس بارے میں رجوع کیا تو امام نے کہا ایک آدمی نے خواب میں دیکھا کہ ابلیس مدینے کے دروازے کو پار کر چکا تھا لیکن داخل نہیں ہوا تو کسی نے پوچھا کیا تو داخل ہو گیا ہے؟ تو کہنے لگا کہ مجھے مدینے میں داخل ہونے سے خلق قرآن کے قائل ایک شخص نے بے پروا کر دیا ہے۔ تو وہ آدمی فورا کھڑا ہو گیا اور کہا مفتی صاحب! اگر ابلیس بیداری کی حالت میں میرے قتل کرنے کا حکم دے تو کیا آپ اس پر عمل کریں گے؟ مفتی نے کہا ہرگز نہیں۔ تو اس آدمی نے کہا کہ ابلیس کا خواب میں کہنا بیداری میں کہنے سے بڑھ کر لغو ہے۔

رہا خواب میں حضور ﷺ کا کسی چیز کی خبر دینا تو اس میں غور وفکر کی ضرورت ہے اس لئے کہ اگر ایسا حکم دیا جو شریعت کے موافق ہے تو اس پر عمل کرنا شریعت کے اس حکم پر ہی عمل کرنا ہے نہ کہ نرے خواب پر اور اگر معاذ اللہ خلاف شرع کا حکم دیں تو یہ محال ہے کہ دین مکمل ہو چکا وفات کے بعد آپ کا دین کے کسی بات کو باطل قرار دینا بالاجماع باطل ہے لہذا اس پر عمل کرنا جائز نہیں اور یہی کہا جائے گا کہ اس کا خواب باطل ہے اس لئے کہ اگر سچا ہوتا تو خلاف شرع کا حکم کیوں ملتا۔

مگر یہاں ایک اشکال پیدا ہوتا ہے کہ حدیث میں ہے کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا تو اس نے مجھے ہی دیکھا پس جب آپ ہی کو دیکھا تو آپ ﷺ خلاف شرع کا حکم کیسے فرما سکتے ہیں؟ تو اس سلسلے میں دو تاویلیں کی جائیں گی ایک تو یہ کہ دراصل حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس نے مجھے اس حقیقی صورت میں دیکھا جس پر میں تھا تو بلاشبہ اس نے مجھے ہی دیکھا۔ اور ایسا ممکن ہے کہ جس نے آپ علیہ السلام کو خواب میں دیکھا وہ کوئی اور ہو سکتا ہے کیونکہ مختلف لوگوں نے آپ ﷺ کو مختلف صورتوں میں دیکھا اور یہ ناممکن ہے کہ آپ ﷺ کی حقیقت مختلف ہو۔ ابن رشد سے ایک واقعہ منقول ہے کہ حاکم کے سامنے کسی امر کے متعلق دو عادل گواہوں نے شہادت دی جب حاکم کو نیند آئی تو حضور ﷺ نے خواب میں کہا کہ تم ان کی گواہی پر کیوں فیصلہ کرتے ہو؟ یہ تو باطل ہے۔ جب حاکم نے اپنا خواب سنایا تو امام مالکؒ نے فرمایا کہ یہ جائز نہیں کہ ان کی گواہی کو چھوڑ دیا جائے اور خوابوں کی بنیاد پر شریعت کو باطل ٹھہرا دیا جائے۔ خواب میں کسی غیب کا علم نہیں ہوتا ہاں چونکہ انبیاء علیہم السلام کا خواب وحی ہوتا ہے اس پر عمل کیا جائے گا مگر امتی کا خواب اس قبیل سے نہیں ہے۔ اس حدیث کی دوسری تاویل علماء نے یہ کی کہ بسا اوقات شیطان خواب میں آتا ہے اور کسی کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ یہ فلاں نبی ہیں یا فلاں فرشتے ہیں جس سے آدمی کو اشتباہ ہو جاتا ہے۔ اس لئے خواب میں حضور ﷺ کا آنا اور کسی بات کی خبر دینا یا حکم دینا خواب کے حجت ہونے کی دلیل نہیں"۔

(الاعتصام۔ ج ۱۔ ص: ۱۵۷۔ ۱۶۰۔ الباب الرابع فی ماخذ اھل البدع بالاستدلا)

• پس خواب، کشف و کرامات کوئی حجت شرعی نہیں جس کی بنیاد پر قرآن و حدیث کا مقابلہ کیا جائے یا کسی کو ولایت کی سند دے دی جائے۔

• حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں کہ:

"اکابر نقشبندیہ مکاشفات کا کوئی اعتبار نہیں کرتے"۔

(مکتوب نمبر ۵۸)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

''جان لیں کہ خوارق وکرامات کا ظہور ولایت کیلئے شرط نہیں''۔

(مکتوب۔۹۲۔دفتر دوم)

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

''خوارق وکرامات کا ظہور نہ تو ولایت کے ارکان میں سے ہے اور نہ اس کے شرائط میں سے''۔ (مکتوب ۱۰۷۔دفتر اول حصہ دوم)

ایک جگہ شائد لا ثانی فرقے کے لوگوں سے ہی مخاطب ہو کر یوں فرماتے ہیں کہ:

''عوام نے تخلق کے معنی کچھ اور ہی سمجھے ہیں اور خواہ مخواہ گمراہی کے جنگل میں جا گرے ہیں وہ خیال کرتے ہیں کہ ولی کیلئے اجسام کا احیاء ضروری ہے اور اس پر اکثر اشیاء غیبی کا انکشاف ہونا چاہئے وغیرذالک حالانکہ یہ باتیں ظنون فاسدہ میں سے ہیں اور بعض گمان گناہ ہیں''۔

(مکتوب نمبر ۱۰۷ دفتر اول حصہ دوم)

غرض اصل چیز قرآن وحدیث اور اتباع شریعت ہے نہ کہ خواب وکشوف۔ہم نے اپنے بڑوں سے سنا کہ اگر کسی کو دریا پر چلتے ہوئے ہوا میں تیرتے ہوئے دیکھ لو تو خبردار اس کی ولایت کے قائل مت ہو جانا بلکہ یہ دیکھنا کہ شریعت پر کتنا عمل پیرا ہے۔صوفیاء واولیاء اللہ کے حالاتِ زندگی کو جب پڑھا جائے تو انسان کے دل میں خدا کا خوف بیٹھتا ہے،عبادت کی طرف رغبت ہوتی ہے،دنیا سے دل اچاٹ ہو جاتا ہے،مگر آپ صوفی صاحب کے حالات زندگی پڑھ کر دیکھ لیں نہ ان کی نمازوں کا کچھ پتہ،نہ تلاوت نہ ذکر واذکار کی کچھ خبر بس دوکانداروں کی طرح صوفی صاحب کی نام نہاد کرامات وتصرفات کی بلیک مارکیٹنگ لگی ہوئی ہے آج اس فرشتے سے روح چھین لی کل وہاں اڑ کر چلے گئے،آج یہاں مدد کو پہنچ گئے۔آخر یہ سب کیا ہے؟اور جب پوچھو کہ اس پر کوئی دلیل تو سب سے بڑی دلیل یہی کہ ہمارے فلاں مرید نے خواب دیکھا تھا۔حالانکہ ان کے مریدوں کا حال دیکھیں نہ مال حلال،نہ شکل مسلمانوں والی،نہ نماز روزے کے پابند،بینڈ باجے کے شوقین۔ان کی تو حالت بیداری کی گواہی شریعت میں معتبر نہیں تو خوابوں کا کون پوچھتا ہے؟

اگر خوابوں والہامات پر ہی کسی کو مقامات دینے ہوتے تو ان سے بڑھ کر خوابوں کا شہزادہ

مرزا غلام احمد قادیانی لعین تھا۔ وہ بھی تو یہی کہتا کہ آج یہ خواب آیا ہے آج یہ الہام ہوا ہے۔
علماء امت نے اس کے خوابوں کو رد کر کے اس کے اقوال وافعال کو قرآن وحدیث کے ترازو
میں تولا۔

قرب قیامت میں دجال کیا کیا شعبدے بازیاں دکھائے گا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی
قوم کے جادوگروں نے کیا لاٹھیوں سے سانپ نہ بنادئے؟ تو کیا ہم ان کی ولایت کے قائل
ہو جائیں؟ صوفی صاحب آج میڈیا پر اپنی کرامت دکھاتے ہیں کہ دیکھو میں نے مرغا ذبح
یا مردہ مرا نہیں یہ میری کرامت ہے تو اس سے بڑھ کر کرامت اس ہندو شعبدے باز نے
دکھائی جس نے نہ صرف مرغی کی دونوں ٹانگیں اس کے جوڑوں سے توڑ دی بلکہ مرغی کے سر
میں چھری گھونپ کر اسے مار ڈالا مگر جب اس پر اس نے منتر پڑھا تو نہ صرف مرغی زندہ ہوگئی بلکہ
وہ ٹانگیں جو جوڑوں سے الگ ہوگئی تھیں بالکل صحیح سلامت ہوگئی۔ اس ویڈیو کو ہم نے
انٹرنیٹ پر اپلوڈ کیا ہوا ہے ہر کوئی لاثانی کے اس شعبدے کے جواب میں اس ہندو کا یہ
شعبدہ بھی دیکھ سکتا ہے۔ آپ نیٹ پر دیکھ سکتے ہیں شعبدہ باز بھی اپنی ٹوپی سے کبوتر نکالتے
ہیں تو کبھی خرگوش بلکہ اب تو باقاعدہ اخبارات میں اشتہار آتے ہیں کہ ہم سے جادو کے
عجیب وغریب کرتب سیکھیں۔ بتائے کیا یہ سب شعبدہ باز ولی ہیں؟

صوفی صاحب نے ایک اور شوشہ اپنی ولایت اور حقانیت کے ثبوت میں چھوڑا ہے کہ:

> ''کسی بھی مسلک و مذہب سے تعلق رکھنے والا شخص صرف ایک ماہ اس فقیر
> سے تعلق قائم کر کے دیکھ لے انشاء اللہ اسے راہ حق کی تصدیق ہو جائے گی''

بالکل اس قسم کے دعوے صوفی صاحب سے پہلے مرزا قادیانی کرتا تھا وہ بھی کہتا کوئی بھی
شخص ایک سال میرے پاس قادیان آکر ٹھہر جائے اگر اس دوران میں اس کو ایسا کوئی خارق
عادت امر نہ دکھا سکوں جس سے اس کا دل گواہی دے کہ اسلام سچا مذہب ہے تو میں جھوٹا اور
سزا بھگتنے کیلئے تیار ہوں بلکہ ایک جگہ تو اس نے سال کی تحدید بھی ختم کردی اور صرف
چالیس دنوں پر راضی ہوگیا:

> ''اب ہم بجائے ایک سال کے صرف چالیس روز اس شرط سے مقرر
> کرتے ہیں کہ جو صاحب آزمائش ومقابلہ کرنا چاہیں وہ برابر چالیس دن
> تک ہمارے پاس قادیان یا جس جگہ اپنی مرضی سے ہمیں رہنے کا اتفاق

ہو رہیں اور برابر حاضر رہیں پس اس عرصہ میں اگر کوئی امر پیشگوئی جو خارق عادت ہو پیش نہ کریں یا پیش تو کریں مگر بوقت ظہور جھوٹ نکلے یا وہ جھوٹا تو نہ ہو مگر اسی طرح صاحب ممتحن اس کا مقابلہ کر کے دکھا دیں تو مبلغ پانچ سو روپیہ نقد بحالت مغلوب ہونے کا اسی وقت بلا توقف ان کو دیا جائے گا لیکن اگر وہ پیشگوئی وغیرہ بپایہ صداقت پہنچ گئی تو صاحب مقابل کو بشرف اسلام مشرف ہونا پڑے گا۔ (مجموعہ اشتہارات۔ج:۱۔ص:۱۰۴)

''اگر آپ طالب صادق ہیں تو آپ کو پرمیشر کی قسم دی جاتی ہے کہ آپ ہمارے مقابلے سے ذرا کوتاہی نہ کریں آسمانی نشانی کو دیکھنے کیلئے قادیان آخر ایک سال تک ٹھہریں''۔

(مجموعہ اشتہارات۔ج:۱۔ص:۸۳)

صوفی صاحب غور فرمائیں مرزا تو آپ سے کہیں بڑھ کر دعوے کر رہا ہے جہاں تک شائد آپ کی سوچ بھی نہ جا سکے تو آپ کے اصول کے تحت مرزا لعین اس بات کا زیادہ حق دار ہے کہ اس کے دعووں کو بلا چوں و چراں تسلیم کر لیا جائے۔ یہ تو دوکانداروں والے دعوے ہیں کہ جناب ہمارا مال لے لو پسند نہ آئے تو پیسے واپس سچے اللہ والوں کو اپنے آستانے چلانے کیلئے اس قسم کے تاجرانہ دعووں کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں پڑتی وہ جہاں بیٹھتے ہیں ان کے گرد پروانے جمع ہو جاتے ہیں اور رشد و ہدایت کا چشمہ پھوٹ پڑتا ہے۔

اس لئے خدارا ان خوابوں اور نام نہاد کرامتوں کے قصے کہانیوں سے باہر نکلیں اور قرآن و حدیث کو اپنے لیئے مشعل راہ بنائیں۔ اس باب کو قائم کرنے کا مقصد یہی تھا کہ اس فرقے نے اپنے گمراہ عقائد پر اپنی جس سب سے مضبوط دلیل یعنی اپنے خوابوں کا سہارا لیا اس کی حقیقت شروع ہی میں واضح کر دی جائے تا کہ آگے چل کر کسی کو کوئی مغالطہ نہ لگے کہ یہ چیزیں نہ تو شرعی حجت ہیں نہ کسی کی ولایت وحقانیت کے ثبوت کا معیار بلکہ شیطانی اور نفسانی دخول کی وجہ سے شریعت نے غیر انبیاء کے خواب وکشوف کا کوئی اعتبار نہیں کیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب دوم

صوفی مسعود احمد المعروف لاثانی سرکار کے کردار وحیات پر ایک نظر

قـارئین کرام !مذہب اسلام کوشروع دن سے ہی باطل فرقوں اور مذاہب کی سازشوں کا سامنا ہے۔ جنہوں نے ہر طرح سے یہ کوشش کی کہ کسی نہ کسی طرح اس مذہب کو کمزور کیا جائے انہی باطل فرقوں میں سے ایک فرقہ یا گروہ جاہل ''صوفیاء'' کا گروہ ہے۔ جنہوں نے تصوف جیسے مقدس نام کی آڑ لیکر دین اسلام کوایک مذاق بنادیا ہے۔ انہی جاہل، بدعتی اور گمراہ صوفیوں میں سے ایک نام نہاد صوفی کا نام ''**مسعود احمد لاثانی سرکار**'' ہے۔ جو کہ چپلز کالونی فیصل آباد کا رہنے والا ہے۔ اور نقشبندی سلسلے میں ولی محمد جو کہ بریلوی امیر ملت پیر جماعت علی شاہ کا خلیفہ تھا کا مرید وخلیفہ ہے۔ یہ شخص اپنے بارے میں خدائی اختیارات کا دعوی رکھتا ہے اور اپنے جھوٹے خوابوں کی بنیاد پر خود کو شریعت میں ہر قسم کی ترمیم وتنسیخ کا مجاز سمجھتا ہے۔ اس شخص نے اپنے مریدوں کے جھوٹے خوابوں کو بنیاد بنا کر دین اسلام کے مقابلے میں اپنی ایک نئی شریعت ایجاد کرلی ہے۔ یہ لوگوں کے سامنے اپنا ایک دیومالائی کردار پیش کررہا ہے بقول اس کے حضور ﷺ کی نظر ہر وقت مجھ پر ہوتی ہے، مجھ سے بیعت نبی ﷺ سے بیعت ہے میرا انکار نبی ﷺ کا انکار ہے میرا در نبی ﷺ کا در ہے۔ معاذ اللہ۔ مجھ پر اعتراض کرنے والے اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر اعتراض کرنے والے ہیں اسلئے کہ میں جو بھی بولتا ہوں جو بھی کرتا ہوں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم سے کرتا ہوں۔ العیاذ باللہ۔

لیکن دوسری طرف جب ہم اس شخص کے کرادر کا تنقیدی نظر سے جائزہ لیتے ہیں تو ایک بڑی بھیانک تصویر ہمارے سامنے ابھرتی ہے کہ یہ شخص مرشد اکمل، ولی، کمالات، صفات وبزرگی میں ''لاثانی'' تو کیا ''شریف آدمی'' بھی کہلائے جانے کے لائق نہیں۔

سب سے پہلے ہمیں آپ حضرات کے سامنے اس شخص کا کردار پیش کرنے کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ ہر مصلح کیلئے ضروری ہے کہ وہ کردار کا کھرا ہو اس لئے کہ جب وہ اپنی اصلاح نہ کرسکا تو قوم اور اپنے ماننے والوں کی کیا اصلاح کرے گا؟۔ خود نبی کریم ﷺ کی ذات اس سلسلے میں ہمارے لئے مشعل راہ ہے کہ جب جبل ابوقبیس میں آپ ﷺ نبوت کا دعویٰ کرنے کیلئے گئے تو سب سے پہلے اپنا کردار اپنی قوم کے سامنے پیش کیا اور سب نے بیک زبان ہوکر کہا کہ ہم نے آپ سے زیادہ سچا اور امانت دار کسی کو نہ پایا آپ تو صادق وامین ہیں۔ اب آئیے ہم اسی اصول پر صوفی مسعود صاحب کا کردار آپ کے سامنے

پیش کرتے ہیں اور فیصلہ آپ پر چھوڑتے ہیں۔

دینی و دنیاوی لحاظ سے ناقص تعلیم

تعلیم کے لحاظ سے صوفی صاحب بالکل ناقص (صفر) آدمی ہیں۔ دنیاوی تعلیم تو انہوں نے جیسے تیسے کر کے ۱۲ بارہویں جماعت تک حاصل کر لی (مرشد اکمل، ص ۳۳، نوری کرنیں، ص ۱۳۹) مگر دینی تعلیم کے متعلق ان کا کوئی ریکارڈ ہمیں میسر نہ ہو سکا کہ انہوں نے کسی دینی مکتب میں بیٹھ کر قرآن پڑھا ہو یا بنیادی دینی تعلیم حاصل کی ہو۔

(۱) مرشد اکمل

(۲) فیوض و برکات

(۳) مخزن کمالات

(۴) نوری کرنیں

(۵) میرے مرشد

یہ پانچ کتابیں خاص طور پر صوفی صاحب کی سوانح اور کمالات پر مشتمل ہیں مگر یہ تمام کتابیں ان کی دینی تعلیم کے متعلق ہمیں کوئی ریکارڈ دینے سے قاصر ہیں۔ البتہ اگر انہوں نے کچھ تھوڑا بہت دین کے متعلق پڑھا بھی تو وہ کسی ماہر عالم دین کے زیر سایہ رہ کر نہیں بلکہ اپنے ذاتی مطالعہ کی بنیاد پر جبکہ وہ اس دوران کالج کی پڑھائی سے ''مفرور'' تھے اور ''سگریٹ نوشی'' کی لت پڑ چکی تھی چنانچہ صوفی صاحب لکھتے ہیں:

> ''دنیا کی بڑھتی ہوئی بے حیائی، مادہ پرستی اور نفسانفسی کا عالم دیکھ کر دل تو دنیا سے پہلے ہی اچاٹ رہنے لگا تھا اب یہ بے رغبتی اس حد تک بڑھی کہ دنیاوی تعلیم کو بھی خیر باد کہہ دیا اور دینی کتب کا مطالعہ شروع کر دیا۔ یہ مطالعہ اس قدر وسعت اختیار کر گیا کہ سینکڑوں احادیث و واقعات ازبر ہو گئے''۔

(مرشد اکمل۔ ص: ۳۴، ۳۵)

سینکڑوں احادیث ازبر ہونا بھی صوفی صاحب کی کذب بیانی ہے ان کی دو کتابیں ''مرشد اکمل'' اور ''رہنمائے اولیاء'' ان کی جہالت کا منہ بولتا ثبوت ہے جس میں بہ پاس صحیح حدیثیں بھی مشکل سے ملیں گی۔ ان دونوں کتابوں پر عنقریب ہم اپنا تجزیہ ایک

الگ مضمون میں پیش کریں گے۔ باقی ان کا یہ کہنا کہ دنیا کی بے حیائی سے دل اچاٹ لگنے لگا بھی صریح کذب بیانی ہے اس لئے کہ صوفی صاحب بیعت ہونے کے باوجود بھی اس بے حیائی میں ملوث رہے ہیں ثبوت آگے آ رہا ہے۔

صوفی صاحب کا بچپن

قارئین کرام! اولیاء اللہ کا بچپن بھی گناہوں اور دنیاوی غلاظت سے پاک ہوتا ہے اور پھر صوفی صاحب جیسے آدمی جنکا دعوی صرف ولی اللہ ہونے کا نہیں بلکہ ''لاثانی'' ہونے کا ہے ان کی تو ہر ہر ادا ہر ہر پل ہر ہر لمحہ باقی دنیا سے ''لاثانی'' ہونا چاہئے مگر دوسری طرف وہ خود اپنی کتاب میں جگہ جگہ اپنی ''نجس'' زندگی کی پردہ کشائی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں ایک جگہ لکھتے ہیں کہ:

> ''سارا منظر میری آنکھوں کے سامنے بھی ایسے دکھائی دے رہا ہے جیسے ٹیلی ویژن کی سکرین پر منظر دکھائی دیتا ہے۔ میں یہ دیکھ کر بہت زیادہ حیران ہوا کہ آپ سرکار سے میری زندگی کا کوئی ایک لمحہ بھی پوشیدہ نہ رہا یہ دیکھ کر میں آپ کے حضور معافی کا طلبگار ہوا کیونکہ بندہ بشر ہونے کے ناطے میں نے بھی اپنی زندگی میں دانستہ یا نادانستہ طور پر کئی گناہ اور غلطیاں کیں تھیں اور غلط خیالات بھی آئے تھے''۔

(مرشد اکمل۔ص:۴۸)

صوفی صاحب کو نمازوں کا بھی پتہ نہیں

قارئین کرام نماز دین اسلام کا ایک بنیادی رکن ہے مگر ولیوں کے سردار ہونے کا دعوی کرنے والے اس ''جاہل صوفی'' کو جوانی تک اور بیعت ہونے کے بعد بھی نماز جیسی بنیادی عبادت کے بارے میں کوئی علم نہ تھا چنانچہ خود لکھتا ہے کہ:

> ''نماز فجر کا وقت ہو چکا تھا اور تھوڑی ہی دیر بعد آستانہ عالیہ پر نماز کیلئے جماعت کھڑی ہو گئی جب ہم فرض پڑھ چکے اور میں سنتوں کیلئے نیت باندھنے لگا''۔

(مرشد اکمل۔ص:۴۹)

غور فرمائیں اس جاہل شخص کو اتنا بھی علم نہیں کہ فجر کی سنتیں فرض سے پہلے ادا کی جاتی ہیں اور اگر کسی وجہ سے قضاء ہو جائیں تو طلوع آفتاب سے پہلے ادا کرنا جائز نہیں۔ جب سارا بچپن کسی کے "غلط خیالات" میں گزار دیا ہو تو نماز روزے سیکھنے کا خیال آخر کب آیا ہو گا۔ پھر یہ بھی دیکھیں کہ اس شخص کا پیر بھی وہیں موجود تھا مگر اس کو تو کا نہیں معلوم ہوا جیسا جاہل مرید ویسا جاہل پیر۔

صوفی صاحب نماز کے بالکل پابند نہیں

حقیقت یہ ہے کہ صوفی صاحب کو نمازوں سے کوئی رغبت نہیں ہے اور معمولی معمولی باتوں پر کئی کئی نمازوں کو قضاء کر دینا صوفی صاحب کا معمول بن چکا ہے۔ ملاحظہ ہو اس سلسلے میں چند حوالے:

"اسی رات خواب میں پیر و مرشد تشریف لائے اور تنبیہ فرمائی لوگ تجھے درویش سمجھتے ہیں اور تو نمازیں قضاء کرتا ہے۔ تو نے تین فرض نمازیں قضاء کر دیں یہ تو نے منہ پر داڑھی کا بورڈ لگا رکھا ہے"۔

(مرشد اکمل۔ص:۶۳)

صوفی صاحب کے مریدوں سے بھی ہم گزارش کریں گے کہ وہ صوفی صاحب کی داڑھی دیکھ کر ان کو نیک اور بزرگ نہ سمجھیں یہ تو خود آپ کے دادا پیر صاحب کے اس شخص نے اپنی جھوٹی درویشیت ثابت کرنے کیلئے داڑھی کا بورڈ لگایا ہوا ہے۔ ایک اور حوالہ ملاحظہ فرمائیں:

"انہی دنوں ایک مرتبہ پھر میرے ساتھ ایسا ہی ہوا کیفیات کچھ ایسی ہوتیں کہ میری تین چار نمازیں قضاء ہو گئیں۔ اس کے بعد جب آستانہ عالیہ حاضر خدمت ہوا تو پیر و مرشد نے سب لوگوں کے سامنے میرا ہاتھ پکڑ کر میری کمر پر ہلکے ہلکے دو تین مکے لگائے یہاں تک کہ میرا سر دیوار سے جا ٹکرایا پھر جلال میں فرمایا:
ظالم نمازیں قضاء کرتا ہے تو نے فرض نمازیں قضاء کر دیں۔

(مرشد اکمل۔ص:۶۴)

لیجئے فاسق فاجر تو تھا ہی یہ شخص تو خود اپنے پیر کی زبان سے ''ظالم'' بھی ثابت ہوا۔ ایک اور جگہ صوفی صاحب لکھتے ہیں:

''نماز پڑھنے کو دل نہ چاہتا کئی دفعہ تو ایسا ہوا کہ نماز کیلئے کھڑا بھی ہو گیا لیکن پوری نماز نہ پڑھی بمشکل فرض ہی ادا کر پاتا سنتیں اور نوافل نہ پڑھ پاتا''۔

(مرشد اکمل۔ ص:٦٦)

نبی ﷺ تو فرماتے ہیں کہ نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے نماز کو مومن کی معراج کہا جاتا ہے کہ اس عبادت میں بندہ اپنے رب سے مخاطب ہوتا ہے مگر یہ کہتا ہے کہ نماز پڑھنے کو دل ہی نہیں چاہتا۔ یہ کیسا صوفی ہے۔؟ کیا ولی ایسے ہوتے ہیں۔؟ خدارا اس شخص کی حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کریں اور اس گمراہ کے ہاتھ پر بیعت ہو کر اپنی آخرت کو برباد نہ کریں۔ صوفی صاحب کی جماعت کے لوگوں نے ایک کتاب ''نوری کرنیں'' کے نام سے شائع کی جس کے متعلق ان کا عقیدہ ہے کہ یہ نبی کریم ﷺ اور حضرت حسین رضی اللہ تعالی عنہ کے حکم پر لکھی گئی آئیے دیکھتے ہیں کہ اس کتاب میں بے نمازی کیلئے کیا وعیدیں ہیں:

''جنت کے لوگ دوزخ میں جلنے والوں سے پوچھیں گے کس چیز نے تمہیں دوزخ میں ڈالا۔ وہ کہیں گے کہ ہم نماز نہیں پڑھتے تھے۔ القرآن''۔

(نوری کرنیں۔ ص:١١٠)

''ابوالہیث سمرقندی نے قرۃ العیون میں حضور ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص فرض نماز بھی جان بوجھ کر چھوڑ دے اس کا نام جہنم کے دروازے پر لکھ دیا جاتا ہے اور اس کو اس میں جانا ضروری ہے''۔

(نوری کرنیں۔ ص:١١٠)

ہم صوفی صاحب کے مریدوں سے عرض کریں گے کہ آپ کے پیر صاحب کا نام تو جہنم کے دروازے پر لکھا جا چکا ہے جس میں وہ ہر صورت میں داخل ہونگے یہ میں نہیں کہہ رہا نبی کریم ﷺ فرما رہے ہیں اب ایک جہنمی کو اپنا امام اور پیر بنانے والے کیا خود اس کے ساتھ جہنم میں نہیں جلیں گے۔؟ جو شخص خود جہنمی ہے وہ بھلا کسی اور کو جہنم سے کیا بچائے گا۔ اسی کتاب میں نمازیں قضاء کر دینے والوں کے متعلق بھی وعیدیں ذکر کی گئی ہیں ان کو بھی ملاحظہ فرمائیں:

''حضور ﷺ سے نقل کیا گیا ہے کہ جو شخص نماز قضاء کر دیگا وہ بعد میں پڑھ بھی لے پھر بھی اپنے وقت پر نہ پڑھنے کی وجہ سے ایک حقب جہنم میں جلے گا اور ایک حقب کی مقدار اسی (۸۰) برس ہوتی ہے اور ایک برس ساٹھ دن کا اور قیامت کا ایک دن ایک برس کے برابر ہوگا''۔

(نوری کرنیں۔ص:۱۱۲)

اب فیصلہ آپ نے کرنا ہے کہ ایسے شخص کو جس پر جہنم واجب ہو چکی ہے پر لعنت بھیج کر کسی حقیقی اللہ والے کو تلاش کر کے اس کے ہاتھ پر بیعت ہوتے ہیں یا اس جہنمی کی اقتدء کر کے خود بھی جہنم کو اپنا مقدر بناتے ہیں

پسند اپنی اپنی امام اپنا اپنا

صوفی صاحب نماز جمعہ کی بھی پابندی نہیں کرتے

اسی کتاب نوری کرنیں میں نماز باجماعت ادا نہ کرنے والوں کے بارے میں لکھا گیا ہے کہ:

''باجماعت نماز نہ پڑھنے والوں کیلئے وعید۔۔۔کافروں اور منافقوں کا فعل''۔

(نوری کرنیں۔ص:114)

اس کے بعد ایک حدیث نقل کی گئی اور اس کی تشریح میں لکھا کہ:

''اس حدیث پاک میں نماز باجماعت ادا نہ کرنے والوں کو کافر اور منافق کہا گیا ہے گویا مسلمان سے یہ بات ہو ہی نہیں سکتی''۔

(نوری کرنیں،ص115)

اور آگے ایک اور حدیث نقل کی کہ:

''آدمی کی بدبختی کیلئے یہ کافی ہے کہ موذن کی آواز کو سنے اور نماز کو نہ جائے''۔

(نوری کرنیں۔ص:115)

ان حوالوں سے مندرجہ ذیل امور واضح ہوئے کہ:

(۱) نماز باجماعت ادا نہ کرنے والا کافر ہے۔

(۲) منافق ہے۔

(۳) مسلمان سے اس قسم کا گناہ ہو ہی نہیں سکتا۔

(۴) ایسا شخص بد بخت ہے۔

اب آئے نماز با جماعت کے متعلق لاثانی انقلاب کے پیر و مرشد کا حال بھی معلوم کر لیں اس فرقے کی ایک کتاب "مخزن کمالات" ہے اس میں یہ لوگ اپنے پیر کی مدح سرائی میں ایک واقعہ لکھتے ہیں مگر حقیقت میں اپنے ہاتھوں سے اپنے پیر کے چہرے سے صوفیت کا جعلی نقاب نوچ کر اس کا اصل چہرہ عوام کے سامنے ظاہر کر دیتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ:

> "ایک آدمی جمعہ کے دن آیا۔ اس نے دیکھا کہ سرکار نے اپنے آستانہ عالیہ میں اکیلے ہی نماز جمعہ ادا کی۔ اور کہا یہ کیسا پیر ہے جو دوسروں کو تو نماز با جماعت کی تلقین کرتا ہے خود اکیلا نماز ادا کرتا ہے۔ اس کے بعد اس آدمی نے لنگر کھایا اور گھر چلا گیا۔ اس رات تقریباً چار، پانچ بجے کے قریب وہ آدمی آستانہ عالیہ پر آیا وہ بہت گھبرایا ہوا تھا۔ لوگوں نے پوچھا تمہارے ساتھ کیا مسئلہ پیش آیا تو اس نے اپنا واقعہ سنایا اور کہا کہ جب میں گھر جا کر سویا ہوں تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرے آقا رحمۃ للعالمین حضور ﷺ تشریف لائے، آپ ﷺ کو دیکھتے ہی میرا دل باغ باغ ہو گیا، میں اپنے مقدر پر ناز کرنے لگا لیکن لگے ہی لمحے میں نے جو سنا اس سے میری ساری خوشی خاک میں مل گئی، آپ ﷺ نے فرمایا تم کون ہوتے ہو لاثانی سرکار پر اعتراض کرنے والے، لاثانی سرکار نے تو کل نماز جمعہ ہمارے ساتھ پڑھی ہے روحانی طور پر"۔

(مخزن کمالات۔ ص: 122)

نوری کرنیں میں لکھا کہ جماعت سے نماز نہ پڑھنے والا کافر منافق بد بخت ہے اور یہاں خود واضح کر دیا کہ صوفی مسعود جماعت کا پابند نہیں وہ بھی جمعہ جیسے عظیم الشان اجتماع کا پس ثابت ہوا کہ صوفی مسعود:

(۱) منافق

(۲) کافر

(۳) بد بخت

(۴) بے دین ہے۔

اور ظاہر بات ہے کہ ایک کافر منافق بد بخت کبھی بھی نبی کریم ﷺ کا محبوب نہیں ہوسکتا لہٰذا خواب میں نبی کریم ﷺ کا تشریف لانا سراسر جھوٹا اور من گھڑت واقعہ ہے یوں لا ثانی فرقے کے لوگ گستاخ رسول ﷺ اور کذاب بھی ہوئے۔

صوفی صاحب نشے کے بھی عادی ہیں

صوفی صاحب کو چونکہ بچپن سے کوئی دینی ماحول نہیں ملا اس لئے آوارہ گرد دوستوں کی صحبت میں رہ کر صوفی صاحب بہت سی معاشرتی برائیوں میں بھی ملوث ہو گئے تھے انہی برائیوں میں سے ایک برائی نشہ کرنے کی عادت بد بھی ہے چنانچہ صوفی صاحب اپنی اس عادت کے متعلق خود لکھتے ہیں کہ:

''کوئی بھی ایسا شخص جو پان، بیڑی، حقہ، سگریٹ یا تمباکو پینے والا اور بغیر داڑھی والا ہو ختم خواجگاں کی محفل میں نہیں بیٹھ سکتا تھا بیعت کے ابتدائی دنوں کی بات ہے کہ کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ جب میں آستانہ عالیہ جاتا اور وہاں ختم خواجگاں کی محفل کا وقت ہوتا تو دیکھتا جو کوئی پان، سگریٹ، حقہ، تمباکو پینے والا ہوتا خود ہی محفل سے الگ ہو کر ایک طرف جا کر بیٹھ جاتا میری چونکہ ابھی داڑھی بھی نہیں تھی اور میں سگریٹ پیتا تھا اس لئے ایک طرف جا کر بیٹھ جاتا''۔

(مرشد اکمل۔ص: ۵۳،۵۴)

اس حوالے میں خود صوفی صاحب نے صاف اقرار کیا ہے کہ وہ نہ صرف داڑھی منڈھے فاسق فاجر تھے بلکہ سگریٹ پینے کے عادی بھی تھے۔

ایک اور جگہ لکھتے ہیں کہ:

''سب سے بڑی بات کہ میں سگریٹ پیتا تھا اور میری داڑھی بھی نہیں تھی پس میں نے اس وقت کچھ پس و پیش سے کام لینا چاہا تو آپ نے فرمایا

بابو جی! ہم جو کہہ رہے ہیں آپ امامت کراؤ جی

''پس میں نے آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے امامت کرائی''۔

(مرشد اکمل۔ص: ۵۵)

یہاں صوفی صاحب کے مرشد کی بدبختی دیکھئے کہ ایک چرسی موالی اور داڑھی منڈھے فاسق فاجر کو نماز کا امام بنا دیا اور سب کی نمازیں خراب کردیں جبکہ فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ فاسق خاص کر داڑھی منڈھے کے پیچھے نماز پڑھنا اور اس کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے اور پھر بنایا بھی تو صوفی مسعود جیسے شخص کو جو نہ صرف فاسق فاجر بلکہ جاہل بھی جس شخص کو فجر کی نماز پڑھنا نہ آتی ہو وہ امامت کیا خاک کروائے گا؟۔

صوفی صاحب کی والدہ بھی اپنے بیٹے کے کرتوتوں سے بیزار

ہر وقت کی آوارہ گردی اور نشے کی لت نے صوفی صاحب کی ماں کو بھی صوفی صاحب سے بیزار کر دیا تھا چنانچہ نوری کرنیں میں ہے کہ:

''آپ کی والدہ محترمہ آپ کے ہمراہ آستانہ عالیہ (ملتان شریف) حاضر خدمت ہوئیں تو حضور میاں صاحب سے شکایتاً عرض کی حضور! یہ کوئی کاروبار نہیں کرتا اور سگریٹ پیتا ہے آپ ہی اسے کچھ سمجھائیں''۔

(نوری کرنیں۔ص:۱۴۹)

بلکہ اس شخص کی حرکتوں سے تو اس کا پورا خاندان ہی بیزار تھا چنانچہ صوفی صاحب اپنے بارے میں خاندان اور برادری کے تاثرات ان الفاظ میں نقل کرتے ہیں کہ:

''یہ نشہ بھی کرتا ہے اور جواء بھی کھیلتا ہے کیونکہ ہر وقت نشے کی حالت میں رہتا ہے''۔

(مرشد اکمل۔ص:۵۹)

صوفی صاحب زنا کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے

صوفی صاحب کی زندگی پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص کو کسی عورت کے ساتھ زناء کرنے میں ذرا بھی شرم محسوس نہیں ہوتی اور جہاں اس کو موقع ملتا ہے یہ شخص اپنی ہوس بجھانے کی کوشش کرتا ہے چنانچہ خود لکھتا ہے کہ:

''ایک دن جب گرمی بہت زیادہ تھی۔ سب اپنے اپنے گھروں میں آرام کر رہے تھے۔ اس وقت بازار کی رونقیں بھی گرمی کی وجہ سے ماند پڑی ہوئیں تھیں۔ میں غلہ منڈی اپنی دکان پر اکیلا تھا۔ اتنے میں ایک گانے بجانے والی عورت وہاں آئی۔ شیطان نے مجھے ورغلایا اور اسے دیکھ کر

میری نیت میں فتور آ گیا تنہائی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے میں نے فعل بد کا
ارادہ کیا اور اس کی مرضی سے اسے اندر لے آیا۔اندر آ کر میں نے
دروازے کی کنڈی لگالی۔ پھر جیسے ہی میں نے غلط ارادے سے اس کی
طرف ہاتھ بڑھایا اسی وقت میں نے دیکھا کہ پیر و مرشد چادر والی سرکار
تیزی سے آستانہ عالیہ سے پرواز کرتے ہوئے وہاں تشریف لائے آپ
نے مجھے ایک زوردار تھپڑ رسید کیا اور بڑے جلال میں فرمایا
''او کتے یہ کیا کر رہا ہے تو''۔

(مرشد اکمل۔ص:۹۲)

العیاذ باللہ غور فرمائیں یہ ہے کہ اس شخص کا اصل مکروہ چہرہ محترم قارئین اللہ کا ولی
تو وہ ہوتا ہے کہ جو تنہائی میں بھی اللہ کا خوف دل میں رکھے اسے یہ احساس ہو کہ اگر میں
لوگوں کی نظروں سے چھپ بھی گیا تو میرا رب تو مجھے دیکھ رہا ہے۔ مگر اس جعلی ولی کو دیکھیں
کہ جیسے ہی تنہائی میں موقعہ ملا فوراً اپنی خباثت پر اتر آیا۔ یہ تو صرف ایک واقعہ ہے جو اس
شخص نے ذکر کیا اور یہاں بقول اس شخص کے پیر نے اسے بچالیا غور فرمائیں بیعت ہونے
سے پہلے اس شخص نے کیا کیا گل کھلائے ہونگے۔

پھر اس کا جھوٹ دیکھیں کہ میں نے دیکھا کہ چادر والی سرکار اپنے آستانے سے اڑ
کر آ رہے ہیں خود فیصل آباد کے ایک بند کمرے میں بیٹھا ہوا ہے اور منظر ملتان کا دیکھ رہا ہے
پیر ملتان سے اڑتے ہوئے اس کو نظر آ گیا لعنة الله علی الکاذبین جھوٹ بولنے کیلئے بھی
سلیقہ چاہئے۔ پھر لاثانی سرکار کا عقیدہ ہے کہ جو اللہ کا ولی بولے وہی حق سچ ہوتا ہے اور اسے
کوئی ٹال نہیں سکتا یہاں اس کے پیر نے صاف لفظوں میں اسے ''کتا'' کہا اب لاثانی کے
مرید خود فیصلہ کریں کہ وہ ایک ''کتے'' کی پیروی کر رہے ہیں یا کسی ''ولی اللہ'' کی؟۔

پسند اپنی اپنی امام اپنا اپنا

مگر یہاں صوفی صاحب کہہ سکتے ہیں کہ آپ مجھے کیوں کوس رہے ہیں میں نے
تو جس شخص کے ہاتھ پر بیعت کی ہے وہ خود آدھی آدھی رات کو اپنی مریدنیوں کو ''فیض''
دینے پہنچ جاتا تھا چنانچہ صوفی صاحب اپنے پیر کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

''حضرت چادر والی سرکار کی مرید ایک عورت (جس پر آپ کی بہت نظر کرم

ہے)وہ بتاتی ہیں کہ آپ سرکار روزانہ تہجد کے وقت اس سے ملنے کیلئے جسم
سمیت تشریف لاتے ہیں کچھ دیر قیام فرماتے ہیں اور پھر اس کے بعد واپس
تشریف لے جاتے ہیں اور اس پر یہ کرم کافی عرصہ سے جاری ہے"۔
(مرشد اکمل۔ص:۱۴۴)

کیوں صوفی صاحب ایک غیر محرم عورت کے پاس آدھی رات کے بعد آپ کے پیر صاحب کونسا "کرم" کرنے جاتے ہیں اور یہ "نظر کرم" کس کس طرح ہوتی ہے صاف صاف بتائے گا۔ معذرت کے ساتھ کیا آپ کسی اور کو بھی یہ اجازت دیں گے کہ وہ بھی آدھی رات کو "جسم سمیت" آکر آپ کی زوجہ صاحبہ پر اسی طرح نظرم کرم کرے۔؟ یا یہ کرم فرمائیاں صرف دوسروں کی ماں بہنوں کیلئے ہیں۔؟

شرم تم کو مگر نہیں آتی

قارئین کرام! حقیقت یہ ہے کہ صوفی صاحب کے نزدیک بزرگی نام ہی معاذ اللہ عورتوں سے منہ کالا کروانے کا ہے۔ چنانچہ صوفی صاحب کے ایک مرید نے صوفی صاحب کے کمالات پر ایک کتاب لکھی جس میں ایک بزرگ کا واقعہ لکھتے ہیں کہ:

"پیر صاحب وہ شراب لے کر اپنے حجرے میں چلے گئے اور کچھ دیر بعد مخمور سے باہر تشریف لائے اور مرید سے کہنے لگے میرا دل چاہتا ہے کہ کوئی خوبصورت عورت ہو، کیا تم کسی کو لاسکتے ہو، وہ مرید اپنے گھر گیا کہ اس کی نئی شادی ہوئی تھی اور بیوی بھی بے حد خوبصورت تھی کہنے لگا آج تک تم سے کوئی بات نہیں منوائی زندگی میں پہلی مرتبہ ایک بات منوانا چاہتا ہوں کہ آج پہلی مرتبہ میرے پیر صاحب نے ایسی خواہش کا اظہار کیا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ آپ جیسا چاہتے ہیں ویسا ہی ہو، میری گزارش ہے کہ خوب بن سنور کر اور سنگھار کر کے میرے ساتھ چل اور پیر صاحب تجھے جو بھی حکم دیں اس میں کسی طرح بھی سرتابی نہ کرنا اس نے اپنی بیوی کو پیر صاحب کی خدمت میں پیش کر دیا پیر صاحب نے پوچھا یہ کون ہے کہنے لگا حضور ہی کی لونڈی ہے پیر صاحب سمجھ گئے کہ یہ اس کی بیوی ہے۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا کوئی بازاری عورت نہیں ملی تھی۔ مرید نے جواب دیا کہ

میری غیرت نے گنوارا نہ کیا کہ کوئی بازاری عورت لے کر آؤں اور یہ کہ مجھے تو یہ بہت زیادہ خوبصورت لگتی ہے پیر صاحب کہنے لگے کہ ہاں ہے تو یہ بہت خوبصورت اور اسے اپنے حجرے میں لے گئے اور اسے حجرے میں بٹھا کر فوراً ہی باہر تشریف لے آئے تو دیکھا کہ مرید نماز میں تھا، آہٹ محسوس کر کے اس نے سلام پھیر دیا اور پریشان ہو کر عرض کرنے لگا کہ حضور کیا ہوا؟ آپ باہر کیوں تشریف لے آئے۔ انہوں نے فرمایا کہ پہلے یہ بتاؤ کہ تم کونسی نماز پڑھ رہے تھے۔ مرید کہنے لگا کہ میں تو سجدہ شکر ادا کر رہا تھا کہ آپ نے میری خدمت قبول کر لی۔ بزرگ نے ارشاد فرمایا تمہیں یہ خیال نہیں آیا کہ یہ سب گناہ کبیرہ ہے میں کیسے یہ سب کچھ کر سکتا ہوں؟۔ اس شخص نے عرض کی حضور میرا ایمان ہے کہ بڑے سے بڑا شرابی، زانی، فاسق، فاجر، شخص خواہ کافر ہی کیوں نہ ہو اگر آپ اس کے سر پر ہاتھ ہی رکھ دیں تو وہ آپ کی ذات بابرکات کے طفیل ہی بخش دیا جائے گا تو خود آپ کو کیسے اللہ تعالیٰ ان گناہوں پر گرفت کریگا''۔

(میرے مرشد۔ص:۱۴۰،۱۳۹)

غور فرمائیں دین اسلام اور اس کے ماننے والوں کے ساتھ کس قدر کھلا مذاق ہے یہ بدبخت اپنی بیوی زنا کیلئے پیر کے سامنے پیش کر رہا ہے کیا یہ کھلی بے غیرتی نہیں۔۔۔؟؟؟ پیر کیلئے بازاری عورت لانے پر تو اس دیوث کو غیرت آئی مگر پیر سے اپنی بیوی کا منہ کالا کرواتے ہوئے اس کو غیرت نہیں آتی، اللہ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ لاطاعة المخلوق فی معصیة الخالق خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں مگر یہ بدبخت نہ صرف زناہ کروانے پر تیار بلکہ اس پر خدا کا شکر کرتے ہوئے شکرانے کے نوافل ادا کر رہا ہے جو کھلا اور صریح کفر ہے عقائد کی کتابوں میں یہ بات مصرح ہے کہ اگر گناہ کبیرہ کو حلال سمجھ کر کیا جائے تو مرتکب اور اس کا اعتقاد رکھنے والا کافر ہو جاتا ہے مگر یہ بدبخت تو نہ صرف حلال سمجھ رہا ہے بلکہ اس پر خدا کا شکر بھی ادا کر رہا ہے العیاذ باللہ۔ پھر کہتا ہے کہ پیر صاحب اگر کافر کے سر پر بھی ہاتھ پھیر دیں تو اس کی بخشش ہو جائے گی جبکہ اللہ تو فرماتا ہے کہ

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَ یَغْفِرُ مَادُوْنَ ذَالِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ

اللہ شرک کرنے والے کو تو معاف نہیں کرے گا اس کے علاوہ جس کو چاہے معاف کردے مگر یہ بدبخت کہتا ہے کہ نہیں یہ قول درست نہیں میرا پیر تو اگر کسی مشرک کافر کے سر پر صرف ہاتھ پھیر دے تو اس کی بھی بخشش ہو جائے میرے نبی ﷺ تو کفار مکہ کیلئے ساری ساری رات روتے رہے ان کی مغفرت نہ ہو مگر اس کا پیر صرف ہاتھ پھیر دے تو مغفرت ہو جائے پھر یہ کہنا بھی کس قدر جہالت ہے کہ اللہ پیر صاحب کو زناء کرنے پر بھی کوئی سزا نہیں دیگا معاذ اللہ کیوں۔؟ کیا پیر صاحب نے اللہ سے کوئی وعدہ لے رکھا ہے کہ جو چاہے کرو۔؟ کیا تم نے معاذ اللہ، اللہ کو ظالم سمجھا ہوا ہے یا کمزور کہ اللہ عام مخلوق کو تو عذاب دے اور آپ کے پیر صاحب چونکہ اللہ سے بھی معاذ اللہ زیادہ طاقتور ہیں اس لئے وہ چاہے زناء کرے چاہے شراب پیئے اس سے کوئی پوچھنے والا نہیں۔

آخر اس جھوٹی حکایت کو بیان کرنے کا مقصد کیا ہے؟؟؟ یہی نہ کہ صوفی صاحب کے مریدو! اپنے پیر کی اطاعت اس مرید کی طرح کرنا صوفی لاثانی جب شراب مانگے تو بلا چوں و چراں لے آنا جب ان کو دل قوم کی بہو بیٹوں کی عزت کو تار تار کرنے کی خواہش کرے تم اپنی بہو بیٹیوں اور بیویوں کو صوفی صاحب کی خدمت میں پیش کر دینا ہر صورت اس کی اطاعت کرنا اعتراض ہرگز نہ کرنا اس لئے کہ اگر وہ تمہارے گناہ بخشوا سکتا ہے تو اپنے گناہوں پر اس سے باز پرس کرنے والا کون ہے۔؟؟؟ العیاذ باللہ

صوفی صاحب خدا کا خوف کریں ایک دن مرنا ہے اللہ کو منہ دکھانا ہے یہ کونسا دین ہے جو آپ اپنے مریدوں کو سکھا رہے ہیں۔؟؟؟ کیا آپ نے بھی اپنی بہن بیوی کو بھی پیر کے سامنے ان مقاصد کیلئے پیش کیا ہے۔؟؟؟ ہم ایسے پیروں پر ہزار بار لعنت بھیجتے ہیں۔

سادگی یا عیاشی

صوفی صاحب کی سادگی کے بارے میں ان کے مرید رقمطراز ہیں کہ:

''عام اور سادہ لباس زیب تن فرماتے ہیں''۔ (نوری کرنیں۔ص:۱۵۱)

اب ذرا اس سادگی کی ایک جھلک خود صوفی صاحب کی زبانی ملاحظہ فرمالیں:

''بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ رنگ دار چیزیں فیشن کے طور پر استعمال

کرتا ہوں، میں نے اپنی مرضی اور خواہش سے نہیں بلکہ اللہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے شروع کیا ہے۔ آج سے کئی سال پہلے میرے مالک و معبود اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: ''تم سرخ، سبز، سیاہ، سفید، سنہری، گولڈن، اور جو گیا رنگ پہنا کرو۔'' پھر چند سال بعد اللہ تعالیٰ شانہٗ نے دوبارہ کرم فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اپنے پرانے کپڑے اور جوتے استعمال نہ کیا کرو، یہ تقسیم کر دیا کرو، ہم چاہتے ہیں کہ تمہارا لباس، جوتا، رہائش کی جگہ اور دیگر استعمال کی چیزیں برتن، بستر وغیرہ بہت اچھے، بیش قیمت ہوں''۔

(راہنمائے اولیاء معہ روحانی نکات۔ ص: ۲۳۲)

یہ کتنا بڑا اللہ تعالیٰ کی ذات پر بہتان عظیم ہے کہ جو حکم اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو دیا نہیں یہ کہتا ہے کہ مجھ کو یہ حکم ہوا۔ احادیث مبارکہ میں مردوں کو سرخ کپڑا پہننے کی ممانعت موجود ہے اس کے برعکس یہ کیسے شریعت کی مخالفت کر رہا ہے حدیث مبارکہ سے تو ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لباس سادہ ہوتا تھا، تکلف سے پاک بسا اوقات پرانا پیوند لگا ہوا۔ مگر صاف ستھرا، اور اکثر خوشبو سے معطر۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد تھا جب تک پیوند نہ لگوالیا جائے، کپڑا نہ اتارا جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جن کپڑوں میں وفات پائی وہ موٹے کپڑے تہہ بہ تہہ پیوند لگے ہوئے تھے۔ (تاریخ اسلام کامل ص: ۴۳، ۴۴، ۴۵ از حضرت مولانا محمد میاں صاحبؒ)۔ جس شخص کی زندگی شریعت کی تعلیمات کے برعکس ہے، وہ کیسے پیر ہو سکتا ہے......؟

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

''زاہد کو ایک کپڑے سے زائد نہ رکھنا چاہئے حتی کہ جب اس کپڑے کو دھوئے تو ننگا ہو اگر آدمی کے پاس دو کپڑے ہونگے تو زاہد نہیں ہے کمتر لباس ایک کرتا ٹوپی اور جوتا ہے اور اکثر لباس یہ ہے کہ ایک پگڑی اور ازار بھی ہو اور جنس لباس میں ٹاٹ ادنی ہے اور موٹا پشمینہ متوسط اور روئی کا موٹا کپڑا اعلیٰ ہے اگر باریک اور نرم کپڑے کا لباس ہوگا تو پہننے والا زاہد نہ رہے گا۔ جناب سلطان الانبیاء علیہ السلام نے جس وقت انتقال فرمایا تم

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہ ایک کملی اور ایک موٹا تہبند لائیں اور فرمایا کہ حضرت ﷺ کا یہی لباس تھا"۔

اور مزید ی فرماتے ہیں کہ:

"حضرت امیر المومنین رضی اللہ تعالی عنہ کے کپڑے پر ۱۴ پیوند لگے ہوتے تھے"۔

(کیمیائے سعادت: ص ۵۱۰ مترجم)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"عمدہ اور نفیس پہننا اور اس کے ساتھ مزین کرنا اور اس پر فخر و مباحات کرنا صاحبان شرف وجلالت کے شایان شان نہیں بلکہ عورتوں کی صفات اور انکی نشانیاں ہیں"۔

(مدارج النبوۃ: ج ۱: ص ۷۸۳)

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ:

"مجھے نبی کریم ﷺ نے دو زرد رنگ کے کپڑوں میں دیکھا تو فرمایا تیری والدہ نے یہ پہنے کا حکم دیا میں نے عرض کیا کہ میں اسے دھودوں آپ نے فرمایا بلکہ انہیں جلادو"۔

(حلیۃ الاولیاء: ج: ۲: ص ۳۵۸)

حضور ﷺ نے تو رنگ برنگے کپڑوں کو جلا دینے کا حکم دیں مگر یہ صوفی کہتا ہے کہ مجھے وحی آئی ہے کہ رنگ برنگے کپڑے پہنو۔ لباس کے بارے میں ایک طرف بزرگان دین کے مندرجہ بالا اقوال ہیں تو دوسری طرف صوفی صاحب کی شیطانی وحیاں آپ فیصلہ آپ نے کرنا ہے کہ آپ نے کس کو ماننا ہے۔

پیر صاحب وظائف و درود شریف کے پابند نہیں

صوفی صاحب اپنے بارے میں بزرگان کا شکوہ نقل کرتے ہیں کہ:

"نہ ہی (اس صوفی نے۔ از ناقل) دوسروں سے زائد مصائب برداشت کیے ہیں اور نہ ہی اپنے پیر و مرشد کے بتائے ہوئے وظائف پر مسلسل باقاعدگی سے عمل کیا اور نہ ہی درود شریف (مرشد کی بتائی ہوئی تعداد) میں پڑھا کیونکہ اس کی تسبیح کے بارہ دانے کم ہیں"۔

(مرشد اکمل۔ص:۱۲۹)

غور فرمائیں جو شخص خود اتنا سست اور کاہل ہو کہ اپنے شیخ کے بتائے ہوئے وظائف بھی پورے نہ کر سکتا ہو وہ بھلا آپ کو ذکر کی پابندی کیسے کروائے گا۔ پھر ایک طرف تو لا ثانیوں کا دعوی ہے کہ صوفی صاحب کا مرید دنیا میں جہاں کہیں بھی ہو جس حال میں ہو صوفی صاحب کو پتہ چل جاتا ہے اور وہ ان کی مدد کو پہنچ جاتے ہیں جبکہ اپنا حال یہ ہے کہ ہاتھ میں پکڑی ہوئی تسبیح کے دانوں کی بھی خبر نہیں؟

صوفی صاحب اپنے دادا پیر کے نافرمان

صوفی صاحب کے دادا پیر، پیر جماعت علی شاہ صاحب کے بارے میں آتا ہے کہ:

''کسی کو قدم بوسی کی بھی اجازت نہ دیتے تھے اور سختی سے منع کرتے تھے اگر کوئی شخص مصافحہ کی بجائے پاؤں کی طرف جھکنے لگتا تو تنبیہ کرتے کہ ''سنت ترک کر کے حرام فعل کا ارتکاب کرتا ہے اور مجھے بھی گناہ گار کرنا چاہتا ہے''۔

(سیرت امیر ملت: ص ۱۰۷)

جبکہ صوفی صاحب نے قدم بوسی کے جواز پر پورا ایک صفحہ لکھ مارا اور اپنے پیر کا یہ قول بھی نقل کر دیا کہ:

''قدم بوسی جائز ہے، قدم بوسی جائز ہے''۔(رہنمائے اولیاء مع روحانی نکات۔ص:۲۴۰)

دادا پیر کہتا ہے کہ قدم بوسی حرام ہے گناہ ہے جبکہ پیر صاحب کہہ رہے ہیں کہ جائز ہے جائز ہے اب اس میں سچا کون ہے اور جھوٹا اس کا استفسار آپ خود صوفی صاحب سے کریں۔

صوفی صاحب گھونگھٹ پہنے ہوئے

صوفی صاحب کے ایک مرید نے نہ معلوم کب زنانہ حالت میں صوفی صاحب کو دیکھ کر بے اختیار یہ شعر کہہ ڈالے

ساقی تیرا پردہ گوارا نہیں ہے کیوں گھونگھٹ ابھی تک اتارا نہیں ہے
یہ پلکوں سے چلمن ہٹا دو صدیقی ہمیں بھی تو جلوہ دکھا دو صدیقی
تھوڑا سا آنچل اٹھا دینا کافی ساقی کا پلکیں ہلا دینا کافی

ذرہ سا یونہی مسکرا دو صدیقی ہمیں بھی تو جلوہ دکھا دو صدیقی

(لاثانی کرنیں۔ص:۱۰۱)

صوفی صاحب گلیوں کا کوڑا کرکٹ

صوفی صاحب کی حقیقت کیا ہے یہ خود ان ہی زبانی ملاحظہ فرمالیں:

''میں گلیاں دا روڑا، کوڑا مینوں محل چڑھایا سائیاں

(نوری کرنیں۔ص:۱۵۱)

قارئین کرام! الحمدللہ اختصار کے پیش نظر آپ کے سامنے صوفی لاثانی کے کردار پر یہ چند حوالے ہم نے پیش کیے جو خود اس کی جماعت کی کتابوں میں موجود ہیں جو بہا نگ دہل یہ اعلان کر رہے ہیں کہ یہ شخص اللہ کا ولی یا پیر فقیر نہیں بلکہ ایک بدمعاش، غنڈہ، فراڈی، شرابی، کبابی، چرسی، موالی اور زانی عیاش آدمی ہے۔ آپ کے سامنے اس شخص کا اصل کردار لانے کا صرف ایک ہی مقصد ہے کہ لوگ اس فتنے سے باخبر ہو جائیں اور اپنی آخرت کو برباد ہونے سے بچالیں۔ صوفی مسعود احمد صدیقی لاثانی سرکار لوگوں کے سامنے ایک نیا دین پیش کر رہا ہے۔ صوفی مسعود احمد کے بتائے طریقوں پر چلنا اپنے لئے جہنم میں محل تعمیر کروانا ہے لہٰذا خدارا اپنی آخرت برباد ہونے سے بچائیں اور اس شخص پر لعنت بھیج کر کسی صحیح اللہ والے کو ڈھونڈے جو پوری طرح شریعت محمدی ﷺ پر کاربند ہو اور اس کے ہاتھ پر بیعت کر کے اپنی باطنی اصلاح کروائیں۔ یہاں میں حضرت عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی زبان میں ان جاہل صوفیوں سے مخاطب ہوں گا کہ:

> ''اے پیران طریقت تم آج کے بعد صور اسرائیل کا انتظار کرو کہ تمہاری فرد جرم تمہارے سامنے لائی جائے اور تم اپنا نامہ اعمال کو ندامت کے آئینہ میں دیکھ سکو تمہاری تسبیح کا ایک ایک دانہ تمہارے فریب کا آئینہ دار ہے تمہاری دستار کے پیچ وخم میں ہزاروں پاپ جنم لیتے ہیں اور تم انہیں دیکھتے ہو مگر تمہاری زبانیں گنگ ہیں اور ان کی موت پر آنسو تک نہیں بہتے وقت کا انتظار کرو کہ شائد تمہاری پیشانیوں کے محراب کی سیاہی تمہارے چہروں کو مسخ کردے اور تمہارا یہ نام نہاد زہد وتقویٰ تمہاری رسوائی کا باعث بن جائے''۔

باب سوم

صوفی صاحب کے بارے میں ان کے مریدین کا غلو

قارئین کرام ! ہم نے ماقبل میں صوفی صاحب کا اصل چہرہ خود ان کی اور ان کی جماعت کی لکھی ہوئی کتابوں سے دکھا دیا ہے۔ مگر عوام میں اپنی جھوٹی صوفیت اور شخصیت کا رعب بٹھانے کیلئے اس فرقے کے ماننے والے اپنے پیر صاحب کا ایک دیو مالائی کردار عوام کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ صوفی صاحب کے مریدین کی عبارتیں صوفی صاحب کے متعلق پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ صوفی صاحب کوئی انسان نہیں بلکہ مافوق الفطرت کوئی مخلوق ہے۔ بلکہ اگر صاف لفظوں میں کہا جائے کہ صوفی صاحب کے مریدین حقیقت میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں یہ ثابت کرنے کیلئے کہ ''خدا'' صوفی صاحب کی شکل میں معاذ اللہ زمین پر اتر آیا ہے تو ہرگز مبالغہ نہ ہوگا ہم اس نتیجہ پر کیوں پہنچے اس کیلئے صوفی صاحب کے بارے میں ان کے مریدین کی مندرجہ ذیل عبارتیں ملاحظہ ہوں۔ ان عبارتوں کو پڑھنے سے پہلے صوفی صاحب کا ہی ایک قول ہم نقل کرنا ضروری سمجھتے ہیں:

> ''لاعلمی اور جہالت کی بناء پر بعض نام نہاد پیر حضرات خود ہی یا انکے مریدین و عقیدت مند ان کی پیری چمکانے کیلئے ان کے نام کے ساتھ ایسے بڑے بڑے القابات لکھ دیتے ہیں جن کے وہ قطعاً اہل نہیں ہوتے ۔۔۔۔ خود مجھے ایسے کئی پیر صاحبان سے ملنے کا اتفاق ہوا جنکے نام کے ساتھ بڑے بڑے القابات لکھے ہوئے تھے اور جب میں نے ان سے پوچھا کہ انہیں یہ القابات کس بارگاہ سے عطا ہوئے یا کسی ہستی نے انہیں ان القابات سے نوازا۔۔۔۔۔ (تو) حیرت اور شرمندگی کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ مختلف جواز پیش کئے۔ کسی نے تو جواب دیا کہ ان کے کسی خاص مرید نے محبت کے جذبہ سے مغلوب ہو کر انہیں ان القابات سے نواز دیا اس لئے وہ یہ سب القابات اپنے نام کے ساتھ لکھتے ہیں۔ اور کسی کا کہنا تھا کہ انہوں نے اپنے کسی مرید کو خواب یا مشاہدہ میں اپنے لئے ایسا کہتے سنا تو گویا اب ان پر واجب ہو گیا کہ وہ اپنے نام کے ساتھ یہ القابات بھی لکھیں''۔

(راہنمائے اولیاء مع روحانی نکات۔ ص: ۱۳۷)

لاثانی سرکار کا لقب کس نے دیا؟

''حضور ﷺ نے اس فقیر کو کئی مرتبہ ''لاثانی سرکار'' کے لقب سے نوازا اور حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ نے بھی ''صدیقی'' لکھنے کا حکم فرمایا''۔

(راہنمائے اولیاء۔ص:۱۴۰)

وقت کا داتا

''داتا صاحبؒ نے اس طرح کرم فرمایا'' وقت کے داتا آپ (صدیقی لاثانی سرکار صاحب) ہیں''۔(میرے مرشد۔ص:۳۰)

لاثانی سرکار کا مرید خواہ شمال میں ہو خواہ جنوب میں ہو دستگیری ہوگی

لاثانی کے ماننے والوں کا عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ نے صوفی مسعود کے بارے میں یہ اعلان کر دیا ہے کہ:

''تمہارا مرید خواہ مشرق میں ہو یا مغرب میں شمال میں ہو یا جنوب میں اگر اس کے دل میں تمہاری عقیدت اور محبت موجود ہے تو اس کے ہم خود دستگیر ہیں''۔(فیوض و برکات۔ص:۱۱)

ہر وقت نظر کرم

''حضور نبی کریم ﷺ نے عالم رویا میں کرم فرماتے ہوئے ایک ولیہ کو ارشاد فرمایا!

لاثانی سرکار ہمارے محبوب ہیں، انہیں کوئی عام تعویذ گنڈے کرنے والے پیروں جیسا نہ سمجھ لینا، یہ جہاں کہیں بھی ہوتے ہیں ان پر ہر وقت ہماری نظر رحمت ہوتی ہے''۔(فیوض و برکات۔ص۱۲)

حضرت ابراہیم علیہ السلام پر فوقیت

''عالم رویا میں آقائے نامدار حضرت محمد ﷺ حضرت سیدنا ابراہیمؑ کے ہمراہ آستانہ عالیہ تشریف لائے اور یہی معرفت کا فیض اپنے دل مبارک سے نکالا اور آپ کو پورا گلاس عطا فرمایا۔ پھر آپ نے مزید طلب کی تو دوبارہ

بھی یہی خصوصی فیض عطا فرمایا اور حضور نبی کریم ﷺ نے بڑے فخر کے ساتھ حضرت ابراہیم کی طرف اس انداز سے دیکھا کہ "یہ ہے میری امتی کی شان کہ جام پر جام پی کر مزید طلب کر رہے ہیں"۔

(فیوض و برکات۔ ص:۳۴)

لاثانی سرکار کا انکار کرنے والا حضور ﷺ کا انکار کرنے والا ہے (معاذ اللہ)

"حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت لاثانی سرکار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا!

"یہ میرا بچہ ہے جس نے اس کا انکار کیا، اس نے حقیقت میں میرا انکار کیا"۔

(فیوض و برکات۔ ص:۵۳)

"آپ ﷺ ان ہستی کی طرف جانب سے اشارہ فرما کر کہتے ہیں کہ یہ میرے بیٹے ہیں یہ صدیقی لاثانی سرکار (فیصل آباد) ہیں جس نے ان کو (صدیقی لاثانی سرکار صاحب) مانا اس نے مجھے مانا جس نے اس کے ساتھ محبت کی اس نے میرے (حضور ﷺ) کے ساتھ محبت کی جس نے ان سے انکار کیا یا حسد کیا در حقیقت اس نے میرا انکار کیا"۔

(نوری کرنیں۔ ص:۴۱۲)

گویا نجات کیلئے اب صرف حضور ﷺ پر ایمان کافی نہیں بلکہ اب ایمان کامل کیلئے لاثانی سرکار کو ماننا بھی ضروری ہوگا۔ غور فرمائیں یہ منصب صرف انبیاء کا ہے کہ ان کا انکار کرنے سے کفر لازم آتا ہے مگر صوفی لاثانی کے مریدین کس دیدہ دلیری سے کہہ رہے ہیں کہ لاثانی کا انکار حضور ﷺ کا انکار ہے اور یہ ظاہر بات ہے کہ حضور ﷺ کا انکار کفر ہے تو گویا ایک شخص جملہ ضروریات دین پر ایمان رکھتا ہو حضور ﷺ کو بھی مانتا ہو سابقہ تمام انبیاء کو بھی مانتا ہو مگر صوفی لاثانی کو نہیں مانتا اس کا انکار کرتا ہے تو لاثانیوں کے نزدیک ایسا شخص کافر ہے معاذ اللہ۔ کیا در پردہ یہ سب لاثانی کو نبوت کے مقام پر لانا نہیں؟

بخشش کروا کر مرید کو جنت دے دی

"ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں ایک سائل آیا اور کرم کیلئے عرض کی۔ آپ

نے فرمایا کیا چاہتے ہو؟ اس نے عرض کی! مجھے جنت مل جائے اور جنتی بن
جاؤں اس کی عرض پر آپ کی کیفیت بدل گئی دریائے رحمت جوش میں آیا
آپ نے فرمایا! یہ اللہ رسول ﷺ کا در ہے یہاں کھل کر مانگو صرف جنت
ہی کیوں اس سے بھی بڑھ کر مانگوتا کہ تمہیں پتہ چلے کہ تم نے کیا مانگا تھا
اور کیا پایا اور طلب سے بڑھ کر ملا یا نہیں؟ پھر آپ نے اسی وقت اس کی
بخشش کروا کر اس کا معاملہ دربار رسالت میں پیش کر دیا"۔

(فیوض و برکات۔ص:٦٦)

حالانکہ قرآن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول ان الفاظ میں ملتا ہے

"اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَ اِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (طہ:١٦٠)

اگر تو ان کو سزا دے تو بے شک وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو معاف کر دے تو بلاشک تو غالب حکمت والا ہے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو اللہ تعالیٰ سے عرض معروض کر رہے ہیں کہ یا اللہ میرے ہاتھ میں کچھ نہیں اگر تو ہی ان کو معاف کرے تو تیرا کرم اور اگر معافی نہیں دیتا تو گلہ پھر بھی نہیں کہ تو حکیم ذات ہے یہی تیرا عدل و انصاف ہے۔ مگر صوفی کہتا ہے کہ بخشش اور جنت اب اس کے ہاتھ میں ہے یہ بالکل عیسائی پادریوں کے "بپتسمہ" والا نظریہ ہے کہ پادری کے پاس آ کر اس کو چند ٹکے دے دو اور اس کے عوض اپنی گناہوں کی بخشش کا سرٹیفکیٹ لے کر جنت کے حق دار بن جاؤ۔ اسی عقیدے نے عیسائیوں کے دل سے آخرت کے سوال و جواب وہاں کی سختیوں کا خوف نکال دیا ہے اور وہاں کا معاشرہ تباہی کے دہانے پہنچ چکا ہے اور یہی کچھ آج صوفی کر رہا ہے کہ مریدوں کو بجائے اعمال نیک بجالانے گناہوں سے بچنے کی تلقین کرنے کے، جنت کی سندیں تقسیم کر رہا ہے۔ ہم پوچھنا چاہتے ہیں کہ آخر صوفی صاحب کو یہ اختیار دیا کس نے؟

ہمیں لاثانی کا ہر فیصلہ منظور ہے

"حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا" ہمیں لاثانی سرکار کا ہر فیصلہ منظور ہے

جن کی یہ منظوری کردیں وہ ہمیں بھی منظور ہے"۔

(فیوض و برکات۔ ص:۶۹)

حالانکہ اہل علم جانتے ہیں کہ رب نے خود نبی کریم ﷺ کے بہت سے فیصلوں کو منظور نہ فرمایا۔ چنانچہ قرآن میں ہے کہ:

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَا اَخَذْتُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (سورہ انفال۔۶۷۔۶۸)

ترجمہ: یہ بات کسی نبی کے شایان شان نہیں کہ اس کے پاس قیدی رہیں جب تک وہ زمین میں (دشمنوں) کا خون اچھی طرح نہ بہا چکا ہو تم دنیا کا سازوسامان چاہتے ہو اور اللہ (تمہارے لئے) آخرت (کی بھلائی) چاہتا ہے اور اللہ صاحب اقتدار بھی ہے صاحب حکمت بھی۔ اگر اللہ کی طرف سے ایک لکھا ہوا حکم پہلے نہ آچکا ہوتا تو جو راستہ تم نے اختیار کیا ہے اس کی وجہ سے تم پر کوئی بڑی سزا آجاتی۔

اس آیت کا شان نزول بیان کرتے ہوئے مفسرین فرماتے ہیں کہ جب بدر کے ستر قیدی لائے گئے تو ان کے بارے میں مشورہ ہوا کہ کیا کیا جائے حضرت ابو بکر صدیقؓ نے رائے پیش کی کہ چونکہ ان میں ہمارے رشتہ دار بھی ہیں لہٰذا ان کو زندہ رہنے دیا جائے امید ہے کہ یہ اسلام قبول کرلیں اور رہائی کے بدلے فدیہ لے لو۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ یا رسول اللہ ﷺ انہوں نے آپ کو جھٹلایا آپ کو شہر سے نکالا آپ اجازت دیجئے کہ ہم ان کی گردنیں اڑادیں۔ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے فرمایا کہ انہیں آگ میں جلادیا جائے۔ حضور ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کی رائے پر عمل کیا اور فدیہ لے کر ان کو رہا کردیا جس پر بظاہر عتاب نازل ہوا اور ان ان دو آیتوں کا نزول ہوا۔ حضرت عمر فاروقؓ فرماتے ہیں کہ جب میں اگلے روز آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ اور ابو بکر صدیقؓ رو رہے تھے میں نے سبب پوچھا کہ کیوں رو رہے ہو تاکہ میں بھی رونے لگوں اگر رونا نہ آئے تو رونے والی صورت ہی بنالوں تاکہ آپ کی موافقت ہوجائے تو آپ ﷺ نے فرمایا اس وجہ سے رو رہے ہیں کہ فدیہ لینے کی لوگوں نے جو رائے دی تھی اس کو اختیار کرنے پر مجھے اس قریب والے درخت کے

ورے سے عذاب آتا معلوم ہو رہا ہے۔

(معالم التنزیل وتفسیر ابن کثیر۔ج:۴۔ص:۸۸۔۸۹)

لاثانی حضرت علیؓ کا خلیفہ

''رات خواب میں حضرت علی المرتضیٰؓ کی زیارت ہوئی اور آپؓ نے ناراضگی اور جلالت کے عالم میں فرمایا تمہیں علم نہیں کہ مسعود احمد صدیقی لاثانی سرکار میرے خلیفہ ہیں''۔

(فیوض و برکات۔ص:۷۹)

خزانوں کی کنجیاں لاثانی کے پاس ہیں جسے چاہیں ولایت دیں

''حق تعالیٰ نے حضرت لاثانی سرکار کو وہ مقام عطا فرمایا ہے کہ اپنے خزانوں کی کنجیاں آپ کے ہاتھ میں دے دیں آپ جسے چاہیں اپنے اختیارات وتصرفات کی بدولت منصب ولایت پر فائز فرمادیں اور جسے چاہیں ایک آن میں معزول فرمادیں''۔

(فیوض و برکات۔ص:۸۳)

حالانکہ یہ بھی سراسر جاہلانہ تصور ہے عزت ذلت بادشاہت فقیری سب اللہ کے ہاتھ میں ہے پھر یہ عجیب منطق ہے کہ لاثانی کو تو یہ مقام اللہ نے دیا مگر اوروں کو لاثانی دے رہا ہے جب لاثانی کو یہ مقام دینے والا اللہ تعالیٰ ہے تو آخر اوروں کو اللہ یہ مقام کیوں نہ دے سکا؟ ایسی کونسی مشکل پیش آگئی کہ اللہ کو اب یہ کنجیاں لاثانی کو دینی پڑیں؟۔ پھر مرید کہتا ہے کہ یہ مقام اللہ نے دیا تو جناب آپ کو کیسے پتہ چلا کہ یہ مقام اللہ نے دیا وحی کا سلسلہ تو بند ہوگیا ہاں ایک سلسلہ اب بھی جاری ہے۔

اِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰى اَوْلِيٰٓئِهِمْ

لاثانی دور و نزدیک کی یکساں خبر رکھتا ہے

''بے شک لاثانی سرکار دنیائے ولایت میں ممتاز مقام کے حامل ہیں اور آپ سرکار سے حصول فیض تو نہایت آسان ہے۔آپ نظر باطن کی بدولت دور و نزدیک یکساں خبر رکھتے ہیں''۔(فیوض و برکات۔ص:۸۷)

ماقبل میں حوالہ گزر چکا کہ صوفی صاحب کو اپنے ہاتھوں میں موجود تسبیح کے دانوں کا بھی علم نہیں اور یہاں ماشاءاللہ سے دور و نزدیک کے علم کا دعویٰ کیا جارہا ہے۔

لاثانی سرکار کا زمانہ

''یہ لاثانی سرکار کا زمانہ ہے''۔(فیوض و برکات۔ص:۹۳)

یعنی نبی ﷺ کی نبوت جو قیامت تک کیلئے تھی اب وہ فیض ختم ہو چکا اب اس زمانے میں لاثانی کی نبوت کا اقرار کرنا ہوگا۔معاذ اللہ۔

لاثانی سے بیعت ہونا حضور ﷺ سے بیعت ہونا ہے

''خواب میں دیکھا کہ حضرت جبرائیلؑ تشریف لائے اور آپؑ نے فرمایا: شریفاں کے گھر حضور نبی کریم ﷺ تشریف لا رہے ہیں وہ یہ بات سن کر حیران ہوتا ہے تو حضرت جبرائیلؑ فرماتے ہیں حیران کیوں ہو رہے ہو حضور نبی کریم ﷺ ان کے گھر تشریف لا رہے ہیں کہ شریفاں آج حضور نبی کریم ﷺ سے بیعت ہوئی ہے، پھر خواب میں ہی اس نے دیکھا کہ ہمارا (شریفاں) کا گھر سجایا جارہا ہے۔صبح جب وہ نیند سے بیدار ہوا تو بہت حیرانگی سے اپنی والدہ سے پوچھنے لگا امی جان! خالہ شریفاں کس سے بیعت ہوئی ہیں؟ تو اس کی والدہ نے جواب دیا کہ حضرت لاثانی سرکار سے''۔(فیوض و برکات۔ص:۹۵۔۹۶)

کیا اب بھی کوئی شک رہ جاتا ہے کہ معاذ اللہ صوفی لاثانی سرکار کے مریدین صوفی مسعود کو ''حضور ﷺ'' سمجھتے ہیں اسی لئے تو صوفی سے محبت کو حضور ﷺ سے محبت، صوفی کے انکار کو حضور ﷺ کا انکار اور صوفی سے بیعت کو حضور ﷺ کی بیعت تصور کرتے ہیں۔

مرشد کا ہاتھ حضور ﷺ کا ہاتھ

''ہتھ مرشد دے ہتھ تیرے نیں رب آکھے اے ہتھ میرے نیں
اس لئی میں مرشد کامل دے ہتھاں نوں جا کے چم لیناں
(نوری کرنیں:ص:۱۵۸)

حالانکہ قرآن میں یہ شان رب تعالیٰ صحابہؓ اور حضور ﷺ کی بیان فرما رہے ہیں کہ:

ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم (سورہ فتح ۔ ۱۰)
فیصلہ کریں کہ اس آیت کا مصداق کس کو کیوں بنایا جارہا ہے؟۔قادیانیوں کا واویلہ کرنے والے ذرا توجہ فرمائیں کہ ان کے بغلوں کے نیچے کس قسم کے قادیانی رہ رہے ہیں اور ان کو خبر بھی نہیں۔

لاثانی کا در پنجتن کا در

''حضرت علی کرم اللہ وجہہ تشریف لاتے ہیں اور میرے کندھے پر اپنا دست مبارک رکھ کر فرماتے ہیں لاثانی سرکار کے بارے میں کبھی شکوک و شبہات کا شکار نہ ہونا یہ ہمارے محبوب نظر ہیں ان کا در ہمارا در ہے پنجتن پاک کا در ہے''۔(فیوض و برکات۔ص:۹۹)

مجھے حیرت ہوتی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ اور دیگر بزرگان صوفی صاحب کے ان جاہل مریدوں جنہیں کلمہ بھی ٹھیک طرح سے پڑھنا نہیں آتا کے پاس تو خواب میں آجاتے ہیں کہ صوفی صاحب کے خلاف غلط خیالات مت رکھو مگر مجھے خواب میں نہیں آتا جو صوفی صاحب کو نہ صرف گمراہ سمجھتا ہے بلکہ بہانگ دہل اس کی گمراہیوں کو طشت از بام کررہا ہے۔

صرف چند سنتوں پر عمل کرنا کافی ہے

''میرے قبلہ و کعبہ حضور ﷺ نے اہل سلسلہ پر کتنا کرم فرمایا ہے کہ صرف چند سنتوں پر بھی جو عمل کرتا ہوگا میرے آقا اس کو اور اس کے اہل خانہ کو در بدر کی ٹھوکریں نہیں کھانے دیں گے''۔(نوری کرنیں۔ص:۱۵۹)

ہر جگہ لاثانی کی دستگیری

''آپ کی کاملیت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کے مریدین خواہ دور ہوں یا نزدیک آپ کو روحانی کشف کی بدولت ان کے ظاہری و باطنی افعال کا علم ہوتا ہے۔۔۔یہی وجہ ہے کہ آپ کے عقیدت مندوں کو ہر وقت ہر جگہ آپ کی دستگیری حاصل رہتی ہے''۔
(مخزن کمالات۔ص:۱۸)

حالانکہ اللہ والوں کے ہاں کاملیت کا درجہ صرف اور صرف ''تقوی'' ہے۔شیخ رومیؒ ولی کی

پہچان لکھتے ہیں کہ:

''العارف باللہ و صفاتہ المواظب علی الطاعت المجتنب عن المعاصی و المحرمات المعرض عن الانہماک فی للذات و الشہوات''۔ (مجالس الابرار: ص ۹۷۔ سہیل اکیڈمی لاہور)

(ولی وہ ہے کہ جو) اللہ کی ذات وصفات کا جاننے والا ہو نیکیوں پر دائمی کاربند ہو گناہوں اور حرام کی ہوئی چیزوں سے بچتا ہو دنیا کی لذتوں اور شہوتوں میں منہمک ہونے سے بچتا ہو۔

مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

''وہ (عوام) یہ خیال کرتے ہیں کہ ولی کیلئے احیاء جسم ضروری ہے اور اس پر اکثر اشیاء غیبی کا انکشاف ہونا چاہئے وغیرہ ذالک حالانکہ یہ باتیں ظنون فاسدہ میں سے ہیں''۔

(مکتوبات۔ دفتر اول حصہ دوم۔ مکتوب نمبر ۱۰۷)

ولی کیلئے ہر وقت کشف کے عقیدے کو حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ظن فاسد قرار دے رہے ہیں کہ مگر لاثانی فرقے کے لوگ اسے اپنے پیر صاحب کی کاملیت کی سند بتا رہے ہیں۔

پیر صاحب ہر وقت مریدنی کے پاس

''ہماری ایک پیر بہن بھی کچھ ایسا ہی واقعہ سناتی ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ کچھ عرصہ پہلے ہمارے ساتھ جو واقعہ پیش آیا، آج بھی اس کو یاد کرتے ہیں تو رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ہوا کچھ یوں کہ ایک دن ہمارے گھر کے مرد کسی کام سے شہر سے باہر گئے ہوئے تھے۔ سخت سردیوں کے دن تھے۔ رات کا وقت تھا، بچے سو چکے تھے اور ہم بہنیں آپس میں باتیں کر رہی تھیں گفتگو میں اتنی محو ہوئیں کہ کمرے کا دروازہ بند کرنا بھول گئیں۔ رات بہت ہو چکی تھی اچانک ہمیں ایسا لگا کہ چور ہمارے گھر کی دیوار پھلانگ کر اندر گھس آئے ہیں۔ دروازہ کھلا ہونے کی وجہ سے ہمیں ان کے قدموں کی چاپ اور سرگوشیوں کی آوازیں صاف سنائی دے رہی تھیں۔ مارے خوف کے ہمت نہ ہوئی کہ باہر جا کر دیکھیں اور اگر ہم دیکھتیں بھی تو کیا کر سکتی

تھیں۔ چیخ و پکار کا کوئی فائدہ نہیں تھا کیونکہ موسم سرما میں عموما سبھی کمرے بند کر کے سوئے ہوئے ہوتے ہیں اور ہماری آواز بھلا ان تک کیسے پہنچ پاتی؟ چنانچہ ہم نے پیر و مرشد کو یاد کرنا شروع کر دیا اور اللہ کا ذکر کرنے لگیں۔ آنکھیں بند تھیں اور دل میں پیر و مرشد سے فریاد جاری تھی۔ عرض کر کے جونہی آنکھیں کھولیں تو پیر و مرشد کو اپنے قریب موجود پایا۔ یہ سب ہم نے کھلی آنکھوں سے دیکھا۔ آپ کو دیکھ کر ہم حیران ہوئے اور خوش بھی۔ ہمارا حوصلہ بڑھ گیا۔ پھر آپ نے اپنا دست شفقت ہمارے سروں پر رکھتے ہوئے فرمایا:

تم فکر نہ کرو، آرام سے سو جاؤ ہم تمہارے پاس ہی ہیں۔

(مخزن کمالات۔ ص:۴۲)

سب سے پہلی بات کیا مردوں کا اس طرح جوان عورتوں کو گھر میں اکیلا چھوڑ کر چلا جانا کیا ہمارا معاشرہ اور اسلام اس بات کی اجازت دیتا ہے؟ پھر نوجوان عورتوں کے پاس ایک نامحرم مرد (صوفی صاحب) کا یوں رات کو آنا ان پر ہاتھ پھیرنا کیا کوئی غیرت مند اس کو گوارا کر سکتا ہے؟ اور کیا اسلام اس کی اجازت دیتا ہے؟ اس کا فیصلہ قارئین خود ہی کر لیں۔
پھر شرک کی نحوست تو دیکھیں کہ جب مشکل وقت پڑا تو بجائے رب سے فریاد کرنے کے صوفی مسعود کو پکارنا شروع کر دیا جس کی اپنی حالت یہ ہے کہ اگر اس کے ہاتھ باندھ لئے جائیں تو اپنی ناک پر سے مکھی تک نہیں اڑا سکتا۔

انبیاء نے مشکل وقت میں کس کو پکارا؟

صوفی مسعود کے مریدوں کا عمل تو آپ دیکھ چکے ہیں کہ وہ مشکل وقت میں کس کو پکارتے ہیں اب آئیے دیکھتے ہیں کہ وہ ہستیاں جو تمام دنیا میں اللہ کے ہاں سب سے برگزیدہ ہیں انہوں نے مشکل وقت میں کس کو پکارا؟۔

حضرت نوح علیہ السلام

وَ نُوحًا اِذْ نَادٰی مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَنَجَّیْنٰهُ وَ اَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِیْمِ (۱۷۔انبیاء۔ع۶)

اور نوح جبکہ پہلے اس نے دعا کی پس ہم نے اس کی دعا قبول کی اور اس کو اور اس کے تابعین کو بڑے بھاری غم سے نجات دی۔

حضرت ایوب علیہ السلام

وَ اَیُّوْبَ اِذْ نَادٰی رَبَّهٗ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّ اٰتَیْنٰهُ اَهْلَهٗ وَ مِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَ ذِكْرٰى لِلْعٰبِدِیْنَ۔ (۱۷۔انبیاء۔ع ٦)

اور ایوب جبکہ اس نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھ کو یہ تکلیف پہنچی ہے اور آپ سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہیں۔ پس ہم نے اس کی دعا قبول کی اور جو کچھ تکلیف تھی اس کو دور کر دیا اور ہم نے ان کو ان کا کنبہ عطاء فرمایا اور ان کے برابر اور بھی اپنی رحمت خاصہ سے اور عبادت کرنے والوں کیلئے یادگار ہے۔

حضرت یونس علیہ السلام

جب حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں تھے اور اللہ کو پکارا اس کے متعلق فرمایا

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَ نَجَّیْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَ كَذٰلِكَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ۔ (۱۷۔انبیاء۔ع ٦)

پس ہم نے ان کی دعا قبول کی اور ان کو اس گھٹن سے نجات دی اور ہم اسی طرح ایمان والوں کو نجات دیا کرتے ہیں۔

حضرت زکریا علیہ السلام

وَ زَكَرِیَّاۤ اِذْ نَادٰی رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّ اَنْتَ خَیْرُ الْوٰرِثِیْنَ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَ وَهَبْنَا لَهٗ یَحْیٰى وَ اَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ۔ (۱۷۔انبیاء۔ع ٦)

اور زکریا جب کہ اس نے اپنے رب کو پکارا کہ اے میرے رب مجھ کو لاوارث مت رکھیو اور سب وارثوں سے بہتر آپ ہیں۔ پس ہم نے اس کی دعا قبول کی اور ہم نے اس کو یحیٰی عطا فرمایا اور ہم نے ان کی خاطر سے ان کی بیوی کو اولاد کے قابل بنا دیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام

رَبِّ هَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِیْمٍ۔ (الصفت۔ع ٣)

فرزند کی بشارت دی۔

حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام

وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلٰی مُوْسٰی وَ هٰرُوْنَ وَ نَجَّیْنٰهُمَا وَ قَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِیْمِ وَ نَصَرْنٰهُمْ فَكَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِیْنَ ۔(۲۳۔الصفت ۔ع ۴)

اور ہم نے موسیٰ اور ہارون (علیہما السلام) پر بھی احسان کیا۔ان دونوں اوران دونوں کی قوم کو ہم نے بڑے غم سے نجات دی۔اور ہم نے ان سب کی مدد کی پس وہی غالب آئے گا۔

حضرت لوط علیہ السلام

وَ اِنَّ لُوْطًا لَّمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ اِذْ نَجَّیْنٰهُ وَ اَهْلَهٗ اَجْمَعِیْنَ ۔(۲۳۔الصفت ۔ع ۴)

اور بے شک لوط (علیہ السلام) پیغمبروں میں سے تھے (جب انہوں نے ہمیں پکارا تو) جبکہ ہم نے ان کواوران کے متعلقین سب کو نجات دی۔

خلاصہ کلام

ان تمام آیات سے ثابت ہوا کہ ہر نبی اور برگزیدہ سے برگزیدہ رسول علیہم السلام نے دکھ، درد تکلیف اور مصیبت کے وقت ایک اللہ کو پکارا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے ان تمام پیارے بندوں کی دعا کو سنا اور قبول کیا اور دکھ درد کرب و غم سے نجات دی۔تو قرآن آپ کے سامنے ہے کہ ان اولوالعزم پیغمبروں کی راہ پر چلتے ہوئے ایک اللہ کو پکارتے ہیں یالا ثانی کے مذہب پر چل کر اسی راہ پر گامزن ہوتے ہیں جس راہ پر مشرکین مکہ چل کر دنیا و آخرت میں ذلیل ہوئے۔

امام المرسلین ﷺ کو بھی نفع نقصان دینے کا اختیار نہیں

تمام اولیاء، فقیروں، اوتادوں، غوثوں کے امام محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کا اپنی ذات کے متعلق یہ اعلان ہے کہ

قُلْ لَّاۤ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ (پارہ ۹۔اعراف، ع۔۲۳)

آپ کہہ دیجئے کہ میں خود اپنی ذات کیلئے کسی نفع کا اختیار نہیں رکھتا اور نہ کسی نقصان کا مگر جو

چاہے اللہ۔
جب خالق و مالک کی سب سے محبوب ہستی اپنی ذات کیلئے نفع ونقصان کی مالک نہیں تو کسی اور کو یہ کہنے کی جرات کیسے ہوسکتی ہے کہ میں ہر جگہ اپنے مریدوں کے پاس موجود ہوتا ہوں وہ جب جس حال، جس مشکل، جس مصیبت، جس کرب میں مجھے یاد کریں مجھے پکاریں میں حاضر ہوکر مشکل کشائی کر کے ان کے کرب غم ودکھ کا ختم کر دیتا ہوں۔ العیاذ باللہ۔

استعانت بغیر اللہ کے حوالے سے چند مغالطے اور اُن کی وضاحتیں

قرآن پاک اور احادیث پاک میں ''استعانت بغیر اللہ'' کے متعلق ارشادات کی روشنی میں ''استعانت بغیر اللہ'' کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ استعانت غیر اللہ ماتحت الاسباب اور استعانت غیر اللہ مافوق الاسباب۔
کبھی انسان کی زندگی میں کوئی پریشانی آ جاتی ہے یا کسی مصیبت میں ہوتا ہے یا کسی مشکل میں ہوتا ہے یا بیمار ہو یا کوئی ایسا مسئلہ سامنے آ جائے یا کسی معمولی سے معمولی معاملہ میں اُس کو اپنے ماں باپ، بھائی بہن، بیٹا بیٹی، یار دوست، عزیز رشتہ دار، محلہ دار یا کوئی ملنے جلنے والے یا مسئلہ کے متعلقہ شعبے کے ماہرین (جیسے ڈاکٹر، وکیل وغیرہما) کی ضرورت محسوس ہو تو ایسے وقت میں جب انسان کسی کی مدد لیتا ہے تو یہ مدد ماتحت الاسباب (یعنی کسی سبب کے تحت) ہوتی ہے۔
لیکن اس کے برعکس جب اسی انسان کی زندگی میں کوئی ایسی شدید پریشانی میں آ جاتی ہے یا کسی مصیبت کا شکار ہو جاتا ہے یا شدید مشکل کا شکار ہو جائے یا کسی موذی بیماری یا زندگی موت کا مسئلہ ہو یا کوئی ایسا مسئلہ ہو جائے جس کا حل بظاہر اس کے پاس نہ ہو یا جو اس کے ماں باپ بھائی بہن، بیٹا بیٹی، یار دوست، عزیز رشتہ دار محلہ دار یا کوئی ملنے جلنے والے کی قدرت سے باہر ہو ایسے وقت میں جب انسان کو کسی ایسی مدد کی ضرورت ہوتی ہے جس میں کوئی سبب نہ شامل ہو یہ وہ مدد ہے جس کو مافوق الاسباب (غیبی مدد) کہا جاتا ہے۔
مثال کے طور پر یوں سمجھ لیں کہ ایک شخص کسی دریا میں ڈوب رہا ہو اور وہ آس پاس موجود لوگوں کو مدد کے لئے پکارے تو یہ ماتحت الاسباب ہے لیکن اگر یہی شخص کسی ان دیکھے کو مدد کے لئے پکارے تو یہ مافوق الاسباب مدد ہوگی۔

اسی طرح ایک مریض ڈاکٹر یا حکیم سے دوائی لیتا ہے تو یہ سبب کے تحت مدد ہے لیکن یہی مریض زندگی و موت کی جنگ میں آخری اسٹیج پر جب زندگی کا طلب گار ہو تو یہ مافوق الاسباب مدد ہے یعنی یہاں مریض کو دوا کے بجائے دعا کی ضرورت ہے۔

ان دونوں طرح کی مدد میں زمین و آسمان کا فرق ہے اور اسی فرق کو نہ سمجھنے کی وجہ سے استعانت غیر اللہ کے قائلین شدید غلط فہمیوں کا شکار رہتے ہیں۔

بنیادی طور پر سب سے بڑا فرق تو یہ ہے کہ جب انسان اسباب کے تحت مدد مانگتا ہے تو اس کے سامنے سبب ظاہر ہوتا ہے یعنی مدد کرنے والے کا سننا، مدد کرنا اور مدد پر اختیار اس کی بساط کے مطابق ہونا۔ لیکن جب وہی شخص کسی ایسی مدد کا طلب گار ہوتا ہے جس میں ظاہری کوئی سبب نہ ہو تو اس مافوق الاسباب مدد مانگنے والے کے پیش نظر چند چیزیں ہونا لازمی امر ہیں۔

اول یہ کہ وہ جس کو پکار رہا ہے وہ اس کی پکار سن سکتا ہے۔

دوم یہ کہ اُس کے پاس مدد کرنے کا اختیار بھی ہے۔

تو جب یہ دو چیزیں واضح ہو جاتیں ہیں تو تیسری بات خود بخود متعین ہو جاتی ہے کہ مدد کرنے والا ہر قیود سے بالاتر ہے یعنی وہ دنیا کے کسی بھی کونے میں اُس کی پکار سن سکتا ہے اور دنیا کی ہر ہر چیز پر مکمل اختیار رکھتا ہے۔ کیوں کہ اگر یہ چیز متعین نہ کی جائے تو پھر پکارنے والے شخص کی پکار بے معنی اور فضول تصور ہوگی۔ کیوں کہ یہ تو بہت عجیب سی بات ہوگی کہ اگر یہ شخص یہ سمجھ کر پکار رہا ہے کہ وہ ہستی صرف فلاں مخصوص دریا میں ہی اُس کی فریاد سن سکتی ہے؟ اور وہ ہستی اُس کو بچانے کے لئے اختیار نہیں رکھتی لیکن پھر بھی وہ اُسے پکار رہا ہے؟ یا اُس ہستی کا اختیار دریا میں بچانے تک محدود ہے؟

تو یقیناً جب تک یہ چیز متعین نہیں ہوگی تب تک پکارنے والے کی پکار فضول اور بے معنی ہوگی۔ لہٰذا یہ چیز بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ اگر کوئی شخص کسی نادیدہ ہستی کو "مافوق الاسباب" مدد کے لئے پکارتا ہے تو اُس کے پیش نظر اُس ہستی کا پوری کائنات میں کسی بھی جگہ سننا، اور ہر طرح کی مدد کا اور ہر ہر چیز پر پورا پورا اختیار رکھنا ہوتا ہے۔

دوسرا اہم ترین نکتہ "ماتحت الاسباب" مدد مانگنے پر یہ بھی ہے کہ ایک دوسرے سے مدد مانگنا یا مدد کرنا "حقوق العباد" کا اہم حصہ بھی ہے اور بطور مسلمان ہم سب بخوبی واقف ہیں کہ قرآن کریم اور بہت سی احادیث پاک میں "حقوق العباد" پر بہت تاکید آئی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِی الْقُرْبٰی وَالْيَتٰمٰی وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ۙ) النساء ۳۶ پارہ ۵

ترجمہ: اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو اور قرابت والوں کے ساتھ اور یتیموں اور فقیروں کے ساتھ اور ہمسایہ قریب اور ہمسایہ اجنبی اور پاس بیٹھنے والے اور مسافر کے ساتھ اور اپنے ہاتھ کے مال یعنی غلام باندیوں کے ساتھ بے شک اللہ کو پسند نہیں اترانے والا بڑائی کرنے والا)

ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ قرآن کریم کی بہت سی آیتوں میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی عبادت کے ساتھ ہی ماں باپ سے سلوک واحسان کرنے کا حکم دیا ہے، پھر حکم دیتا ہے کہ اپنے رشتہ داروں سے بھی احسان سلوک کرتے رہو۔

حدیث پاک میں ہے کہ ''مسکین کو صدقہ دینا اور صلہ رحمی کرنا بھی اسی حسن سلوک کی شاخ ہے'' (ترمذی، باب ما جاء فی الصدقۃ علی ذوی القربیٰ ح ۶۵۸) (نسائی، کتاب الزکوۃ: باب الصدقۃ علی الاقارب، ح: ۲۵۸۳) (ابن ماجہ، کتاب الزکوۃ، ح ۱۸۴۴)

مزید لکھتے ہیں کہ پھر حکم ہوتا ہے کہ یتیموں کے ساتھ بھی سلوک واحسان کرو اس لئے کہ ان کی خبر گیری کرنے والا، ان کے سر پر محبت سے ہاتھ پھیرنے والا، ان کے ناز لاڈ اٹھانے والا، انہیں محبت کے ساتھ کھلانے پلانے والا ان کے سر پر سے اٹھ گیا۔ مزید لکھتے ہیں کہ پھر مسکینوں کے ساتھ نیکی کرنے کا ارشاد کیا کہ وہ حاجت مند ہیں، خالی ہاتھ ہیں محتاج ہیں، ان کی ضرورتیں تم پوری کرو، انکی احتیاج تم رفع کرو، ان کے کام تم کر دیا کرو۔

غرض یہ کہ چاہے ماں باپ ہوں یا قرابت والے، چاہے یتیم اور فقیر ہوں یا پڑوسی، چاہے ساتھ اٹھنے بیٹھنے والے ہوں یا مسافر ہوں ملازمین ہوں یا نوکر نوکرانیاں ہوں اللہ رب العزت کا حکم احسان، حسن سلوک کرنے کے لئے ہے۔

اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ (اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِی الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۙ) توبہ ۶۰ پارہ ۱۰

(ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ صدقات تو دراصل فقراء اور مساکین کے لئے ہیں اور (ان کے لئے ہیں) جو مامور ہیں صدقات کے کام پر اور (ان کے لئے) جن کی تالیف قلب مطلوب ہو، نیز گردنوں کے چھڑانے اور قرض داروں کی مدد کرنے اور اللہ کی راہ میں اور مسافر نوازی میں (خرچ کرنے کے لئے ہیں) یہ فرض ہے اللہ کی طرف سے، اور اللہ سب کچھ جاننے والا، بڑی حکمت والا ہے)

اس آیت مبارکہ میں زکوۃ اور صدقات کے مصرف کا بیان ہوا ہے جس میں آٹھ قسم کے لوگوں کا بیان ہے اور یہ یقینی بات ہے کہ کوئی شخص کسی کو زکوۃ یا صدقہ دیتا ہے تو یہ بھی ایک انسان کا دوسرے انسان کی مدد کرنا ہے۔ بنوتمیم کے ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مالدار آدمی ہوں اور اہل وعیال، کنبے قبیلے والا ہوں تو مجھے بتائیے کہ میں کیا روش اختیار کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے مال کی زکوۃ الگ کر اس سے تو پاک صاف ہو جائے گا۔ اپنے رشتے داروں سے سلوک کر سائل کا حق پہنچا تا رہ اور پڑوسی اور مسکین کا بھی الخ (حاکم ۲/۳۶۱)

اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ (وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّهٗ وَالْمِسْكِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا ۝)

بنی اسرائیل ۲۶ پارہ ۱۵

(ترجمہ: رشتے داروں کا اور مسکینوں کا اور مسافروں کا حق ادا کرتے رہو اور اسراف اور بے جا خرچ سے بچو)

اسی طرح قرآن کریم میں نیکیوں پر ایک دوسرے کی مدد کرنے کا حکم ہے۔

اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ (وَتَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی ص وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ) المائدہ ۲ پارہ ۶

(ترجمہ: اور آپس میں مدد کرو نیک کام پر اور پرہیزگاری پر اور مدد نہ کرو گناہ پر اور ظلم پر)

ابن کثیر رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے ایمان والے بندوں کو نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے کی تائید کرنے کو فرماتا ہے۔

"بر" کہتے ہیں نیکیوں کے کرنے کو اور "تقویٰ" کہتے ہیں برائیوں کے چھوڑنے کو۔۔۔ اور اللہ تعالیٰ انہیں منع فرماتا ہے گناہوں اور حرام کاموں پر کسی کی مدد کرنے کو۔

مسند احمد کی ایک حدیث میں ہے کہ "اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو خواہ وہ مظلوم ہو، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال ہوا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مظلوم ہونے کی صورت میں مدد کرنا ٹھیک ہے لیکن ظالم ہونے کی صورت میں کیسے مدد کریں؟ فرمایا کہ اسے ظلم نہ کرنے دو، ظلم سے روک لو یہی اس وقت اس کی مدد ہے" (مسند احمد ۳/۹۹) (بخاری ومسلم)

میرے دوستو!

یقیناً آپ باآسانی سمجھ رہے ہوں گے کہ اسباب کے تحت کسی سے مدد مانگنا اور مدد کرنا "حقوق العباد" میں سے ہے۔ اور قرآن کریم اور احادیث پاک میں واضح ارشادات ہیں۔ جب آپ کو یہ بات سمجھ آ گئی ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کو اس بات سے جڑے دیگر احکامات بھی سمجھ آ جائیں گے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ (فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ط قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ج اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ج وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۝) ال عمران ۵۱ پارہ ۳

(ترجمہ: پھر جب معلوم کیا عیسیٰ نے بنی اسرائیل کا کفر، بولا کون ہے کہ میری مدد کرے اللہ کی راہ میں، کہا حواریوں نے ہم ہیں مدد کرنے والے اللہ کے، ہم یقین لائے اللہ پر اور تو گواہ رہ کہ ہم نے حکم قبول کیا)

یہاں زیادہ لمبی وضاحت کی ضرورت تو نہیں جیسا کہ ہم نے اوپر لکھا کہ زندگی میں کسی سے مدد مانگنا شرک نہیں بلکہ اگر اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی مدد کرتے ہیں تو حقوق العباد پورے کرتے ہیں اور اگر اللہ کے حکم پر کسی نے انبیاء کرام کی مدد کی تو تب بھی اللہ تعالیٰ کے احکامات کی تابعداری ہے۔ اور اس کے بدلے میں اپنے نامہ اعمال میں نیکیوں اضافہ کیا۔ اور یقیناً یہ مدد بھی سبب کے تحت ہی ہے۔

اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ (يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيّٖنَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ط قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ فَاٰمَنَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَكَفَرَتْ طَّآئِفَةٌ ج)

الصف ۱۴ پارہ ۲۸

(ترجمہ: اے ایمان والوں تم ہو جاؤ مددگار اللہ کے جیسے کہا عیسٰی مریم کے بیٹے نے اپنے یاروں کو کون ہے کہ مدد کرے میری اللہ کی راہ میں، بولے یار ہم ہیں مددگار اللہ کے، پھر ایمان لایا ایک فرقہ بنی اسرائیل سے اور منکر ہوا ایک فرقہ)

اسی طرح قرآن کریم میں مسلمانوں کو بھی حکم ہوا کہ تم بھی اسی طرح اللہ کے دین کی سربلندی کے لئے اللہ کے مددگار ہو جاؤ۔

اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔(**وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ط**)الحج ۴۰ پارہ ۱۷

(ترجمہ: جو اللہ کی مدد کرے گا، اللہ بھی ضرور اس کی مدد کرے گا)

یہاں ایک بات ذہن میں رکھ لیں کہ (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ کسی کی مدد کا محتاج نہیں بلکہ یہ تو ہمارے لئے آزمائش ہے کہ ہم کتنے اللہ کے فرمابردار ہیں۔

اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔(**اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ۝ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَ لَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ ۝** العنکبوت ۲،۳ پارہ ۲۰

(ترجمہ: کیا لوگوں نے یہ گمان کر رکھا ہے کہ ان کے صرف اس دعوے پر کہ ہم ایمان لائیں ہیں، ہم انہیں بغیر آزمائے ہی چھوڑ دیں گے؟ ان سے اگلوں کو بھی ہم نے خوب جانچا اللہ تعالیٰ انہیں بھی جان لے گا جو سچ کہتے ہیں اور انہیں بھی معلوم کر لے گا جو جھوٹے ہیں)

ابن کثیر رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ان سے اگلے مسلمانوں کی بھی جانچ پڑتال کی گئی، انھیں بھی سرد و گرم چکھایا گیا تا کہ جو اپنے دعوے میں سچے ہیں اور جو صرف زبانی دعوے کرتے ہیں ان میں تمیز ہو جائے۔ مزید لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر ہو چکی بات کو اور ہونے والی بات کو برابر جانتا ہے، اس پر اہلسنت و جماعت کے تمام اماموں کا اجماع ہے۔ پس یہاں علم روایت یعنی دیکھنے کے معنی میں ہے)

اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ **وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ط اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝**)العنکبوت ۶ پارہ ۲۰

(ترجمہ: ہر ایک کوشش کرنے والا اپنے ہی بھلے کی کوشش کرتا ہے، ویسے تو اللہ تعالیٰ تمام جہان والوں سے بے نیاز ہے)

ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اس میں شک نہیں کہ تمہاری نیکیاں اللہ تعالیٰ کے کسی کام نہیں آتیں لیکن بہر حال اس کی یہ مہربانی ہے کہ وہ تمہیں نیکیوں پر بدلے دیتا ہے۔ان کی وجہ سے تمہاری برائیاں معاف فرمادیتا ہے۔چھوٹی سی چھوٹی سی نیکی کی قدر کرتا ہے اور اس پر بڑے سے بڑا اجر دیتا ہے۔

حتی کہ ایک حدیث پاک میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تو جو خود کھائے وہ بھی صدقہ ہے، جو اپنے بچوں کو کھلائے وہ بھی صدقہ ہے، جو اپنی بیوی کو کھلائے وہ بھی صدقہ ہے جو اپنے خادم کو کھلائے وہ بھی صدقہ ہے۔(مسند احمد۔۷/۱۳۱)

یعنی انسان کی نیکی کی جو بھی کوشش ہے اس میں اس کی خود کی بھلائی ہے۔یہ تو اللہ تعالیٰ کا ہم پر احسان عظیم ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ موقع فراہم کرتا ہے کہ ہم اللہ کے دین کی اور رسول کی مدد کر کے اپنے نامہ اعمال میں نیکیوں کا اضافہ کر لیں۔

اس تفصیل کے بعد "استعانت بغیر اللہ" کے قائلین کو یہ اہم اور قیمتی نکتہ با آسانی سمجھ لینا چاہیے کہ اگر کوئی طاقت رکھنے والا کسی کمزور کی مدد کرتا ہے تو یہ شرک نہیں بلکہ یہ حق ہے کمزور کا طاقت والے پر اگر کوئی ڈاکٹر کسی مریض کی مدد کرتا ہے تو یہ شرک نہیں بلکہ مریض کی ضرورت اور ڈاکٹر کا فرض ہے،اگر کوئی کسی یتیم، مسکین یا فقیر کسی مالدار سے سوال کرتا ہے تو یہ شرک نہیں بلکہ مال دار کے لئے نیکی کمانے کا راستہ ہے کہ وہ اس کی مدد کر کے اللہ تعالیٰ کے احکامات کی تابعداری کرتا ہے،اور اگر کوئی اپنے پڑوسی قریب کے یا اجنبی پڑوسی یا کسی عزیز رشتہ دار یا ساتھ اُٹھنے بیٹھنے والے یا کسی مسافر یا اپنے ملازم کی کسی مشکل میں کام آتا ہے تو یہ شرک نہیں بلکہ قرآن پاک میں ان کے ساتھ احسان، حسن سلوک کرنے کے واضح اور صاف صاف احکامات ہیں۔

شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

> "وجوب وجود استحقاق عبادت اور خلق وتدبیر کی صفات میں کوئی بھی اللہ تعالیٰ کا شریک نہیں اور کوئی اعلیٰ درجہ کی تعظیم اور عبادت کا مستحق نہیں ہے اور نہ تو اس کے بغیر کوئی بیمار کو شفاء دے سکتا ہے یہ سب کام صرف اسی کے ہیں، جب وہ کسی چیز کے بارے میں فرماتا ہے ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ کے یہ سب کام سبب عادی اور ظاہری سے ماورا ہوتے ہیں ایسے

نہیں جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ طبیب نے مریض کو شفا دی اور امیر لشکر نے
فوج کو رزق دیا اور روزینہ دیا (کیونکہ یہ سب کچھ عادی اور ظاہری
اسباب کے تحت ہے) اور اللہ تعالیٰ کا دینا اس کے سوا ہوتا ہے اگرچہ لفظ
میں اشتباہ واقع ہو جاتا ہے۔'' (کلمات الحق ج۱ص۱۴۵)

میرے بھائیو اور دوستو!

اس تفصیل کے بعد ''استعانت بغیر اللہ کے قائلین'' یعنی لا ثانی فرقے کی طرف سے پیش کئے ہوئے اپنے موقف کے حق میں کچھ دلائل کی مختصر وضاحتیں پیش خدمت ہیں۔

جس سے دنیا میں مدد لی جاتی ہے اُس سے وفات کے بعد بھی مدد لی جا سکتی ہے

اس بات کو سمجھنے کے لئے سب سے پہلے تو ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ہم زندہ لوگوں سے کس قسم کی مدد مانگتے ہیں؟ کیا ہم زندہ لوگوں سے اولادیں مانگتے ہیں؟ یا بارشیں مانگتے ہیں؟ بیماریوں کی شفاء مانگتے ہیں؟ روزی رزق میں اضافہ مانگتے ہیں؟ یا کسی کی زندگی کی بھیک مانگتے ہیں؟ یا ہم زندہ لوگوں سے اُن مصیبتوں اور پریشانیوں سے نجات مانگتے ہیں جن معاملات میں ظاہری اسباب کی امید ختم ہو چکی ہو؟

اگر ہم زندہ لوگوں سے ایسا کچھ نہیں مانگتے تو سب سے پہلے تو یہ اعتراض ہی خود بخود رفع ہو جاتا ہے۔ یعنی ہم زندہ لوگوں سے وہی کچھ مدد مانگتے ہیں جو اُن کے اختیار میں ہو۔ لیکن جو چیز زندہ لوگوں کے اختیار سے باہر ہو ایسی مدد ہم زندہ لوگوں سے بھی نہیں مانگتے۔ یعنی اولاد نہ ہونے پر بڑے سے بڑے ڈاکٹر یا حکیم سے علاج کروا سکتے ہیں، لیکن اولاد نہیں مانگتے۔ بیماری میں ہم ڈاکٹر یا حکیم سے دوائی ہی لے سکتے ہیں، لیکن شفاء نہیں مانگتے۔ نوکری یا کاروبار میں ترقی کے لئے ایک دوسرے سے مدد لے سکتے ہیں، لیکن روزی رزق نہیں مانگتے۔ بڑے سے بڑے اسپتال میں مریض یا زخمی کا بہترین سے بہترین علاج کروا سکتے ہیں، لیکن زندگی نہیں مانگتے۔ پیچیدہ مسائل، شدید پریشانی اور مصیبت کے وقت لوگوں سے مشورے اور مدد لے سکتے ہیں۔ لیکن سو فیصد مسائل حل ہونے کی گارنٹی نہیں۔

ہم زیادہ سے زیادہ ہم ایسی صورتحال (یعنی جو چیز اختیار سے باہر ہو) میں زندہ لوگوں سے

دعا کی درخواست ضرور کردیتے ہیں۔لیکن سوفیصد قبولیت دعا کی گارنٹی نہیں لے سکتے۔تو پھر اعتراض کیسا؟ کہ "جب زندہ لوگوں سے مدد مانگنا شرک نہیں تو وفات کے بعد کیوں؟
کیوں کہ زندہ لوگوں سے مدد مانگنے کا شرک تو تب ہو جب کوئی زندہ لوگوں سے ایسی کوئی چیز مانگی جائے جو صرف اللہ رب العزت کے اختیار میں ہو۔لیکن جب ہم زندہ لوگوں سے ایسی کسی بھی چیز مل جانے کا اعتقاد ہی نہیں رکھتے بلکہ وہی کچھ مانگتے ہیں جو اُن کے اختیار میں ہو تو پھر ایسی مدد مانگنے کو شرک کس طرح کہا جا سکتا ہے؟ جبکہ دوسری طرف وفات شدہ سے ایسی کوئی مدد نہیں مانگی جاتی جو زندہ لوگوں سے مدد مانگی جاتی ہے۔یعنی نہ تو ڈاکٹر کی قبر پر جا کر علاج کرواتے ہیں اور نہ ہی مالدار کی قبر پر جا کر دولت کا سوال کرتے ہیں اور نہ، وکیل کی قبر پر جا کر مقدمہ لڑنے کی درخواست کرتے ہیں اور نہ ہی مرحوم قریبی عزیز و اقارب ، دوست احباب یا ملنے جلنے والوں کی قبروں پر جا کر اپنے مسائل حل کرواتے ہیں جیسا کہ اُن کی حیات میں کرتے تھے۔ بلکہ وفات شدہ سے عام طور پر ایسی ہی مدد مانگی جاتیں ہیں جو زندہ لوگوں کے دائرہ اختیار سے باہر ہوں۔تو جب ایک طرف ماتحت الاسباب اور مافوق الاسباب مدد کا فرق واضح ہے۔دوسری طرف زندہ لوگوں اور وفات شدہ سے "مدد" کی نوعیت میں ہی فرق ہو۔تو پھر زندہ لوگوں سے مدد مانگنے پر قیاس کرتے ہوئے وفات شدہ سے مدد مانگنا۔ایک جیسی چیز سمجھنا کیسے درست ہو سکتا ہے؟

ہر وہ کام جو باذن اللہ (اللہ کے حکم سے) ہو وہ عین توحید ہے

لا ثانی فرقے اور دیگر مشرکین کا کہنا ہے کہ ہر وہ کام جو باذن اللہ (اللہ کے حکم سے) ہو وہ عین توحید ہے اور جب یہ عقیدہ آئے کہ کوئی شخص بغیر اذن اللہ تعالیٰ کے حاجت پوری کر سکتا ہے تو پھر شرک ہے۔اس کے لئے قرآن پاک کی اس آیت کا حوالہ دیتے ہیں۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے۔**وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ الخ**

آل عمران ۴۹ پارہ ۳

(ترجمہ: اور اچھا کرتا ہوں اندھے کو اور کوڑھی کو اور مردے زندہ کرتا ہوں اللہ کے حکم سے)
مشرکین کہتے ہیں کہ شفا دینا اور مردے زندہ کرنا اللہ کا کام ہے اس لحاظ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ کے کاموں کا دعویٰ کیا لیکن ساتھ فرما دیا کہ اللہ کے حکم سے، اس طرح

اللہ کا حکم آتے ہی شرک چلا گیا۔

معزز قارئین کرام!

قبل اس کے کہ ہم اس دلیل کی وضاحت پیش کریں مختصراً عرض یہ کرنا چاہتے ہیں کہ عموماً فریق مخالف کا اس آیت مبارکہ اور معجزات پر دیگر آیات مبارکہ اور احادیث پاک سے ''استعانت بغیر اللہ'' کو جائز سمجھنے کی غلط فہمی کی بنیاد ''معجزات اور کرامات کو انبیاء اور اولیاء کرام کا فعل سمجھنا ہے اور پھر ان معجزات (اور کرامات) پر حاصل شدہ قدرت انبیاء کرام (اور اولیاء عظامؒ) علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ''مختار کل اور متصرف فی الامور'' سمجھنا ہے جس بنیادی غلطی کی وجہ سے فریق مخالف اپنے موقف (استعانت بغیر اللہ) کو ثابت کرنے کے لئے قدم قدم پر ٹھوکریں کھاتا ہے اس لئے مناسب ہوگا کہ پہلے مختصراً ''معجزات'' کی وضاحت پیش کر دی جائے۔

معجز بلفظہٖ عجز سے مشتق ہے جو قدرت کی ضد ہے۔ معجزہ کے اندر عجز کو پیدا کرنے والا اور فی الحقیقت منکروں کو عاجز کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ اور معجزہ صرف اللہ تعالیٰ کا فعل ہے نبی کے ہاتھ پر صادر ہوتا ہے، مگر نبی کا اس میں کچھ عمل دخل نہیں ہوتا۔

چنانچہ ملا علی قاری رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

> ''معجزہ عجز سے (مشتق) ہے جو قدرت کی ضد ہے اور تحقیقی بات صرف یہ ہے کہ معجزہ وہ ہے جو غیر کے اندر عجز کا فعل پیدا کرے اور وہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات مقدس ہے۔'' (مرقاۃ حاشیہ مشکوٰۃ ج ۲ ص ۵۲۰)

ابن حجر عسقلانیؒ (المتوفی ۸۵۲ھ) کہتے ہیں کہ:

> ''اور معجزہ کو اس لئے معجزہ کہا جاتا ہے کہ جن کے پاس وہ پیش کیا جاتا ہے وہ اس کے معارضہ سے عاجز آجائے'' نیز فرماتے ہیں کہ'' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مشہور ترین معجزہ قرآن کریم ہے۔''
>
> (فتح الباری ج ۶ ص ۴۲۴)

رئیس متکلمین قاضی ابو بکر ابن الطیب الباقلانی رحمہ اللہ (المتوفی ۴۰۳ھ) لکھتے ہیں کہ:

> ''فعل معجزہ کی حقیقت میں ہمارے اس قول کا مذہب کہ قرآن معجز ہے ہمارے اس اصول پر ہے کہ بندے اس پر قادر نہیں ہیں اور یہ ثابت ہو چکا ہے کہ معجزہ جو صدق نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر دلالت کرتا ہے اس کے

بارے میں یہ کہنا صحیح نہیں کہ وہ بندوں کی قدرت کے تحت داخل ہے بلا۔ معجزہ کی قدرت پر صرف اللہ تعالیٰ ہی منفرد ہے بھلا یہ کیسے جائز اور صحیح ہے جو یہ کہا جائے کہ بندے اس چیز سے عاجز ہو گئے جس پر ان کا قادر ہونا ہی محال ہے (پھر آگے فرمایا) اور یہی حال تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے معجزات کا (کہ وہ بھی داخل تحت قدرۃ العباد نہیں)"۔

(اعجاز القرآن (برحاشیہ الاتقان ج۲ ص۱۸۶)

علامہ قاضی عیاض بن موسیٰ بن عیاض المالکی رحمہ اللہ (المتوفی ۵۴۴ھ) لکھتے ہیں کہ

"جاننا چاہیے کہ جو (خرق عادت) چیز انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر صادر ہوتی ہے اس کو اس لئے معجزہ کہتے ہیں کہ مخلوق اس کے ظاہر کرنے سے عاجز ہوتی ہے اور جب مخلوق اس سے عاجز ہوتی ہے تو معلوم ہوا کہ معجزہ خالص خدا تعالیٰ کا فعل ہی ہوگا جو نبی کی صداقت کی واضح دلیل ہے (پھر آگے فرمایا) جیسے مردوں کا زندہ کرنا اور لاٹھی کو سانپ بنا دینا اور پتھر سے اونٹنی کا نکالنا اور درخت کا کلام کرنا اور انگلیوں سے پانی کا ابل پڑنا اور چاند کا پھٹ جانا (وغیرہ) یہ ایسی چیزیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بغیر کسی اور سے ان کا ہونا ممکن ہی نہیں ہے بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے جو نبی کے ہاتھ پر صادر ہوتا ہے اور نبی علیہ السلام نے مکذبین کو چیلنج کر کے ان کو اس فعل کے صادر کرنے سے عاجز کر دیا" (شفاء ص۱۲۲)

بزرگوں کے یہ تمام اقوال صراحت سے اس چیز کو واضح کرتے ہیں کہ معجزہ نبی کا فعل نہیں بلکہ خالص اللہ رب العزت کا فعل ہے جو نبی کی صداقت کی دلیل کے طور پر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر صادر ہوتے ہیں اور اگر بالفرض فریق مخالف کا سمجھنا درست سمجھ بھی لیا جائے کہ "معجزہ کو نبی کا فعل کہہ سکتے ہیں اور ان کا فعل واختیار سے صادر ہوتا ہے" تو اس لحاظ سے کہ جیسا کہ حافظ ابن حجرؒ وغیرہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور ترین معجزہ "قرآن کریم" کا ذکر فرمایا تو لازم آئے گا کہ (معاذ اللہ) قرآن کریم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کسب وفعل اور اختیار سے بنایا تھا؟ جبکہ اس چیز کا فریق مخالف خود بھی قائل نہیں لہٰذا یہ بات اوپر پیش کئے گئے بزرگوں کے اقوال اور قرائن سے واضح طور

پر صاف ہو جاتی ہے کہ ''معجزہ'' نبی کا فعل نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے جو نبی کی صداقت کے طور پر نبی کے ہاتھ پر صادر ہوتا ہے۔

جبکہ دوسری طرف لفظ ''معجزہ'' تو خود اپنی وضاحت کر رہا ہے کہ ''مخلوق جس سے عاجز ہو'' اور مخلوق کسی فعل سے عاجز تب ہی ہو سکتی ہے جب وہ فعل خالص مخلوق کے خالق کا ہو۔

تیسری طرف ''معجزات'' پر انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کا بے اختیار ہونا قرآن کریم سے ثابت ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ **قُلْ اِنَّمَا الْاٰیٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ الخ الانعام ۱۰۹ پارہ ۷**

''ترجمہ: (آپ ان سے) کہہ دیں کہ نشانیاں (اور معجزات) تو اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں''

ابن کثیر رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ کافر لوگ قسمیں کھا کھا کر بڑے زور سے کہتے تھے کہ: ہمارے طلب کردہ معجزات ہمیں دکھا دیئے جائیں تو واللہ ہم بھی مسلمان ہو جائیں۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو ہدایت فرماتا ہے کہ آپ کہہ دیں کہ معجزے میرے قبضے میں نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ وہ چاہے دکھائے چاہے نہ دکھائے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ **قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ۝ اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ۝ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا ۝ اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ ط وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ط قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا الخ بنی اسرائیل ۹۰، ۹۳ پارہ ۱۵**

''ترجمہ: اور وہ بولے ہم نہ مانیں گے تیرا کہا جب تک تو نہ جاری کر دے ہمارے واسطے زمین سے ایک چشمہ یا ہو جائے تیرے واسطے ایک باغ کھجور اور انگور کا پھر بہائے تو اُس کے بیچ نہریں چلا کر۔ یا گرا دے آسمان ہم پر جیسا کہ تو کہا کرتا ہے ٹکڑے ٹکڑے یا لے آ اللہ کو اور فرشتوں کو سامنے۔ یا ہو جائے تیرے لئے ایک گھر سنہرا یا چڑھ جائے تو آسمان میں اور ہم نہ مانیں گے تیرے چڑھ جانے کو جب تک نہ اتار لائے ہم پر ایک کتاب جس کو ہم پڑھ لیں۔ آپ کہہ دیں سبحان اللہ میں تو نہیں ہوں مگر بشر رسول''

قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

نہیں ہوں مگر ایک بشر رسول" کا یہ مطلب ہے کہ میں دیگر انسانوں کی طرح ایک انسان اور دیگر رسولوں کی طرح ایک رسول ہوں اور وہ نبی اپنی قوم کے پاس صرف وہی نشانیاں ظاہر فرماتے تھے جو اللہ تعالیٰ ان کے ہاتھ پر صادر فرماتا تھا جو ان کی قوم کے حال کے مناسب ہوتیں تھیں اور انبیاء کرام کے بس میں یہ نہ تھا کہ وہ معجزات صادر کرسکیں اور نہ یہ کہ اللہ تعالیٰ پر ان کا کوئی فیصلہ نافذ تھا کہ وہ اس میں اپنے اختیار سے کام لیتے"۔ (تفسیر بیضاوی)

اس وضاحت کے بعد یہ نکتہ بھی بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ "معجزات" نہ تو نبی کا فعل ہے اور نہ ہی "معجزات" پر نبی کا اختیار ہے۔ اور یہی (اناثانیوں کی طرف سے پیش کی گئی) آیت مبارکہ کا مفہوم ہے کہ "باذن اللہ" عیسائیوں کے گمان (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیلئے اختیار اور استقلال) کی تردید کے لئے ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اَنِّیْ قَدْ جِئْتُکُمْ بِاٰیَۃٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ لا اَنِّیْٓ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ کَھَیْئَۃِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْہِ فَیَکُوْنُ طَیْرًام بِاِذْنِ اللّٰہِ ج وَاُبْرِیُٔ الْاَکْمَہَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰہِ ج وَاُنَبِّئُکُمْ بِمَا تَاْکُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ لا فِیْ بُیُوْتِکُمْ ط اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ الخ

ال عمران ۴۹ پارہ ۳

ترجمہ: بے شک میں لایا ہوں تمہارے پاس نشانی تمہارے رب کی طرف سے بے شک میں بناتا ہوں تمہارے سامنے مٹی سے مجسمہ پرندہ کی مانند اللہ کے حکم سے اور تندرست کرتا ہوں مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو اور زندہ کرتا ہوں مردوں کو اللہ کے حکم سے اور بتا سکتا ہوں تم کو جو تم کھاتے ہو اور جو تم ذخیرہ کرتے ہو اپنے گھروں میں۔ بے شک اس میں بہت بڑی نشانی ہے تمہارے لئے اگر ہو تم ایمان والے۔

ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ"

یہ (معجزات) اللہ کا حکم اور ان کے زبان سے نکلے ہوئے الفاظ کے سبب

تھا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اپنی قدرت سے نہیں یہ ایک معجزہ تھا جو آپ
کی نبوت کا نشان تھا''

امام عبدالوہاب شعرانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

''جاننا چاہیے کہ انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کی نبوت کے ثبوت پر واضح
ترین دلیل صرف معجزات ہیں۔ اور معجزہ وہ فعل ہے جس کو خرق عادت
کے طور پر اللہ تعالیٰ مدعی نبوت کے ہاتھ پر اس کے دعوائے نبوت کا
اعتراف کرتے ہوئے صادر فرمائے اور یہ فعل اللہ تعالیٰ کے اس قول کے
قائم مقام ہے کہ تو اپنے دعویٰ رسالت میں بالکل صادق ہے۔''

(الیواقیت والجواھر ج ا ص ۱۵۸)

معزز قارئین کرام!

عیسائیوں کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات پر اور کیا گمان ہے سوائے اس کے کہ حضرت
عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات اُن کا اپنا فعل ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان امور پر
اختیار اور استقلال ہے اور یہی عیسائیوں کی اصل گمراہی تھی کہ انہوں نے ان معجزات کو
دیکھتے ہوئے (معاذ اللہ) حضرت عیسیٰ السلام کو خدا یا خدا کا بیٹا سمجھ لیا تھا۔

اولیاء کرامؒ کی کرامات

اسی طرح فریق مخالف اولیاء کرامؒ کی کرامات دیکھتے ہوئے بھی یہ گمان کر لیتے ہیں کہ یہ
کرامات اولیاء کرام کا فعل ہے یا اُن کی اختیار کی چیز ہے جبکہ اوپر پیش کی گئی وضاحت میں
یہ بات واضح ہے کہ جب ''معجزات'' انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کا فعل نہیں اور نہ اختیار
ہے تو پھر اولیاء عظامؒ کی کرامات کیسے اُن کا فعل اور کرامات پر اختیار ثابت کیا جا سکتا ہے؟
یہاں مناسب ہوگا کہ ''اولیاء کرامؒ کی کرامات پر فریق مخالف کی ایک دلیل کی وضاحت بھی
پیش کر دی جائے۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

''جس نے میرے ولی سے عداوت کی میرا اس سے اعلان جنگ ہے، اور
جن چیزوں کے ذریعے بندہ مجھ سے نزدیک ہوتا ہے۔ ان میں سب سے

محبوب چیز میرے نزدیک فرائض ہیں، میرا بندہ نوافل کے ذریعے میری طرف ہمیشہ نزدیکی حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اُسے اپنا محبوب بنالیتا ہوں تو جب میں اُسے اپنا محبوب بنالیتا ہوں تو میں اُس کے کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اور اس کی آنکھیں ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اُس کے ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے میں اُس کے پاؤں بن جاتا ہوں جس وہ چلتا ہے، اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اُسے ضرور دیتا ہوں اگر وہ مجھ سے پناہ مانگ کر کسی بری چیز سے بچنا چاہے تو میں اُسے ضرور بچاتا ہوں۔''

(بخاری شریف جلد۲ صفحہ نمبر۹۶۳)

فریق مخالف امام فخر الدین رازی رحمتہ اللہ علیہ کی اس حدیث پاک کی یہ تفسیر اس طرح پیش کرتے ہیں:

''اور اسی طرح کوئی بندہ جب نیکیوں پر ہمیشگی اختیار کر لیتا ہے تو اس مقام تک پہنچ جاتا ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ''کنت لہ سمعاً و بصراً'' فرمایا ہے، جب اللہ کے جلال کا نور اس کی سمع ہو جاتا ہے تو وہ دور و نزدیک کی آواز کو سن لیتا ہے، اور یہی نور اس کی بصر ہو گیا تو وہ دور اور نزدیک کی چیز کو دیکھ لیتا ہے، اور جب یہی نور اس کا ہاتھ ہو جائے تو یہ بندہ مشکل اور آسان، دور اور قریب کی چیزوں میں تصرف کرنے پر قادر ہو جاتا ہے۔ امام فخر الدین رازی، تفسیر کبیر، سورہ کہف (آیت "ام حسبت ان اصحاب الکھف")

معزز قارئین کرام!

اگر تو اس تفسیر سے مراد یہ لی جائے کہ ''بندہ ہر چیز پر قادر ہو جاتا ہے اور جب چاہے جیسے چاہے سن سکتا ہے دیکھ سکتا ہے اور ہر چیز پر ہر طرح کا اختیار رکھ سکتا ہے تو یہ مفہوم قرآن پاک کی صریح آیات مبارکہ سے متصادم ہو جائے گا۔ اور خود فریق مخالف کے ممدوح مولانا احمد رضا صاحب کا فرمان ہے کہ ''عموم آیات قرآنیہ کی مخالفت میں اخبار احاد سے استناد محض ہرزہ بانی ہے'' یعنی عموم آیات قرآنیہ کے مخالفت میں اُن احادیث پاک سے بھی استناد نہیں

کیا جا سکتا جو احاد سے ہوں، جبکہ اوپر پیش کی گئی تشریح ایک بزرگ کا قول ہے۔
جبکہ خود حضرت امام فخر الدین رازی رحمتہ اللہ علیہ (المتوفی ۶۰۶ھ) ایک موقعہ پر لکھتے ہیں:

''اور منجملہ ان دلائل کے جن سے ہمارے دعوی مذکور کی صحت ثابت ہوتی ہے یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے کافروں کا یہ قول نقل کیا ہے کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم تم پر ایمان نہ لائیں گے جب تک کہ تم زمین میں سے ہمارے لئے چشمہ نہ نکال دو، وغیرہ وغیرہ تو اس کے جواب میں خدا تعالی نے فرمایا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ان سے کہدو کہ سبحان اللہ میں تو صرف آدمی اور پیغمبر ہوں یعنی کسی شخص اور آدمی کا پیغمبر ہونا صرف اس پر موقوف ہے کہ وہ قوت نظری وعملی میں کامل ہو اور ناقصوں کو کامل کر سکتا ہو اس سے یہ تو لازم نہیں آتا کہ وہ ان باتوں پر بھی قادر ہو جو تم طلب کرتے ہو (یعنی یہ مذکورہ خوارق عادات اور معجزات)

(مطالب عالیہ للامام الرازیؒ الماخوذ من الکلام ج ۲ ص ۲۰۵، ۲۰۶ مولانا شبلی نعمانی)

یعنی اس عبارت میں صراحت سے واضح ہے کہ امام رازی رحمہ اللہ خود بھی حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے ''معجزات'' پر قدرت واختیار رکھنے کا موقف نہیں رکھتے تھے۔ نیز اس حدیث پاک کی تشریح محدثین کرامؒ اس طرح فرماتے ہیں:
حضرت امام بیہقیؒ نے کتاب الاسما والصفات ص ۳۴۵ اور حضرت شاہ عبد العزیزؒ نے تفسیر عزیزی ص ۱۲۷ میں پارہ تبارک الذی سورہ مزمل میں لکھا ہے کہ:
''جب آدمی کثرت عبادت کی وجہ سے اللہ کا مقبول بن جاتا ہے تو اس کے سب اعضاء کا اللہ تعالی خود محافظ ہو جاتا ہے۔ اور اس کے ہاتھ پاؤں، ناک کان سب اللہ تعالی کی مرضی کے تابع ہو جاتے ہیں اس کی مرضی کے بغیر نہ کچھ دیکھے نہ کچھ سنے سو یہ مرتبہ نفل عبادت کی کثرت سے ہوتا ہے اس واسطے کے فرض اوقات مقرر ہیں ان مین کثرت ممکن نہیں''۔ (محصلہ)
اسی طرح ابن کثیر رحمتہ اللہ علیہ (النحل ۷۸) آیت مبارکہ کی تفسیر میں اس حدیث پاک کی تشریح اس طرح فرماتے ہیں کہ''

جب مومن اخلاص اور اطاعت میں کامل ہو جاتا ہے تو اس کے تمام افعال محض اللہ کے لئے ہو جاتے ہیں۔ وہ سنتا اللہ کے لئے۔ دیکھتا اللہ کے لئے

،یعنی شریعت کی باتیں سنتا ہے۔ شرع نے جن چیزوں کا دیکھنا جائز کیا ہے
انہی کو دیکھتا ہے، اسی طرح اس کے ہاتھ کا بڑھانا، پاؤں کا چلانا بھی اللہ کی
رضامندی کے کاموں کے لئے ہی ہوتا ہے۔ اللہ پر اس کا بھروسہ رہتا ہے
، اسی سے مدد چاہتا ہے، تمام کام اس کے اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے ہی
ہوتے ہیں''۔(تفسیر ابن کثیرؒ ،جلد ۳ صفحہ ۱۵۷)

دوسری اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ اس حدیث پاک کا آخری حصہ جو بریلوی حضرات نہیں پیش کرتے وہ ہم پیش کر دیتے ہیں۔

''اور مجھے کسی کرنے کے کام میں اتنا تردد نہیں ہوتا جتنا مومن کی روح قبض
کرنے میں موت کو ناپسند کرتا ہے۔ میں اسے ناراض کرنا نہیں چاہتا۔''

(بخاری شریف ،کتاب الرقاق :باب التوضع ۔ح:۶۵۰۲)

یعنی اللہ تعالیٰ یہ فرمان نیک بندے کی زندگی کے لئے ہے ہمارا فریق مخالف سے آسان سا سوال ہے کہ یقیناً دنیا میں اس وقت اللہ تعالیٰ کے نیک بندے آج بھی موجود ہوں گے جو دن رات اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے عبادتیں کرتے ہیں۔ تو کیا فریق مخالف بتا سکتے ہیں کہ آج کے اس دور میں اللہ تعالیٰ کے کسی ایک نیک بندے میں یہ صفات موجود ہیں؟

اس نیک بندے کے سمع میں ،بصر میں ، ہاتھ میں ، وہ طاقتیں ہوں جن کو لا ثانی فرقے کے لوگ اللہ کے نیک بندوں میں ثابت کرنا چاہتے ہیں؟ نیز فریق مخالف نے جیسے سمع ،بصر اور ہاتھوں کی طاقت کی تشریح فرمادی مگر'' پیر کی طاقت'' کی تشریح نہیں بیان فرمائی؟ جس کی تشریح خود فریق مخالف کے پیش کئے ہوئے مفہوم کے مطابق یوں سمجھ لیتے ہیں کہ'' پیر'' کی طاقت یہ ہوسکتی ہے کہ بندہ جہاں چاہے وہاں پہنچ جائے؟ (اگر فریق مخالف کو اس تشریح پر اعتراض تو واضح فرمادے) فریق مخالف کے نزدیک ایک ولی اللہ جن کو دنیا'' صوفی مسعود احمد'' کے نام سے جانتی ہے فریق مخالف خود ہی تجربہ کر لیں کہ کیا صوفی صاحب میں یہ طاقتیں ہیں؟ اگر نہیں ہیں تو کم از کم دنیا کے کسی ایک حیات بندے کی نشادہی فرمادیں جس میں یہ خصوصیات ہوں ہم آپ کا مفہوم درست مان لیں گے بصورت دیگر فریق مخالف کو ہمارا موقف درست ماننا پڑے گا۔

حضرت عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ (المتوفی ۵۶۱ ھ) سالک کے مقام کو بیان کرتے ہوئے

لکھتے ہیں کہ:

''جب تو اپنی خودی کو مٹا کر فانی ہو جائے تو اس وقت تیری طرف تکوین اور خوارق عادات کی نسبت کی جائے گی اور یہ چیز عقل کے ظاہر فیصلہ کے مطابق تجھ سے دیکھی جائے گی حالانکہ درحقیقت اور اعتقادی طور پر فی الواقع یہ اللہ تعالیٰ کا فعل اور اس کا ارادہ ہوتا ہے (جو تیرے ہاتھ پر صادر کیا جاتا ہے)''۔ (فتوح الغیب ص ۷ مقالہ نمبر ۶)

اس کی تشریح کرتے ہوئے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

''پس جب تو اپنی خودی کو مٹا کر فانی ہو جائے اور تجھ میں فعل واردات کے بغیر اور کچھ بھی باقی نہ رہے تو تیری طرف کائنات کی تخلیق اور خرق عادات کے امور نسبت کئے جائیں گے یعنی تجھ جہان میں متصرف گردانا جائے گا خوارق عادات اور کرامات کے سلسلہ میں پس ظاہری طور پر وہ فعل اور تصرف تجھ سے صادر ہوگا مگر باطن اور نفس الامر میں وہ پروردگار کا فعل ہوگا کیوں کہ معجزہ اور کرامت اللہ تعالیٰ کا فعل ہوتا ہے جو بندہ کے ہاتھ پر اس کی تصدیق اور تکریم کے طور پر ظاہر کیا جاتا ہے معجزہ اور کرامت بندہ کا فعل نہیں ہوتا جو اس کے قصد و اختیار سے صادر ہو جیسا کہ اس کے دوسرے اختیاری افعال ہوتے ہیں۔ چنانچہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وہ خرق عادات اور تصرف اللہ تعالیٰ کا فعل ہوتا ہے جو بندہ کے ہاتھ پر صادر ہوتا ہے''۔ (ترجمہ فتوح الغیب ص ۲۷ مقالہ نمبر ۶)

لاثانی صاحب کے ممدوح مولانا احمد رضا صاحب فرماتے ہیں:

''عرض: کسی کی کرامت کسبی بھی ہوتی ہے؟؟؟ ارشاد: کرامت سب کی وہبی ہوتی ہے اور وہ جو کسب سے حاصل ہو بھان متی کا تماشہ ہے لوگوں کو دھوکہ دینا ہے''۔ (بلفظہ ملفوظات حصہ چہارم ص ۱۳)

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے بیٹا دیا

فریق مخالف کی ایک دلیل کہ بی بی مریم کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت جبرائیل علیہ السلام

نے بیٹا دیا (ان کا مطلب یہ ہے کہ دیتا اللہ ہی ہے مگر وسیلہ کسی نہ کسی کو بناتا ہے)

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا

الخ مریم ۱۹ پارہ ۱۶

(ترجمہ: بولا میں تو بھیجا ہوا ہوں تیرے رب کا کہ دے جاؤں تجھ کو ایک لڑکا ستھرا)

لاثانیوں کا کہنا ہے کہ کیوں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے بی بی مریم کو بیٹا دیا تو یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حکم سے فرشتوں کو اور اللہ کے نیک بندوں کو لوگوں کی مدد پر مقرر کر دیا ہے۔

اس پر صاحب مزید عقلی دلائل یہ پیش کرے ہیں کہ دنیا میں تو یہ دیکھا گیا ہے کہ یہاں کے بادشاہ ہر کام خود نہیں کرتے بلکہ سلطنت کے کاموں کے لئے محکمہ بنا دیتے ہیں پھر ہر محکمے میں مختلف حیثیت کے لوگ رکھتے ہیں کوئی افسر کوئی ماتحت، پھر ہر کام بادشاہ کی مرضی سے ہوتا ہے لیکن براہ راست بادشاہ کے ہاتھ سے کوئی کام نہیں ہوتا، اس کا مطلب یہ نہیں کہ بادشاہ مجبوری سے اپنا عملہ رکھتا ہے کیوں کہ بادشاہ ہر کام خود کر سکتا ہے جیسے پانی پینا اور اکثر ضروریات زندگی کے کام بھی خود سر انجام دے سکتا ہے مگر رعب کا تقاضا ہے کہ ہر کام اپنے نوکروں سے لیا جائے اور رعایا کو ہدایت ہوتی ہے کہ اپنی ضروریات کے وقت ان مقررہ حکام سے رجوع کیا جائے، اور پھر اگر رعایا اپنی ضروریات پر ان حکام سے رجوع کرے تو یہ بغاوت نہیں بلکہ بغاوت تو یہ ہے کہ رعایا دوسرے کو بادشاہ مان کر اس سے مدد کی طالب ہو تو پھر وہ باغی کہلائے گا کیوں کہ اس نے بادشاہ کے مقررہ کردہ لوگوں کو چھوڑ کر غیر کو اپنا حاکم سمجھا۔ مزید لکھتے ہیں کہ جب یہ بات سمجھ آگئی تو سمجھو کہ یہی طریقہ سلطنت الٰہی ہے کہ وہ قادر ہے کہ دنیا کا بڑا چھوٹا ہر کام اپنی قدرت سے خود ہی پورا فرما دے مگر ایسا نہیں ہے بلکہ انتظام عالم کے لئے ملائکہ کو مقرر فرمایا ان کے علیحدہ علیحدہ محکمے کر دیئے، جان نکالنے والوں کا ایک محکمہ جس کے افسر اعلیٰ حضرت عزرائیل علیہ السلام، اسی طرح انسان کی حفاظت، رزق پہنچانا، بارش برسانا، ماؤں کے پیٹ میں بچے بنانا، ان کی تقدیر لکھنا، مدفون میتوں کے سوالات کرنا، صور پھونک کر مردوں کو زندہ کرنا، اور قیامت قائم کرنا غرض دنیا اور آخرت کے سارے کام ملائکہ میں تقسیم فرما دیئے۔ اسی طرح اپنے مقبول انسانوں کے سپرد بھی عالم کا انتظام کیا اور ان کو اختیارات خصوصی عطا فرمائے، کتب تصوف دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ

اولیاء اللہ کے کتنے طبقے ہیں اور کس کے ذمہ کون سے کام لگائے ہیں، اس کی وجہ یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کا محتاج ہے بلکہ آئین سلطنت کا یہ ہی تقاضا ہے۔

جواب:

جیسا کہ لاثانیوں نے فرمایا کہ "بادشاہ اپنے کام خود کر سکتے ہیں لیکن رعب کے تقاضے کہ وجہ سے عملہ رکھتے ہیں؟؟ تو عرض یہ ہے کہ بے شک بادشاہ اپنے سارے کام خود کر سکتے ہیں لیکن اصل سوال تو یہ ہے کہ کیا بادشاہ اکیلے ساری سلطنت کا سارا انتظام بھی خود سنبھال سکتا ہے؟ جیسے ملک کے اندرونی معاملات، بیرونی معاملات، دفاع کے معاملات، رعایا کی ضروریات وغیرہ وغیرہ کیا ایک انسان میں اتنی استطاعت ہو سکتی ہے کہ وہ اکیلے سارے معاملات سنبھال سکتا ہے؟ اگر نہیں تو پہلے تو یہ ثابت ہوا کہ دنیا کا بادشاہ مجبوری میں عملہ رکھتا ہے رعب کے تقاضے کی وجہ سے نہیں۔ دوسری بات کہ رعب کے تقاضے سے بادشاہ خود پانی نہیں پیتا اور اپنے سارے کام خود نہیں کرتا بلکہ اپنے نوکروں سے کرواتا ہے۔
یہ بھی فریق مخالف نے درست فرمایا لیکن سوال تو یہ ہے کہ کون سے بادشاہ ایسی زندگی گزارتے ہیں جو اپنے کام خود کرنے کے بجائے نوکروں سے کروانا پسند کرتے ہیں؟؟
وہ بادشاہ جو دنیاوی عیش و آرام کے عادی ہوں وہ بادشاہ ایسی زندگی پسند کرتے ہیں کہ اپنے کام خود کرنے کے بجائے سارے کام اپنے نوکروں سے لیتے ہیں۔ کم از کم اللہ کے فرمابردار حاکم ایسی زندگی ہرگز نہیں گذارتے تاریخ میں مثالیں بھری پڑی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فرمابردار امراء اور خلفاء کی حیات مبارکہ کیسی گذرتی تھی؟ اپنے کام نوکروں سے کروانے کے بجائے اپنی رعایا کے کام بھی اپنی بساط کے مطابق از خود کرنے کی کوشش کرتے تھے جب اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے مسلم امراء اور خلفاء کو بھی حکمرانی کے طور طریقے سکھائے کہ جتنی استطاعت ہو اس کے مطابق وہ بذات خود اپنی رعایا کی خدمت کریں اور جو استطاعت سے باہر ہو پھر محکمے بنا کر ایماندار لوگوں کو فائز کریں تا کہ وہ بھی اپنی ہمت اور استطاعت کے مطابق لوگوں کی خدمت کریں نہ کہ خدمت کروائیں؟
تو اب آپ خود ہی سوچ لیں کہ وہ بادشاہوں کا بادشاہ خود کیسا ہوگا؟ اللہ تعالیٰ جس کی استطاعت کی کوئی حد نہیں، جس کی کرسی زمین اور آسمان تک پھیلی ہوئی ہے جو اس کو تھکاتی

نہیں۔اور کائنات کے نظام میں جن امور پر فرشتے مقرر ہیں اُس سے ہمارا واسطہ ہی نہیں جیسے ہمیں رزق چاہیے ہوتا ہے تو اللہ سے دعا کرتے ہیں (فرشتوں سے نہیں) ہمیں بارش کی ضرورت ہوتی ہے ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں (اللہ کے فرشتوں سے نہیں)

یہ اللہ کا کائنات کا نظام ہے جو اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ کس کی جان کب نکالنی ہے؟ کس کو رزق دینا ہے؟ کس طرح دینا ہے؟، کس کو بیٹا دینا ہے؟ کس کی مدد کیسے کرنی ہے؟ قیامت کب قائم کرنی ہے؟ ان امور سے ہمارا تعلق ہی نہیں ہے۔اس مثال سے ہم کیسے سمجھ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے بھی ایسا ہی محکموں والا نظام قائم فرمایا ہوا ہے؟؟ اللہ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بی بی مریم کے پاس بیٹا دینے بھیجا تو کیا اس سے مراد یہ لی جائے گی کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے پاس بیٹے دینے کا محکمہ ہے؟؟؟

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔**وَزَكَرِيَّآ اِذْنَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِىْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ز وَ وَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى وَاَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ الخ**

الانبیاء ۸۹، ۹۰ پارہ ۱۷

(ترجمہ:اور زکریا کو جب پکارا اُس نے اپنے رب کو اے رب نہ چھوڑ مجھ کو اکیلا، اور تو ہے سب سے بہتر وارث، پھر سن لی ہم نے اُس کی دعا اور بخشا اُس کو یحییٰ اور اچھا کر دیا اُس کی عورت کو)

اگر واقعی اللہ تعالیٰ کا اولاد دینے کا محکمہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے سپرد ہوتا تو کیا حضرت زکریا علیہ السلام کو بھی بیٹا دینے نہیں آتے؟ یہ تو اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے اللہ تعالیٰ کی حکمتیں ہیں کہ جسے چاہے جیسے چاہے عطا فرمادے۔نجران کے عیسائیوں کا وفد حضور ﷺ سے مناظرہ کرنے آیا تھا اور ان عیسائیوں کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی انوکھی پیدائش کا سوال کیا اور اللہ تعالیٰ نے جواب فرمایا۔

اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ط خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ الخ ال عمران ۵۹ پارہ ۳

(بے شک عیسیٰ کی مثال اللہ کے نزدیک جیسے مثال آدم کی بنایا اُس کو مٹی سے پھر کہا اُس کو ہو جا وہ ہو گیا)

ابن کثیر رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ کا بیان فرما رہا ہے کہ حضرت

عیسیٰ (علیہ السلام) کے تو باپ نہ تھے اور میں نے انہیں پیدا فرمایا کہ تو کون سی حیرانی کی بات ہے؟ میں نے تو حضرت آدم (علیہ السلام) کو تو ان سے پہلے پیدا کیا۔ ان کا بھی باپ نہ تھا بلکہ ماں بھی نہ تھی۔ مٹی کا پتلا بنایا اور کہہ دیا آدم ہو جا اسی وقت ہو گیا۔ پھر میرے لئے صرف ماں سے پیدا کرنا کیا مشکل ہے؟

جب فرشتوں نے بی بی مریم کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خوشخبری دی تو بی بی مریم نے بھی تعجب فرمایا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ **قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ ط قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ط اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ**

الخ آل عمران ٤٦ پارہ ۳

(بولی اے رب کہاں سے ہوگا میرے لڑکا اور مجھ کو ہاتھ نہیں لگایا کسی نے آدمی نے، فرمایا اسی طرح اللہ پیدا کرتا ہے جو چاہے جب ارادہ کرتا ہے کسی کام کا تو یہی کہتا ہے اس کو کہ ہو جا سو وہ ہو جاتا ہے)

میرے بھائیو، دوستو اور بزرگو!

اللہ رب العزت دینے میں کسی چیز کا محتاج نہیں وہ تو بس فرما دیتا ہے ہو جا وہ ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بی بی مریم کو حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے بیٹا دیا تو کیا ہم حقیقی دینے والے کو چھوڑ کر حضرت جبرائیل علیہ السلام کو مدد کے لئے پکاریں؟ کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام وسیلہ بنے؟ پھر ٹھیک ہے تو فریق مخالف جواب دیں کہ:

(۱) اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آگ کو ٹھنڈا کر کے مدد فرمائی تو پھر ہم کس سے مدد طلب کریں؟

(۲) اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی چھری کو کند کر کے مدد فرمائی تو پھر ہم کس سے مدد طلب کریں؟

(۳) اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کی کوئیں میں حفاظت فرمائی تو پھر ہم کس سے مدد طلب کریں؟

(۴) اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کی ۱۸ سال کی شدید بیماری کے بعد اللہ

تعالیٰ نے ایک چشمہ کے پانی سے شفاء فرمائی تو پھر ہم کس سے مدد طلب کریں؟

(۵) اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کی ۱۶ سال مچھلی کے پیٹ میں حفاظت فرمائی تو پھر ہم کس سے مدد طلب کریں؟

(۶) اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کی فرعونی لشکر سے نجات ایک دریا میں راستہ دے کر غیبی مدد فرمائی تو ہم کس سے مدد طلب کریں؟

(۷) اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام کو بڑھاپے میں حضرت یحییٰ کو عطا فرمایا تو ہم کس سے مدد طلب کریں؟

(۸) اللہ تعالیٰ نے غزوہ بدر میں فرشتوں کی فوج بھیج کر حضور ﷺ اور مسلمانوں کی مدد فرمائی تو کیا ہم اللہ کے فرشتوں سے مدد طلب کریں؟ کہ فرشتوں کی فوج وسیلہ بنی؟

بات صرف اور صرف اتنی سی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا نظام قدرت ہے کہ کس کی کہاں اور کیسے مدد فرماتا ہے؟

اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ **وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ط وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلاً** الخ النساء ۱۳۲ پارہ ۵

(ترجمہ: اللہ ہی کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں، اور اللہ کافی کارساز ہے)

بے شک اللہ تعالیٰ کے پاس زمین اور آسمان کی تمام چیزوں اختیار ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے کہ اللہ تعالیٰ کس کی اور کیسے مدد فرمائے۔ لیکن اس غیبی مدد کے وسیلہ سے اس بات کا کیا تعلق ہے کہ ہم اس غیبی مدد کے ذریعے کو ہی سب کچھ سمجھ لیں یا سے ہی مانگنا شروع کر دیں؟

حضرت جبرائیل علیہ السلام، صالح مومنین اور ملائکہ مددگار ہیں

اسی طرح فریق مخالف کو قرآن پاک میں جس مقام پر بھی ''غیر اللہ سے مدد'' پر آیت مبارکہ نظر آتی ہے وہ اپنے دعویٰ کے اثبات کے لئے پیش کر دیتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: **وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ج وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ** الخ التحریم ۴ پارہ ۲۸

(ترجمہ: اور اگر ایکا کر لیا تم نے نبی کے معاملے میں تو جان رکھو کہ اللہ اس کا مولیٰ ہے اور جبرائیل اور صالح اہل ایمان اور ملائکہ اس کے بعد اس کے مددگار ہیں)

اس آیت مبارکہ سے بھی فریق مخالف کا مدعا ثابت نہیں ہوتا کیوں کہ اگر اس آیت مبارکہ غیر اللہ سے مافوق الاسباب مدد مانگنا ثابت ہوتا ہے تو یہاں صالح مومنین کے ساتھ ساتھ حضرت جبرائیل علیہ السلام اور ملائکہ کو بھی مددگار فرمایا گیا ہے لیکن فریق مخالف نہ تو حضرت جبرائیل علیہ السلام سے مافوق الاسباب مدد مانگنے کے لئے پکارنے کا قائل ہے اور نہ ہی ملائکہ سے مافوق الاسباب مدد مانگنے کا قائل ہے بلکہ وہ تو صالح مومنین سے مافوق الاسباب مدد مانگنے کا قائل ہے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ اس مقام پر صالح مومنین، حضرت جبرائیل علیہ السلام اور ملائکہ کو مددگار فرمایا گیا ہے۔ نہ کہ ان سے مدد مانگنے کا فرمان ہے؟ یعنی مددگار ہونا اور بات ہے، مدد مانگنا اور بات ہے۔

اس بات کو آسانی سے سمجھنے کے لئے یہ سمجھیں:

اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ **اِذْ تَسْتَغِیْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّیْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِیْنَ ○ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰی وَلِتَطْمَئِنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ ج وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الخ** الانفال ۹۔۱۰ پارہ ۹

(ترجمہ: جب تم فریاد کر رہے تھے اپنے رب سے تو اس نے تمہاری فریاد سن لی (اور فرمایا) بے شک میں مدد دوں گا تمہیں ایک ہزار فرشتوں سے جو ایک دوسرے کے پیچھے لگاتار آتے جائیں گے۔ اور نہیں بتائی یہ بات اللہ نے مگر اس لئے کہ خوشخبری ہو (تمہارے لئے) اور تاکہ مطمئن ہو جائیں اس سے تمہارے دل اور نہیں (آتی) ہے کوئی مدد مگر اللہ کی طرف سے)

یہ واقعہ غزوۂ بدر کا ہے جہاں ایک ہزار فرشتے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مددگار بنے لیکن صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے "استغاثہ" کس سے کیا؟ فریاد کس سے کی؟؟

فریق مخالف کے نزدیک فرشتے مومنین کے مددگار ہیں اور اگر مددگار ہونا مدد مانگنے کی دلیل ہے تو کیا مومنین نے فرشتوں سے استغاثہ کیا؟ فریاد کی؟

نہیں بلکہ اس آیت مبارکہ میں واضح ہے کہ "**اِذْ تَسْتَغِیْثُوْنَ رَبَّكُمْ**" یعنی اپنے رب سے فریاد کی اور آیت مبارکہ کے آخر میں فرمان ہوا" **وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ** "یعنی اور نہیں (آتی) ہے کوئی مدد مگر اللہ کی طرف سے"۔

اللہ تعالیٰ کے حکم سے مددگار کوئی بھی بن جائے یا مدد کا وسیلہ کچھ بھی بن جائے لیکن فریاد اور

مدد کی طلب صرف اللہ تعالیٰ سے ہی کی جاتی ہے اور اسی چیز کی وضاحت ہم پچھلی سطور میں بھی کر چکے ہیں کہ یہ اللہ رب العزت کی حکمتیں ہیں کہ وہ کس کی اور کیسے مدد فرماتا ہے لیکن ہم پکارتے اور فریاد صرف اور صرف اللہ رب العزت سے کرتے ہیں کیوں کہ مدد صرف اور صرف اللہ رب العزت کی طرف سے ہے لہذا ثابت ہوتا ہے کہ کسی کا مددگار ہونا اور کسی کو مدد کے لئے پکارنا دو علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں جن کو فریق مخالف نے ایک ہی چیز سمجھ لیا ہے اور جو فریق مخالف کی بہت سی غلط فہمیوں کی بنیاد بھی ہے۔

حاصل کلام

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ماتحت الاسباب مدد اور مافوق الاسباب مدد میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ مافوق الاسباب (غیبی) مدد کا ہر ایک انسان محتاج ہے، ہر انسان کی ضرورت ہے چاہے وہ مرد ہو یا عورت، امیر ہو غریب، بادشاہ ہو یا فقیر، آقا ہو یا غلام، اچھا ہو یا برا، چھوٹا ہو یا بڑا، مشرک، کافر ہو یا مسلمان اور مسلمانوں میں عابد ہو یا گنہگار، ہر ایک انسان اس غیبی مدد کا محتاج ہے، کوئی انسان یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس کو غیبی مدد کی ضرورت نہیں پڑتی۔

اسی طرح ہر شخص یہ تسلیم کرے گا کہ جیسے ماتحت الاسباب مدد مانگنے یا مدد کرنے کے احکامات ساری دنیا کے لئے ایک ہی ہیں تو یقیناً اللہ تعالیٰ کے غیبی مدد مانگنے کے جو بھی احکامات ہوں گے وہ بھی تمام دنیا کے انسانوں کے لئے ایک ہی ہوں گے۔ ایسا تو ممکن نہیں کہ غیبی مدد مانگنے کے احکامات پاکستان اور انڈیا کے لوگوں کے لئے الگ ہوں؟ اور افریقہ، امریکہ، یورپ، انٹارکٹیکا اور باقی دنیا کے انسانوں کے لئے الگ ہوں؟ یا چند خاص خاص لوگوں کے لئے ''مافوق الاسباب'' مدد مانگنے کے لئے الگ احکامات ہوں گے اور باقی لوگوں کے لئے الگ؟ تو جب یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ساری دنیا کے لئے اللہ کے احکامات ایک ہی ہیں۔ تو ماتحت الاسباب مدد اور مافوق الاسباب (غیبی) مدد کا ایک زمین اور آسمان کا فرق یہ ہوا کہ ماتحت الاسباب مدد کرنے والا ایک وقت میں ایک انسان زیادہ سے زیادہ دو تین انسانوں کی ہی مدد کر سکتا ہے۔

جبکہ غیبی مدد کرنے کے لئے ضروری ہے کہ مشرق سے لے کر مغرب تک جتنے بھی انسان ہیں، اگر اندازے کے لئے اربوں انسان ہوں اور چاہے کوئی زمین کے تہہ خانے میں پکار

رہا ہو یا سمندروں کی انتہائی گہرائیوں میں یا مہینوں کی مسافت کے بیچ سمندر کے سینے پر یا اندھیرے غار میں یا کسی جنگل بیابان میں پکارے غیبی مدد کرنے والا سب کے سب کی ایک ساتھ پکار سن لے۔

ماتحت الاسباب مدد اور مافوق الاسباب (غیبی) مدد میں ایک زمین اور آسمان کا فرق یہ ہے کہ ماتحت الاسباب مدد مانگنے والا یا مدد کرنے والا اپنی بساط کے مطابق ہی مدد کرسکتا ہے اور وہ بھی بے اختیار یعنی اگر مدد کرسکا تو ٹھیک نہیں تو کوئی گارنٹی نہیں۔ جبکہ غیبی مدد کرنے والے کا زمین اور آسمان سب چیزوں پر سو فیصد پورا پورا اختیار ہونا چاہیے تاکہ اگر کوئی بندہ مصیبت کے وقت غیبی مدد کے لئے پکارے تو وہ غیبی مدد کرنے والا سمندروں کو حکم دے تو سمندر کشتی کو نہ ڈبوئیں آگ کو حکم دے تو آگ نہ جلائے چھری کو حکم دے تو چھری کند ہو جائے مچھلی کو حکم دے تو مچھلی کا پیٹ حفاظت کا گھر بن جائے دریا کو حکم دے تو ایک طرف فرمانبرداروں کے لئے راستہ بنادے اور دوسری طرف وہ ہی دریا نافرمانوں کو غرق کردے۔

کون ہے ایسا۔۔۔ مکمل سننے والا۔۔۔ مکمل دیکھنے ولا۔۔۔ مکمل اختیار والا؟؟؟

اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ (وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ ج وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ٥) ق ١٦ پارہ ٢٦

(ترجمہ: اور البتہ ہم نے بنایا انسان کو اور ہم جانتے ہیں جو باتیں آتی رہتی ہیں اُس کی جی میں، اور ہم اُس کے نزدیک ہیں دھڑکتی رگ (شہ رگ) سے زیادہ)

اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ (لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ز وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ج وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ٥)

الانعام ١٠٣ پارہ ٧

(ترجمہ: اسے نگاہیں نہیں پاسکتیں اور وہ تمام نگاہوں کو پالیتا ہے، وہ تو بہت ہی باریک بین اور بڑا ہی واقف ہے)

اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ (وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ٥)

القصص ٦٩، ٧٠ پارہ ٢٠

(ترجمہ: ان کے سینے میں جو کچھ چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں، تیرا رب سب کچھ جانتا ہے)

اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ (وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمٰوٰتِ الخ یونس ۶۱ پارہ ۱۱

(ترجمہ: تیرے رب سے ذرے برابر کی کوئی چیز بھی پوشیدہ نہیں رہتی، نہ زمین میں نہ آسمان میں)

حدیث پاک میں ارشاد ہے:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "اے میرے بندوں! اگر تمہارے اول و آخر انسان جن سب مل کر بہترین تقوے والے دل کے شخص بن جائیں تو اس وجہ سے میرے ملک ذرا سا بھی نہ بڑھ جائے گا، اور اگر تمہارے اگلے پچھلے انسان اور جنات بدترین دل کے بن جائیں تو اس وجہ سے میرے ملک میں سے ایک ذرہ سا بھی نہ گھٹے گا۔ اے میرے بندوں! اگر تمہارے اگلے پچھلے انسان جن سب ایک میدان میں کھڑے ہو جائیں اور مجھ سے مانگیں، اور میں ہر ایک کو سوال پورا کردوں تو بھی میرے پاس کے خزانوں میں اتنی ہی کمی آئے گی جتنی کی سمندر میں سوئی ڈالنے سے ہو۔"

(مسلم شریف، باب: تحریم الظلم ح: ۲۵۷۶)

غیبی مدد کرنے والا ایسا ہی ہونا چاہیے کہ ایک ہی وقت میں سارے دنیا کے انسانوں کے شہہ رگ سے بھی قریب ہو، ذرے برابر کی کوئی چیز بھی اس سے پوشیدہ نہ ہو اور سارے انسانوں کے دلوں کے بھید کی بھی خبر رکھے ہر ہر چیز پر مکمل اختیار رکھتا ہو، اس کے خزانے ایسے ہوں کہ وہ سب کو عطا فرمائے پھر بھی اس کے خزانے میں اتنی بھی کمی نہ آئے جتنی سوئی کے سمندر میں ڈالنے سے ہو۔ ایسا اللہ رب العزت کے سوا کون ہو سکتا ہے؟ یقیناً اللہ تعالیٰ کے سوا ایسا کوئی نہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں صفات میں بالکل اکیلا، واحد ہے۔

اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ (إِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ ۝) آل عمران ۵ پارہ ۳

(ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ پر زمین اور آسمان کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں)

میرا سوہنا رب عرب کے وسیع و عریض ریگستانوں میں یا افریقہ کے انتہائی گھنے جنگلات میں یا انٹارکٹیکا کے انتہائی برفانی علاقے میں یا اتنی بڑی زمین کے کسی جگہ پڑے ایک معمولی

ریت کے ذرے کی بھی خبر رکھتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ آسمانوں کی بلندیوں سے لے کر زمین کی آخری تہوں میں بھی اپنی باریک سے باریک مخلوق کی بھی خبر رکھتا ہے۔

اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ (اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَیَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَیَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ط ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ط قَلِیْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝)

النمل ٦٢ پارہ ٢٠

(ترجمہ: بھلا کون پہنچتا ہے بے کس (بے بس) کی پکار (فریاد) کو جب اُس کو پکارتا ہے اور دور کر دیتا ہے سختی، اور بناتا ہے تمہیں زمین کا خلیفہ؟ کیا کوئی (اور) معبود ہے اللہ کے ساتھ (شریک ان کاموں میں)؟ تم لوگ کم ہی سوچتے سمجھتے ہو)

ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کہ آپ کس چیز کی طرف ہمیں بلا رہے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی طرف جو اکیلا ہے۔ جس کا کوئی شریک نہیں، جو اس وقت تیرے کام آتا ہے کہ جب تو کسی بھنور میں پھنسا ہوا ہو، وہ ہی ہے کہ جب تو جنگلوں میں راہ بھول کر اسے پکارے تو وہ تیری راہنمائی کر دے، تیرا کوئی کھو گیا ہو اور تو اس سے التجا کرے تو وہ اسے تجھ کو ملا دے، قحط سالی ہو گئی تو اس سے دعائیں کرے تو وہ موسلا دھار مینہ برسا دے۔

مسند احمد (٥-٦٧) (٣٤-٢٣٨)

اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ (اَمَّنْ یَّهْدِیْكُمْ فِیْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ یُّرْسِلُ الرِّیٰحَ بُشْرًاۢ بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِهٖ ط

ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ط تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ۝) النمل ٦٣ پارہ ٢٠

(ترجمہ: بھلا کون راہ بتاتا ہے تم کو اندھیروں میں جنگل کے اور دریا کے، اور کون بھیجتا ہے ہواؤں کو خوشخبری دے کر آگے آگے اپنی رحمت کے؟ کیا کوئی (اور) معبود ہے؟ ساتھ اللہ کے (شریک ان کاموں میں)؟ بہت بلند ہے اللہ اس شرک سے جو یہ کرتے ہیں)

یہ اللہ تعالیٰ کی صفات کاملہ جو میلوں پھیلے دور سمندروں کے بیچ میں اگر کسی طوفان میں پھنس جائے اور دور دور تک کوئی ظاہری اسباب نہ ہوں یا کسی انتہائی خطرناک گھنے جنگل میں کوئی راستہ بھول جائے یا کسی خطرناک درندے کا آمنا سامنا ہو جائے یا آج کل کے دور

کے لحاظ سے کسی سنسان جگہ کوئی ڈاکو گن تان لے اور آپ کو مارنے پر تل جائے انتہائی بے بسی کے عالم میں کوئی مدد کرنے والا نظر نہ آئے کسی اندھیرے غار میں پھنس جائیں، کوئی دشمن آپ کو کسی ایسے چیز میں بند کر دے جہاں سانس لینے کی جگہ بھی نہ ہو اور آپ کے انتہائی بے بسی کے عالم میں کون ہے جو آپکی فریاد سن سکتا ہے؟ کون ہے جو آپکی مدد کو پہنچ سکتا ہے؟

یقیناً میرا انتہائی پیارا رب۔۔۔ اپنے بندوں سے ماؤں سے زیادہ محبت کرنے والا رب۔۔۔۔ ہر انسان کی شہ رگ سے زیادہ قریب رب۔۔۔۔ زمین کی تہوں تک دیکھنے والا رب۔۔۔ آسمانوں کی اکیلے بادشاہت والا رب۔۔۔۔ کروڑوں نہیں اربوں لوگوں کی ایک وقت میں ایک سیکنڈ میں سننے والا رب۔۔۔۔ صرف اور صرف اکیلا۔۔۔۔ جس پر انتہائی مصیبت میں کافروں کو بھی بھروسہ۔۔۔ مشرکین کو بھی بھروسہ۔۔۔۔ اور وہ رب کائنات۔۔۔ رب ذوالجلال واکرام۔۔۔ قربان جائیں اس کی محبت پر۔۔۔ قربان جائیں اس کے سننے پر۔۔۔ قربان جائیں اس کے دیکھنے پر۔۔۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کے دشمنوں کو۔۔۔ اپنے سب سے پیارے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کی بھی سنتا ہے۔۔۔ اور جب اُن پر بھی کوئی مصیبت ٹوٹ پڑے۔۔۔ اور وہ خلوص سے اللہ تعالیٰ کو پکاریں تو میرا مہربان رب اُنہیں بھی بچاتا ہے۔ اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر

اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔(**قُلْ مَنْ يُنَجِّيكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ج لَئِنْ اَنْجٰنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝ قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ۝**)

الانعام ۶۳،۶۴ پارہ ۷

(ترجمہ: تو کہہ کون تم کو بچالاتا ہے جنگل کے اندھیروں سے اور دریا کے اندھیروں سے اس وقت میں کہ پکارتے ہو تم اس کو گڑگڑا کر اور چپکے سے کہ اگر ہم کو بچالیوے اس بلا سے تو البتہ ہم ضرور احسان مانیں گے، تو کہہ دے اللہ تم کو بچاتا ہے اس سے اور ہر سختی سے پھر بھی تم شرک کرتے ہو)

انتہائی مصیبت میں اللہ تعالیٰ کی غیبی مدد پر کافروں اور مشرکین کو بھی بھروسہ ہو جاتا ہے کہ کوئی نہیں اللہ کے سوا بچانے والا۔

اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔(**یٰاَیُّھَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَی اللّٰہِ ج وَاللّٰہُ ھُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ ۝**)فاطر ۱۵ پارہ ۲۲

(ترجمہ: اے لوگو! تم ہو محتاج اللہ کی طرف اور اللہ وہی ہے غنی سب تعریفوں والا)

ہر انسان محتاج ہے اللہ تعالیٰ کا۔۔۔۔ چاہے وہ اللہ کا نافرمان ہو یا اللہ کے فرمابردار ہو۔

اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔(**وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّھَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَیْہِ فَنَادٰی فِی الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ ق اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَہٗ لا وَنَجَّیْنٰہُ مِنَ الْغَمِّ ط وَکَذٰلِکَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ ۝**)الانبیاء ۸۷، ۸۸ پارہ ۱۷

(ترجمہ: اور (یاد کرو قصہ) مچھلی والے کا جب چلے گئے تھے وہ ناراض ہو کر اور انہیں خیال ہوا تھا کہ نہ گرفت کریں گے ہم اس پر، پھر پکارا اُن اندھیروں میں کہ کوئی حاکم نہیں سوائے تیرے تو بے عیب ہے میں تھا گنہگاروں سے، پھر سن لی ہم نے اُس کی فریاد اور بچا دیا اُس کو اس گھٹنے سے، اور یونہی ہم بچا دیتے ہیں ایمان والوں کو) (حضرت یونس علیہ السلام)

تو جب یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ہر کوئی اللہ رب العزت کا محتاج ہے چاہے فرمابردار ہو یا نافرمان ہو اور جب یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے غیبی مدد مانگنے کے احکامات پوری دنیا کے انسانوں کے لئے ایک ہی ہیں اور پوری دنیا کے اربوں انسان میں سے کسی نہ کسی کو۔۔۔ کہیں نہ کہیں۔۔۔ کسی نہ کسی سیکنڈ میں۔۔۔ صرف ایک کو نہیں۔۔۔ بلکہ ایک ہی وقت میں ہزاروں اور لاکھوں انسانوں کو ایک ساتھ بھی غیبی مدد کی ضرورت بھی پڑ سکتی ہے۔ تو جو بھی اللہ کے سوا کسی اور کو غیبی مددگار سمجھتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ وہ اللہ کے سوا کسی دوسرے کو ایسا دیکھنے والا۔۔۔ ایسا سننے والا۔۔۔ اور زمین اور آسمانوں پر مکمل اختیار والا سمجھتا ہے؟

اور اگر آپ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو بھی۔۔۔ نہ ایسا دیکھنے والا سمجھتے ہیں۔۔۔ نہ ایسا سننے والا سمجھتے ہیں۔۔۔ اور نہ ہی ایسا زمین اور آسمان کی تمام چیزوں پر مکمل اختیار رکھنے والا سمجھتے ہیں۔۔۔ تو پھر ہم سب کو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ ہم سب کے لئے اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا کوئی بھی مددگار ہو ہی نہیں سکتا۔

کیوں کہ آپ صرف اپنی ذات کو ان بھرے پرے شہروں میں، ان بھرے پرے دیہاتوں میں رکھ کر سوچتے ہیں اسی لئے بات نہیں سمجھ میں آتی، مگر جب آپ پوری کائنات کے انسانوں کے اپنے سامنے رکھ کر سوچیں گے تو پھر بات سمجھ آئے گی۔ آپ کو کبھی سمندروں کے بیچ میں بھی غیبی مدد کی ضرورت پڑسکتی ہے یا کبھی افریقہ کے انتہائی گھنے جنگلات میں کبھی انٹارکٹیکا کے انتہائی برفانی علاقوں میں یا کبھی عرب کے وسیع وعریض ریگستانوں میں غیبی مدد کی ضرورت پڑسکتی ہے یا اگر آپ کو ایسی جگہوں پر جانے کا موقع نہ بھی ملے۔ مگر یہ تو سوچیں کہ ایسی جگہوں پر اللہ کے کسی نہ کسی فرمابردار یا نافرمان بندوں کو تو غیبی مدد کی ضرورت پڑتی ہوگی؟ تو کون ہے جو ایسی جگہوں پر بندوں کی پکار کو سن سکے؟ کون ہے جو سمندروں کو۔۔۔درندوں کو حکم دے سکے کہ میرے بندوں کو نقصان نہ پہنچانا؟؟؟ کس کا اختیار ہے تمام چیزوں پر؟؟؟ یقیناً جب ایسے موقعوں پر کافروں اور مشرکین کا اقرار ہوتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی ایسا نہیں تو مسلمان کیسے اس بات سے انکار کر سکتے ہیں؟

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔(**قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَآ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ط قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ط قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ قُلْ مَنْۢ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ط قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ۝**)

المئومنون ٨٤-٨٩ پارہ نمبر ١٨

(ترجمہ: ان سے پوچھو کس کی ہے زمین اور جو کوئی اس میں ہے بتاؤ اگر تم جانتے ہو؟ تو وہ ضرور کہیں گے (سب کچھ) اللہ (کا ہے)، تو کہو پھر تم سوچتے نہیں؟ ان سے پوچھو کون ہے مالک ساتوں آسمان کا اور مالک اُس بڑے تخت کا، تو وہ ضرور کہیں گے اللہ، کہو پھر تم کیوں نہیں ڈرتے، ان سے پوچھو کون ہے وہ جس کے ہاتھ میں ہے اقتدار ہر چیز کا اور وہ بچالیتا ہے اور اُس سے کوئی نہیں بچا سکتا، بتاؤ اگر تم جانتے ہو، تو وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ، تو کہہ پھر کہاں سے تم پر جادو آپڑتا ہے)

پھر "استعانت بغیر اللہ" کے قائلین کو کون سی بات الجھن میں ڈالتی ہے؟ ہر بات کا اقرار ہے

کہ اللہ ہی کے پاس سارے زمین اور آسمان کے اختیارات ہیں ساری زمین اور آسمان کا مالک اللہ ہے۔ ہر ذرے ذرے کی خبر رکھتا ہے۔ سب کی شہ رگ سے بھی قریب ہے۔ سب کو دیکھتا ہے۔ سب کی سنتا ہے۔ سب کو عطا بھی فرماتا ہے۔ چاہے مشرک ہوں یا کافر یا مسلمان۔ اور مسلمانوں میں گنہگار ہوں یا عبادت گذار۔ سب کو عطاء فرماتا ہے۔ پھر کیوں ان حضرات کو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور مددگار کی ضرورت ہے؟

اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ (**هُوَ الَّذِیْ یُسَیِّرُكُمْ فِی الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ ط حَتّٰۤى اِذَا كُنْتُمْ فِی الْفُلْكِ ج وَ جَرَیْنَ بِهِمْ بِرِیْحٍ طَیِّبَةٍ وَّ فَرِحُوْا بِهَا جَآءَتْهَا رِیْحٌ عَاصِفٌ وَّ جَآءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّ ظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ اُحِیْطَ بِهِمْ لا دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ج لَىٕنْ اَنْجَیْتَنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِیْنَ ○ فَلَمَّاۤ اَنْجٰىهُمْ اِذَا هُمْ یَبْغُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ ط یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا بَغْیُكُمْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ لا مَّتَاعَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ز ثُمَّ اِلَیْنَا مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○**) سورہ یونس ۲۲ پارہ ۱۱

(ترجمہ: وہ ہی تو ہے جو چلاتا ہے تم کو خشکی میں اور سمندر میں، یہاں تک کہ تم بیٹھے کشتیوں میں اور وہ لے کر اور لے کر چلے وہ لوگوں کو اچھی ہوا سے اور خوش ہوئے اس سے آئی کشتیوں پر ہوا تند اور آئی موج ہر جگہ سے اور جان لیا انہوں نے کہ وہ گھر گئے پکارنے لگے اللہ کو خالص ہو کر اس کی بندگی میں اگر تو نے بچا لیا ہم کو اس سے تو بے شک ہم رہیں گے شکر گزار پھر جب وہ نجات دیتا ہے انہیں تو فوراً وہ (پھر) بغاوت کرنے لگتے ہیں زمین میں حق سے منحرف ہو کر، اے انسانو! حقیقت یہ ہے کہ تمہاری بغاوت اپنے ہی خلاف ہے (لوٹ لو) مزے دنیاوی زندگی کے پھر ہماری طرف تم کو لوٹ کر آنا ہے پھر ہم بتائیں گے تمہیں کہ تم کیا کرتے رہے ہو؟)

کبھی آپ نے سوچا کہ "استعانت بغیر اللہ" کے قائل مدد کے لئے جو "یا رسول اللہ مدد" اور "یا غوث پاک مدد" اور "یا علی مدد"، "یا لا ثانی سرکار مدد" پکارتے ہیں، اپنی ایمانداری سے اپنے ضمیر کو گواہ بنا کر جواب دیجیے کہ فرض کر لیں کہ ان میں سے کسی پر اچانک کوئی مصیبت ٹوٹ پڑے یا کشتی میں سفر کرتے ہوئے اچانک کشتی ڈوبنے لگے یا کوئی فرد اسپتال میں

زندگی موت کی کشمکش میں ہوگیا ایسے کسی موقع پر بھی آپ نے بھی یہ پکارتے سنا ہے کہ اے اللہ کے رسول ہمارا بیٹا، بھائی، باپ یا ماں کا حادثہ ہوگیا ہے اور وہ زندگی موت کی کشمکش میں ہے ہماری مدد کیجیے؟

اے غوث پاک ہم مر رہے ہیں ہمیں بچائیں؟ اے علی ہماری کشتی طوفان میں پھنس گئی ہے ہماری مدد کریں؟ یقیناً آپ نے زندگی میں کبھی ایسے الفاظ نہیں سنیں ہوں گے ہر شخص انتہائی مصیبت میں صرف اور صرف خالص اللہ کو پکارتا ہے اور منتیں کرتا ہے کہ اے اللہ ہم سے اگر کوئی گناہ ہوگیا ہے ہمیں معاف فرما اب ہم تیرے فرمابردار بن جائیں گے بس ایک دفعہ ہمیں اس مصیبت سے چھٹکارا دلا اور جب اللہ تعالیٰ لوگوں کو مصیبت سے نکال لاتا ہے پھر حالات معمول پر آ جاتے ہیں تو پھر یہ ہی استعانت بغیر اللہ ۔۔۔ یارسول اللہ مدد ۔۔۔ یا غوث پاک مدد ۔۔۔ یا علی مدد کہنے لگتے ہیں؟ یہ لوگ کیوں انتہائی بے بسی میں یا موت کو سامنے دیکھتے ہوئے اللہ کے نیک بندوں کو غیبی مدد کے لئے پکارنا بھول جاتے ہیں؟

جبکہ ان کے مطابق اللہ کے نیک بندے اللہ کی عطاء سے مدد کر سکتے ہیں؟

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ (**وَإِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُونَ إِلَّا إِيَّاهُ ج فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ إِلَى الْبَرِّ أَعْرَضْتُمْ ط وَكَانَ الْإِنْسَانُ كَفُورًا ٥**)

بنی اسرائیل ٦٧ پارہ ١٥

(ترجمہ: اور جب آتی ہے تم پر آفت دریا میں بھول جاتے ہو جن کو پکارا کرتے تھے اللہ کے سوائے پھر جب بچالا یا تم کو خشکی میں پھر جاتے اور ہے انسان بڑا ناشکرا)

ہماری گذارش ہے کہ یہاں یہ بات کو سمجھنے کی کوشش کیجئے گا کہ ایسا تو نہیں ہوسکتا نا کہ قرآن پاک میں کافروں اور مشرکین کے متعلق بتایا جارہا ہے کہ انتہائی سخت مصیبت میں مشرکین اور کافر بھی خالص اللہ تعالیٰ کو پکار کر ثابت کر دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی غیبی مدد پر قادر نہیں اور جبکہ مسلمانوں کے لئے مددگار اللہ کے مقرب بندے ہیں؟

اللہ تعالیٰ ہم سب کو سمجھنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین

کافروں کی مذمت میں نازل ہوئی آیات مسلمانوں پر چسپاں کرنا

اور جب کوئی قرآن پاک سے فریق مخالف کے باطل عقائد کی نشادہی کرتا ہے تو فریق

مخالف یہ روایت پیش کر دیتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''خارجی اتنے گمراہ لوگ ہیں کہ جو آیتیں کافروں کی مذمت میں نازل ہوئیں ان کو مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں۔''

(صحیح بخاری جلد ۱ ص۱۰۲۴)

اور جب کوئی فریق مخالف کے باطل عقیدے کے شرک ہونے کی نشاندہی کرتا ہے تو یہ حدیث پاک پیش فرماتے ہیں:

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ''اللہ کی قسم میں تمہارے بارے میں اس سے نہیں ڈرتا کہ تم میرے بعد شرک کرنے لگو گے بلکہ مجھے اس کا ڈر ہے کہ تم دنیا کے لئے حرص کرنے لگو گے'' (صحیح بخاری)

یعنی فریق مخالف کا اس حدیث پاک سے سمجھنا یہ ہے کہ ''یہ امت شرک میں مبتلا نہیں ہو سکتی''۔۔۔یعنی اب جو چاہے کرتے پھرو؟؟

معزز قارئین کرام!

ہم کوشش کریں گے کہ فریق مخالف کی دونوں باتوں کا جواب مختصراً پیش کر دیں۔

اس حدیث پاک میں دنیوی معاملات میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی وعید بیان کی گئی ہے، اور یہ ارشاد فرمایا ہے کہ ''مجھے اپنے بعد تمہارے شرک میں مبتلا ہونے کا اتنا خوف نہیں جتنا اس بات کا ہے کہ تم دنیا میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے میں سرگرم ہو جاؤ گے۔ اس حدیث پاک کا مفہوم یہ نہیں ہے کہ امت کے شرک میں مبتلا نہ ہونے کا بتایا گیا ہے بلکہ کسی اندیشے کو اجاگر کرنے کا مؤثر اسلوب ہے یہ انداز بیان ایک اور حدیث پاک میں یوں ملتا ہے:

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ''اللہ کی قسم مجھے تمہارے متعلق فقر کا خوف نہیں مگر ڈرتا ہوں کہ تم پر دنیا کشادہ کر دی جائے جس طرح تم سے پہلے والوں پر کی تھی، پھر تم اس کی تگ و دو میں لگ جاؤ جس طرح وہ لگ گئے تھے، اور یہ تمہیں برباد کر دے جیسے اس نے انہیں برباد کیا'' (صحیح بخاری)

کیا اس حدیث پاک میں ''فقر کا خوف نہیں'' کا مفہوم یہ لیا جائے گا کہ پوری امت میں کوئی بھی فقر میں مبتلا نہیں ہو گا؟

امید ہے کہ آپ کو اس مختصر سی تشریح سے اس حدیث پاک کا مفہوم سمجھ آ گیا ہو گا۔ اور دوسری بات یہ بھی ہے کہ اس حدیث پاک کے مخاطب جلیل القدر صحابہؓ کی جماعت ہے جو شرک سے پاک تھے۔ جہاں تک اس امت کی بات ہے تو اس امت میں مجموعی طور پر شرک واقع نہیں ہوگا جیسے پچھلی امتوں میں واقع ہوا تھا۔ لیکن اس حدیث پاک سے اس امت کا بالکل شرک نہیں کرنے کی دلیل لینا غلط فہمی ہے۔

ایک اور حدیث پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ''قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک میری امت کے بعض قبیلے مشرکین سے مل جائیں گے یہاں تک کہ میری امت کے بعض قبیلے بتوں کی پوجا کریں گے اور میری امت میں تیس کذابین رونما ہوں گے ان میں سے ہر ایک کا دعویٰ ہوگا کہ وہ نبی ہے۔ جبکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ میری امت کا ایک گروہ حق پر جم کر رہے گا جو بھی ان کی مخالفت کرے گا انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم آ جائے گا۔''

(ابو داؤد، کتاب الفتن: ح:٤٢٥٢)(ابن ماجہ:٢٠٤_١٣٠٤_٢٩٥٢)(مسند احمد:٥_٢٧٨_٢٨٤) (مسند طیالسی:٩٩١_١٣٣) (ترمذی)

اس حدیث پاک سے ایک تو یہ غلط فہمی دور ہوئی کہ یہ امت شرک نہیں کر سکتی دوسری یہ غلط فہمی بھی دور ہو گئی کہ امت کے شرک میں مبتلا ہونے سے مراد انفرادی طور پر شرک میں مبتلا ہونا بھی نہیں بلکہ ''بعض قبیلے بتوں کی پوجا کریں گے'' سے مراد فرقے یا قوم بھی ہو سکتے ہیں۔ امید ہے ہمارے مسلمان بھائیوں کی یہ غلط فہمی بھی دور ہو گئی ہوگی۔

اور خارجیوں کی گمراہی تو ہم اوپر واضح کر چکے ہیں یہاں ''کافروں کی مذمت میں نازل ہونے والی آیات مسلمانوں پر چسپاں کرنے والی بات آسانی کے لئے یوں سمجھ لیں کہ بات صرف اتنی ہے کہ خارجیوں نے اپنی جہالت کے سبب واقعتاً کافروں کی مذمت میں نازل ہونے والی آیات مومنین (حضرت علی رضی اللہ عنہ وغیرہم) پر چسپاں کیں۔

لیکن جیسا کہ اوپر بیان کی گئی مسند احمد وابوداود وغیرہ) حدیث پاک کے مطابق (قیامت سے قبل اس امت کے بعض نبیے شرک میں مبتلا ہوں گے) اگر کوئی شخص، کوئی قبیلہ یا کوئی قوم واقعتاً ایسے اعمال میں مبتلا ہو جائے جو شرکیہ ہوں۔۔۔ تو کیا ایسے لوگوں کو بھی قرآن پاک سے اُن کے باطل عقائد کی نشاندہی نہیں کی جائے گی؟؟؟ یا فریق مخالف ایسے موقعہ پر

ان کے اعتراض "تم کافروں کی مذمت میں نازل ہونے والی آیات مسلمانوں پر چسپاں کر رہے ہو" کا جو جواب دینا پسند فرمائے گا وہی ہماری طرف سے جواب سمجھ لے۔

حکومتیں لاثانی سرکار کے زیر تصرف

"دوستو! جناب صدیقی لاثانی سرکار صاحب 1987ء میں مرتبہ غوثیت پر فائز تھے۔ اس کے بعد دنیا میں ہونے والے ہر اہم معاملہ آپ کے حضور پیش ہوتا اور اگر آپ چاہتے تو تصرف فرماتے کئی ممالک کی حکومتیں تبدیل ہوئیں اور بھی نہایت اہم بڑے بڑے واقعات میں تصرف فرمایا"۔

(میرے مرشد۔ص ۴۶)

جب حکومتیں لاثانی سرکار کے زیر تصرف ہیں تو لاثانی انہی حکومتوں کے خلاف احتجاج کیوں کرتا ہے چنانچہ لاثانی نے اپنی زیر قیادت تنظیم المشائخ کے زیر اہتمام کرپشن مکاؤ ملک بچاؤ ملک گیر تحریک کا لاہور سے آغاز کیا۔

(بحوالہ ماہنامہ لاثانی انقلاب۔جولائی ۲۰۱۲ء۔ص ۱۷)

اگر حکومتیں صوفی لاثانی کے زیر تصرف ہیں تو اس کا مطلب ہوا کہ کفر کی حکومتیں جہاں کافر حکمران کفر کے احکام نافذ کرتے ہیں یہ سب لاثانی کی مرضی سے ہو رہا ہے اور رضا بالکفر بھی کفر ہے۔ اس وقت کافر اور صلیبی حکمران مسلمانوں پر جو ظلم ڈھا رہے ہیں وہ سب لاثانی سرکار کے حکم سے ہو رہا ہے ان سب میں لاثانی کی مرضی شامل ہے جہاں جہاں سرکاری سرپرستی میں زنا کے اڈے جوئے کے اڈے شراب کے کارخانے چل رہے ہیں سب کو اجازت کا پرمٹ صوفی صاحب نے دیا اس اعتبار سے تو صوفی صاحب کے خلاف نہ صرف جنگی جرائم کا مقدمہ عالمی عدالت میں چلنا چاہئے بلکہ دیگر سنگین جرائم کی سرپرستی کرنے کا مقدمہ بھی صوفی صاحب کے خلاف چلنا چاہئے۔ اگر حکومتیں واقعی صوفی صاحب کے زیر تصرف میں ہیں تو ہم صوفی صاحب کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ اپنا تصرف استعمال کر کے کشمیر کو آزاد کر کے دکھا دیں۔

بخشش کے سرٹیفکیٹ لاثانی کے پاس

صوفی صاحب اپنے ایک مرید کو "الو" بناتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

''اگر تم سچے دل سے توبہ کرتے ہو تو یہ فقیر ابھی تمہاری بخشش کروادے گا
اور اگر تمہاری بخشش کروا کر جنت لیکر نہ دی تو کہنا کہ مرشد ہی نہیں''۔

(مخزن کمالات۔ص:۵۰)

جنت و دوزخ صرف اللہ کے دست قدرت میں ہے جب بندہ سچی توبہ تو اسے کسی سے بخشش کروانے کی ضرورت نہیں۔ اللہ رب العزت فرماتا ہے کہ:

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَ مَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَ لَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ. اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَ نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ۔ (آل عمران۔۱۳۵۔۱۳۶)

اور یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر کبھی کوئی بے حیائی کا کام کر بھی بیٹھتے ہیں یا اپنی جان پر ظلم کر گزرتے ہیں تو فوراً اللہ کو یاد کرتے ہیں اور اس کے نتیجے میں اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں اور اللہ کے سوا ہے بھی کون جو گناہوں کی معافی دے؟ اور یہ اپنے کئے پر جانتے بوجھتے اصرار نہیں کرتے یہ ہیں وہ لوگ جن کا صلہ ان کے پروردگار کی طرف سے مغفرت ہے اور وہ باغات ہیں جن کے نیچے دریا بہتے ہونگے جن میں انہیں دائمی زندگی حاصل ہوگی کتنا بہترین بدلہ ہے جو کام کرنے والوں کو ملتا ہے۔

اسی طرح اللہ فرماتا ہے کہ:

تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ (سورہ نور۔۳۱)

اس کے علاوہ قرآن و حدیث کا تمام ذخیرہ اٹھا کر دیکھ لیں توبہ کی نسبت ہر جگہ اللہ پاک ہی کی طرف کی گئی ہے کہ وہی توبہ قبول کرنے والا ہے اور وہی گناہ معاف کرنے والا ہے کسی کو یہ اختیار نہیں کہ وہ کسی کے گناہ معاف کرے۔ خود اللہ والے آخرت کے خوف سے ہر وقت لرزہ بندام رہتے ہیں حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ جب بیمار ہوئے تو رونے لگے، لوگوں نے پوچھا اے ابوعمران (ان کی کنیت تھی) آپ کیوں روتے ہیں؟ فرمایا میں کیوں نہ روؤں جبکہ اپنے رب کے نمائندے کا منتظر ہوں کہ وہ مجھے اس (جنت) کی خبر سناتا ہے یا اس

(جہنم) کی۔(حلیۃ الاولیاء:ج:۲:ص۵۲۵)

اماں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"ھل تدرون ما فی ھذہ اللیلة یعنی لیلة النصف من شعبان قالت ما فیھا یا رسول اللہ (قال) فیھا ان یکتب کل مولود بنی ادم فی ھذہ السنة و فیھا ان یکتب کل ھالک من بنی ادم فی ھذہ السنة و فیھا ترفع اعمالھم و فیھا تنزل ارزاقھم فقالت یا رسول اللہ ما من احد یدخل الجنة الا برحمة اللہ تعالی فقال ما من احد ید خل الجنة الا برحمة اللہ تعالی ثلثا فقالت ولاانت یا رسول اللہ فوضع یدہ علی ھامته فقال ولا انا الا ان یتغمدنی اللہ منه برحمته یقولھا ثلث مرات"۔

(مشکوۃ:ج ا ص:۱۱۷۔۱۱۸)

اسی طرح ایک حدیث میں ہے کہ

"قال رسول اللہ ﷺ لن ینجی احدا منکم عملة قالوا ولا انت یا رسول اللہ قال و لا انا الا ان یتغمدنی اللہ برحمته"۔

(مشکوۃ:ج:۱ص۲۱۰)

لاثانی سرکارکئی جگہوں پرموجودہوتے ہیں

''میرے آقاچونکہ مرشداکمل ہیں اس لئے شکلوں کوتبدیل کر کے مریدین کی دستگیری فرمانا اور بیک وقت کئی جگہوں پر موجود ہونا آپ کیلئے کوئی مشکل بات نہیں''۔(مخزن کمالات۔ص:۵۷)

لاثانی سرکارکن فیکون کے مختار

''میرے نزدیک فقیر وہ نہیں جس کے پاس کوئی چیز نہیں بلکہ میرے نزدیک فقیر وہ ہے جس کا حکم ہر شے پر چلتا ہے وہ جس چیز کیلئے کن کہہ دے وہ چیز ہوجائے''۔(مخزن کمالات۔ص۵۸)

جبکہ یہ شان اللہ تعالیٰ کی ہے کہ اِذَا اَرَادَ شَیْئاً اَنْ یَقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْن

زمانے کی باگ دوڑ لاثانی کے ہاتھ میں

''ہمارے محبوب لاثانی سرکار صاحب سے یہ مسئلہ بیان کرو اس وقت زمانے کی باگ دوڑ ان کے ہاتھ میں ہے''۔

(مخزن کمالات۔ص:۲۰)

ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

''زمانے کا خالق اسے پھیرنے والا اس میں تصرف کرنے والا اللہ ہی ہے اور زمانہ اللہ کے حکم کا تابع ہے''۔

(مرقاۃ المفاتیح۔ج:۹:ص۲۱۹۔کتاب الادب)

زندگی بڑھانا گھٹانا لاثانی کے ہاتھ میں ہے

''میں نے پیر و مرشد سے روحانی طور پر عرض کیا! سرکار آپ کو اللہ تعالیٰ نے صاحب اختیار بنایا ہے میرے چچا کی زندگی بڑھا دیجئے۔ جب میں اپنے گھر میں بیٹھی یہ دعا مانگ رہی تھی عین اس وقت ہماری ایک پیر بہن کو مراقبہ میں مشاہدہ ہوا کہ ایک تالاب ہے اس کے ایک کنارے پر حضرت لاثانی سرکار صاحب اور دوسرے پر میرے چچا کھڑے ہیں سرکار جی نے میرے چچا کو فرمایا تمہارے گھر میں تمہاری بھتیجی کی نسبت ہم سے ہے اس نسبت کی وجہ سے ہم نے تمہیں نئی زندگی لیکر دی''۔

(مخزن کمالات۔ص ۶۹)

جبکہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

''ھو الحی والممیت ھو المعطی والمانع ھو و المذل والمعز ھو الممرض والمعافی ھو المشبع والجوع ھو المکی ھو المعری ھو المحسن و الموحش''۔

(غوث یزدانی ترجمہ الفتح الربانی ص ۲۰۶۔مجلس ۴۵۔فرید بک سٹال لاہور)

ترجمہ: وہی اللہ زندہ کرنے والا ہے اور مارنے والا ہے وہی دینے والا اور نہ

دینے والا ہے وہی عزت و ذلت دینے والا ہے وہی بیمار بنانے والا ہے اور عافیت دینے والا ہے وہی پیٹ بھرنے والا اور بھوکا رکھنے والا ہے اور وہی کپڑا پہنانے والا اور ننگا پھیرانے والا ہے اور وہی وحشت میں ڈالنے والا ہے۔

لاثانی سرکار بمقابلہ جبرائیل علیہ السلام

''رات میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت پیر و مرشد لاثانی سرکار اس بچے کے گھر کے دروازے میں داخل ہوئے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام اس کی روح قبض کر کے دروازے سے واپس جا رہے تھے آپ سرکار کو دیکھا تو رک گئے آپ سرکار نے فرمایا'' بچہ کی روح واپس کر دیجائے'' انہوں نے آپ کے فرمان کے مطابق اسی وقت بچہ کی روح واپس کر دی''۔ (مخزن کمالات۔ص ۷۵)

یہ جھوٹا خواب بیان کرنے والے جاہل کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ روح حضرت جبرائیل علیہ السلام نہیں بلکہ حضرت عزرائیل علیہ السلام قبض کرتے ہیں۔ پھر ہمارا سوال یہ ہے کہ اگر بقول تمہارے حضرت جبرائیل علیہ السلام روح قبض کرنے آئے تھے تو اللہ ہی کے حکم سے آئے تھے جب لاثانی کے حکم پر جبرائیل علیہ السلام نے روح واپس کر دی تو معاذ اللہ خدا کا روح قبض کرنے والا حکم تو باطل ہوا۔ لاثانی خدا کے حکم پر غالب آگیا اور مغلوب خدا نہیں ہوتا گویا لاثانی اللہ تعالی سے بھی زیادہ طاقتور ہے۔ العیاذ باللہ۔

دورونزدیک سے دستگیری

''دور ہو یا نزدیک جب بھی کوئی حضرت لاثانی سرکار کا واسطہ دے کر ان سے کوئی عرض کرتا ہے تو وہ فوراً ہی اس کی دستگیری فرماتے ہیں''۔

(مخزن کمالات۔ص ۸۳)

لاثانی سرکار کو معراج

''آپ کا وہ شاہانہ انداز آج بھی میری نگاہوں کے سامنے ہے آپ نے مجھے ساتھ لیا اور لمحہ میں آسمان کی طرف پرواز فرماتے ہوئے ایک جگہ ٹھہر گئے اور فرمایا

بابو جی یہ پہلا آسمان ہے
پھر ارشاد فرمایا ''آو جی'' پھر اس سے اوپر تشریف لے گئے۔ پلک جھپکتے
ہی میں ایک مقام پر ٹھہرے اور فرمایا!
بابو جی! یہ دوسرا آسمان ہے
پھر فرمایا
اوپر آو جی پھر اسی طرح فرماتے رہے اور اوپر لے جاتے رہے دوسرے
کے بعد تیسرا، چوتھا، پانچواں، اور پھر چھٹا آسمان آ گیا۔ یہاں پہنچ کر آپ
نے مجھے بیٹھنے کا اشارہ فرمایا۔ میں نے دیکھا کہ میں نے پاؤں تک ایک
جبہ نما لباس پہنا ہوا ہے۔ میرا وہ لباس جو میں نے حقیقت میں پہنا ہوا تھا
میرے جسم پر نہیں تھا۔ میرے عرض کرنے پر فرمایا۔ وہ دنیاوی اور ظاہری
لباس تھا اور یہ باطنی اور روحانی لباس ہے۔ پھر حکم ہوا
''اپنے دامن کو پھیلاؤ''
میں نے حکم کی تعمیل کی اور اپنے دامن کو پھیلا دیا تو آسمان سے ستارے
میری جھولی میں آ گئے میں نے اٹھا کر انہیں اپنے سینے سے لگا لیا تو فرمایا
''یہ چھٹے آسمان کے اولیاء ہم نے تمہاری جھولی میں ڈال دئے''
اس کے بعد عرض کی کہ اس سے اوپر؟ تو میرے قبلہ نے فرمایا اس سے اوپر
یہ فقیر ہی جا سکتا ہے اور روئے زمین پر کوئی شخص ایسا نہیں ہے جسے ساتویں
آسمان پر جانے کی اجازت ہو''۔ (مرشد اکمل۔ ص: ۱۱۵)

آج تک اہل اسلام یہی سمجھتے رہے کہ معراج حضور سرکار دو عالم ﷺ کا معجزہ آپ ﷺ کی خصوصیت ہے مگر آج معلوم ہوا کہ صوفی صاحب بھی صاحب معراج ہیں۔ معاذ اللہ۔

لاثانی کا ہر عمل حضور ﷺ سے مشابہ

''ان کا ہر عمل آنحضور ﷺ سے مشابہ محسوس ہوتا تھا''۔ (میرے مرشد۔ ص: ۳۰)

اس وقت بندہ صوفی صاحب کے کے تمام اعمال کی بات نہیں کرتا ان کے مریدین سے صرف اتنی گزارش ہے کہ صوفی صاحب ''سالانہ محفل'' جو زرق برق لباس اور رنگ برنگی

پگڑی پہن کر آتے ہیں اور اس محفل میں عورتوں مردوں کا مخلوط ناچ گانا ہوتا ہے صرف اسی عمل کا ثبوت آنحضور ﷺ سے فراہم کر دیں۔

لاثانی کے بدن سے خوشبو

''کچھ دوستوں کو شائد یہ بات عجیب لگے کہ آپ کی خوشبو سے وہ جگہ پہچانی جاتی ہے جس جگہ آپ کچھ دیر قبل تشریف فرماتے ہیں''۔

(میرے مرشد۔ص:۳۲)

حالانکہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''مدارج النبوۃ: ج:۱ ص ۴۶۔۴۷'' پورے دو صفحات اس پر لکھے ہیں کہ یہ حضور ﷺ پاکیزہ صفتوں میں سے ایک صفت تھی کہ آپ ﷺ کے بدن سے خوشبو آتی جس گلی سے گزرتے صحابہ خوشبو سے پہچان لیتے کہ یہاں سرکار دو عالم ﷺ کا گزر ہوا ہے۔

لاثانی سرکار مشکل کشا

گفتار میں کردار میں کوئی نہیں ثانی تیرا
مشکل کشا حاجت روا لج پال لاثانی پیا

(ماہنامہ لاثانی انقلاب انٹرنیشنل: فروری ۲۰۱۱۔ص:۳۴)

الفاروق کا لقب

''حضور سیدنا عمر فاروقؓ نے خصوصی نظر کرم فرمائی اور الفاروق کے لقب سے نوازا''۔

(میرے مرشد۔ص:۵۶)

جس کا مولا علیؓ اس کا مولیٰ لاثانی

''حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ کی جانب سے خاص کرم فرمایا گیا، باطنی خلافت عطا فرمائی گئی اور آپ کے آستانہ کو اپنا آستانہ فرمایا نیز آپ کو الذوالفقار کے تصرفات عطا فرمائے گئے نیز ارشاد فرمایا کہ جس کا یہ (صدیقی لاثانی سرکار) مولا اس کا علی مولا''۔

(میرے مرشد۔ص:۵۶)

جبکہ نبی کریم ﷺ نے یہ شان حضرت علیؓ کی فرمائی کہ

من كنت مولاه فعلي مولاه (مشکوۃ۔مسند احمد۔ج:۴ ص ۳۶۸)

لاثانی سرکار کا خطاب حضور ﷺ نے دیا

''مریدین وعقیدت مند حضرات صرف محبت وعقیدت کی بناء پر میرے پیر ومرشد کو لاثانی سرکار نہیں کہتے بلکہ خود تاجدار انبیاء حضور نبی کریم ﷺ نے میرے پیر ومرشد قبلہ صوفی مسعود احمد صاحب کو یہ لقب عطا فرمایا''۔

(نوری کرنیں۔ص:۱۷۹)

ایک جگہ خود صوفی صاحب لکھتے ہیں کہ:

''حضور ﷺ نے اس فقیر کو کئی مرتبہ ''لاثانی سرکار'' کے لقب سے نوازا اور حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ نے بھی 'صدیقی' لکھنے کا حکم فرمایا''۔

(رہنمائے اولیاء مع روحانی نکات۔ص:۱۴۰)

لاثانی کی جوتوں کی توہین کرنے والے کو زبان کا کینسر

''شاہدرہ میں جب ایک شخص نے سرکار کے جوتوں مبارک کے متعلق گستاخی کی زبان کا کینسر ہو گیا''۔یہاں تک کہ آپ کے جوتے مبارک چاٹنے تو نجات ملی''۔(میرے مرشد۔ص:۲۰۰)

اگر ایسی بات ہے تو ہم کہتے ہیں کہ آپ نالائق کی جوتیاں بھی اسی کی طرح نالائق ہیں۔انشاء اللہ ہمیں کچھ نہیں ہوگا۔جب جوتوں کی توہین کرنے والا کا یہ حال ہے تو معاذ اللہ ہمیں تو اب تک پورے بدن کا کینسر ہو جانا چاہئے تھا مگر الحمدللہ ہم پہلے سے زیادہ خوش وخرم اور صحت مند زندگی گزار رہے ہیں۔شوکت خانم ہسپتال والوں کو بھی صوفی صاحب کے اس جوتیوں والے نسخے کا تجربہ ضروری کرنا چاہئے دیکھتے ہیں کیا نتیجہ نکلتا ہے۔

لاثانی کی جوتیاں پہننے پر پکڑ ہوئی

لاثانی کا ایک مرید کہتا ہے کہ:

''آپ سے دعا سلام کے بعد محفل کے انتظامات کیلئے اٹھ کھڑا ہوا اور باہر نکل کر سوچنے لگا پہلے جوتیاں پہن لوں اور وہاں (کمرے کے باہر) موجود بہت سی جوتیوں میں سے ایک سادہ سی ہوائی چپل کا انتخاب کرکے

پلاٹ کی طرف آ گیا۔ پہلے دل میں خیال آیا کہ کہیں یہ سرکار جی کی جوتی مبارک نہ ہو۔ پھر فوراً ہی خیال جھٹک دیا اور کہا کہ کیسے ہو سکتا ہے بہت ہی عام سی ہوائی چپل تھی۔ پھر دوران صفائی بھی نہ جانے کیوں دو تین بار یہی خیال آیا اور ہر بار میں نے اسے اپنا وہم سمجھ کر جھٹک دیا لیکن ابھی کچھ دیر ہی گزری تھی کہ اچانک میرے پیٹ میں ہلکا ہلکا درد ہونا شروع ہو گیا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ درد شدت اختیار کر گیا تکلیف سے کراہنے لگا۔ باتھ روم میں گیا تو دیکھا کہ میرے پیشاب میں خون آ رہا ہے۔ میں بہت پریشان ہوا پیر بھائیوں نے میری تکلیف دیکھی تو وہ بھی پریشان ہو گئے اور جا کر سرکار صاحب سے معاملہ عرض کیا۔ آپ ہم غلاموں پر نہایت شفقت فرماتے ہیں۔ میری تکلیف کا سنا تو فوراً ہی تشریف لائے اور مجھے دم کیا لیکن میری تکلیف میں کوئی کمی نہ ہوئی اور درد بڑھتا ہی چلا گیا۔ حضرت لاثانی سرکار صاحب کچھ پریشان ہوئے اور مراقبہ کر کے باطنی طور پر معاملہ دیکھا تو رب تعالیٰ سے القاء ہوا (وجہ بتائی گئی)

''اس نے تمہاری جوتیاں پہنیں اس کا یہ عمل بے ادبی کے زمرہ میں آیا اور اس کی پکڑ ہو گئی ہر چند کہ لاعلمی کی بناء پر ایسا ہوا اور یہ ایک غیر ارادی فعل تھا لیکن ہم نے اس کے دل میں کئی مرتبہ یہ بات القاء کی تاکہ یہ جوتا اتار دے لیکن اس نے اسے اپنا وہم سمجھا''

آپ سرکار نے کرم فرمایا اور اللہ رب العزت کی بارگاہ میں عرض کی! ''یا رب العزت یہ تیرے ''فقیر'' کے آستانہ کا خادم ہے اس پر نظر کرم ہو اور اب اس کا کیا علاج ہے؟'' تو فرمان ہوا!

''اسے چاہئے کہ یہی جوتیاں اپنے پورے جسم پر پھیرے اور معافی مانگے''۔ (مخزن کمالات۔ ص: ۱۲۰۔۱۲۱)

غور فرمائیں کس قدر آمرانہ ذہن ہے کہ صرف جوتیاں غلطی سے پہننے پر اپنے مریدوں کو یہ [illegible] کیا یہ وہی وڈیرانہ اور کمی کمین والا کلچر نہیں؟ جس کو ختم کرنے کیلئے آج آئے دن میڈیا پر [illegible] نہ کوئی کمپین چل رہی ہوتی ہے۔ پھر صوفی صاحب کے آستانے کا ماحول ملاحظہ

فرمائیں کہ وہاں حقوق العباد کا کس قدر خیال رکھا جاتا ہے یعنی کمرے کے باہر جوتیاں پڑی ہوئی تھیں اور چاچا کی ملکیت سمجھ کر اٹھا کر لے گئے حالانکہ یہ ایذاء مسلم ہے اور کسی سے پوچھے بغیر اس کی کوئی شے استعمال کرنا جائز ہی نہیں۔ پھر ایک طرف تو ماقبل میں یہ حوالے گزرے کے صوفی صاحب کے مرید جہاں ہوتے ہیں صوفی وہاں ہوتے ہیں ان کی ہر مشکل کا صوفی کو علم ہوتا ہے مگر یہاں صوفی صاحب کا حال یہ ہے کہ انہیں کوئی خبر ہی نہیں انہیں باقاعدہ پیغام دے کر بلا گیا ماجرا سنایا گیا دم کیا پھر بھی معلوم نہ ہوا یہاں تک کہ بقول ان کے القاء ہوا تو پتہ چلا کہ مسئلہ کیا ہے۔ اسے کہتے ہیں

دروغ گورا حافظہ نہ باشد

پھر صوفی صاحب نے دم کیا کوئی اثر نہ ہوا معلوم ہوا کہ صوفی صاحب کی چپل ان سے بھی زیادہ ''مختار کل'' ہے اسی لئے تو صوفی صاحب کا دم اس پر بھی اثر نہیں کر رہا۔

لاثانی کی محفل میں حضور ﷺ خود تشریف لاتے ہیں

''میرے پیر و مرشد لاثانی سرکار کی اجازت سے ہونے والی محافل ذکر میں آقائے نامدار حضور صلوٰۃ والسلام بذات خود تشریف لاتے ہیں''۔

(مخزن کمالات۔ ص ۳۰)

صرف لاثانی کی محبت ہی بخشش کیلئے کافی ہے

''جس سے لاثانی سرکار کی زیارت نہیں کی صرف سن کر ہی عقیدت محبت کرتے ہیں۔ ان کی بخشش کیلئے یہی کافی ہے''۔

(نوری کرنیں۔ ص ۲۰۹)

حضرت ابوطالب نے حضور ﷺ کی مدح میں قصیدے پڑھیں ان کی حفاظت اور محبت میں ہر مشکل کو خندہ پیشانی سے قبول کرلیں مگر ان کی پھر بھی نجات نہ ہو اور یہاں اس کی محض عقیدت سے نجات ہو جائے۔ یہ بالکل ''مرجۂ'' والا عقیدہ ہے کہ نجات کیلئے محض ایمان کافی ہے اب آدمی شراب پئے جوا کھیلے بس ایمان لے آیا بہت ہے۔ یہی عقیدہ ان غالیوں کا ہے کہ خواہ ہندو ہو یہودی ہو عیسائی ہو شرابی ہو چور ہو ڈاکو ہو زانی ہو مگر لاثانی کا عقیدت مند ہو تو بس نجات کیلئے کافی ہے۔

لاثانی سرکار جنت کی سند دیتے ہیں

صوفی صاحب کا ایک غالی مریدان کی مدح سرائی یوں کرتا ہے

مریدوں کو بچاتے ہی نہیں فقط فکر قیامت سے
جنت کی سند دے کر تسلی بھی کراتے ہیں
(لاثانی کرنیں۔ ص:۱۰۲)

صوفی صاحب شہنشاہ اعظم

شہنشاہ اعظم سخی سلطان لاثانی سرکار محبوب خدا ہیں اور محبوب مصطفی ﷺ بھی ہیں"۔
(نوری کرنیں۔ ص:۳۰۶)

قارئین کرام! ہم نے آپ کے سامنے ماقبل میں اس شخص کا اصلی چہرہ اور کردار خود اس فرقے اور خود صوفی صاحب کی تصنیفات کی روشنی میں رکھ دیا اس سب کے بعد اب بھی صوفی صاحب کے اس دیو مالائی کردار کو بھی دیکھیں جو اس نے محض اپنی جھوٹی صوفیت کی دھاک بٹھانے کیلئے جھوٹی کہانیوں، خوابوں، کشف و کرامات کے سہارے ترتیب دی۔ ہم نے صوفی صاحب کا اصل کردار اور ان کے مریدوں کی طرف سے جھوٹی کرامتوں کا احوال آپ کے سامنے رکھ دیا۔ اب مرضی آپ کی ہے آپ بھی ان جھوٹی کہانیوں کی بھول بھلیوں میں کھو کر اپنی آخرت برباد کرتے ہیں یا غیر جانبدار ہو کر صوفی صاحب کے اصل کردار کا جائزہ لیتے ہیں۔

باب چہارم

فرقہ لاثانیہ مسعودیہ کے گمراہ کن عقائد

قارئین کرام ! اس باب میں ہم آپ کے سامنے ''لاثانی فتنے'' کے چند گستاخانہ وشرکیہ عقائد پیش کریں گے۔

صوفی مسعود کا دیدار خدا کا دیدار ہے (معاذ اللہ)

اس فرقے کے نزدیک صوفی مسعود'' خدا'' ہے اس لئے اس کا دیدار کرنا گویا خدا کا دیدار کرنا ہے۔ معاذ اللہ ملاحظہ ہو یہ عقیدہ:

کرن زیارت پیر اپنے دی آ گئے نے دیوانے

کردے نے دیدار خدا دا آج سارے ایس بہانے

(لاثانی کرنیں: ص ۱۷)

ایک اور جگہ ایک غالی مرید لکھتا ہے کہ:

کیوں فتووں سے گھبراتا ہے کیوں جھکنے سے شرماتا ہے

ہے مرشد مظہر ذات خدا سبحان اللہ سبحان اللہ

(لاثانی کرنیں: ص ۳۹)

ایک اور شعر ملاحظہ ہو:

تیری شان نرالی اے تیرا رتبہ عالی ہے

دیدار خدا دیدار تیرا اے لاثانی

(لاثانی کرنیں: ص ۶۵)

یہ شعر بھی پڑھیں:

دید تیری ہے قسم خدا دی، خالق دا دیدار

(لاثانی کرنیں: ص ۸۲)

صوفی مسعود کی صورت رب کی صورت ہے معاذ اللہ

یہ فرقہ مشبہ فرقے کی طرح اللہ کے لئے چہرہ ہاتھ وغیرہ بھی مانتا ہے چنانچہ اس فرقے کا ایک غالی اپنے پیر کے متعلق لکھتا ہے کہ:

صورت تیری صورت رب دی۔ (لاثانی کرنیں: ص ۵۱) کتنا شرکیہ عقیدہ ہے۔

بندہ خدا کا عین بن جاتا ہے

''عبدالکریم جیلی اپنی تصنیف انسان کامل میں لکھتے ہیں۔اوراس تجلی سے
خدا تعالی اپنے بندوں سے اسماء وکلام کرتا ہے پھر وہ بندہ بغیر جہت کے
کلام کوسنتا حکمت کے ساتھ ہوتا ہے نہ کہ کان سے پھراس کوکہا جاتا ہے کہ
تو میرا حبیب ہے،تو میرا محبوب ہے،تو میری مراد ہے،تو میرا نور ہے،تو
میرا عین ہے،تو میری زینت ہے،تو میرا کمال ہے،تو میری ذات،تو
میری صفات،میں تیرا اسم،میں تیری رسم،میں تیری علامت،میں تیری
نشانی ہوں''۔(میری مرشد۔ص:۴۸)

صوفی مسعود لاثانیوں کا قبلہ ہے

اس فرقے کا عقیدہ ہے کہ سوائے پیر کا نام لینے کے انہیں کسی وظیفے کی ضرورت نہیں نہ اللہ کے ذکر کرنے کی نہ درود شریف کی۔ان کا سب سے افضل ذکر صوفی مسعود کا نام لینا ہے اور یہی صوفی مسعود ان کا قبلہ بھی ہے اس لئے وہ اسی صوفی کی طرف رخ کر کے اپنا سر جھکاتے ہیں معاذ اللہ ملاحظہ ہو:

چھوڑ دے سارے ورد وظیفے بس پیر دا نام پکا لئے
پیر دے درنوں جان کے قبلہ اپنا سیس جھکا لئے
سب عملاں دی جان سمجھ کے ایہوا کوعمل کما لئے
جے رب نوں ہے راضی کرنا اپنا پیر منا لئے
(لاثانی کرنیں۔ص۲۰)

صوفی کا مرید کہتا ہے کہ سارے وظیفے ذکروازکار چھوڑ دو جبکہ رب کا قرآن کہتا ہے کہ:

یاایھا الذین امنوا اذکر وا اللہ ذکرا کثیرا (احزاب:۴۱)

پھر آپ جتنے بھی مشائخ گزرے ہیں ان کے معمولات دیکھ لیں سب نے اللہ کے ذکر و درود شریف کی تلقین کی مگر لاثانی فتنے کا یہ نرالہ طریقہ تصوف ہے کہ سارے ورود وظیفے چھوڑ کر صرف لاثانی کا نام پکارو سچ کہا کہ بداعمالیاں آدمی سے خیر پر عمل کی قوت سلب کر لیتی ہے۔یہ لاثانی فرقے کی بدبختی ہے کہ ان کی زبان پر ہر اللہ وقت اور اس کے رسول ﷺ کا نام قرآن کی تلاوت کی جگہ پیر صاحب کا نام رہتا ہے۔

پیر لاثانی کا نام ''اسم اعظم''

اسم اعظم سمجھ کے میں یارو
پیر و مرشد کا نام لیتا ہوں
(لاثانی کرنیں: ص ۲۷)

جبکہ حدیث میں آتا ہے کہ اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم اسم اعظم ہے (تفسیر ابن کثیر۔ج: ۱۔ص ۲۵۵) ان بدبختوں پر خدا کی کوئی ایسی پھٹکار ہے کہ جب تک قرآن و حدیث کے مخالف کوئی بات نہ کر دیں ان کا کھانا ہی ہضم نہیں ہوتا

صوفی مسعود لاثانی کے آستانے کی زیارت کرنے والا حج اکبر کرنے والا ہے (معاذ اللہ)

ماضی میں آپ نے مرزا بشیر الدین قادیانی کے یہ الفاظ سنے ہونگے کہ مکہ مدینہ کی چھاتیوں کا دودھ خشک ہو گیا ہے اس لئے حج کرنے کے لئے اب قادیان تشریف لایا کریں قادیانوں نے قادیان کی زیارت کو نفلی حج کہا تھا مگر یہ بدبخت اپنی گمراہی میں ان سے بھی دو ہاتھ آگے نکل گئے اور صوفی کے گمراہی کے اڈے یعنی آستانے کی زیارت کرنے والے کو حج اکبر کرنے والا کہا گیا معاذ اللہ:

تیرا ذکر عبادت ہے تیری یاد بندگی ہے
میرا تو حج اکبر تیرے در کی حاضری ہے
(لاثانی کرنیں: ص ۴۴)

ہزار حج کا ثواب

اس فرقے کا عقیدہ ہے ک صوفی مسعود کا دیدار کرنے سے ایک ہزار حج کرنے کے برابر ثواب ملتا ہے:

اج ھو گئے بیڑے پار مرشد آ گئے نے
ساڈے ہو گئے حج ہزار مرشد آ گئے نے
(لاثانی کرنیں: ص ۵۱)

لاثانی کی گلی کا ایک پھیرا سو (۱۰۰) حج کے برابر

ابھی آپ نے پڑھا کہ صوفی مسعود کے آستانے کی زیارت کا ثواب ایک ہزار حج کے برابر

ہے اب یہ بھی پڑھ لیں کہ جس گلی میں یہ آستانہ ہے ان حضرات کے نزدیک اس آستانے کا صرف ایک بار پھیرا کرنے سے سو حج کے برابر ثواب ملتا ہے معاذ اللہ:

مرشد کی گلی کا اک پھیرا سو حج کے برابر ہوتا ہے

(لاثانی کرنیں: ص ۱۴۱)

صوفی مسعود کا آستانہ خانہ کعبہ

آپ نے ابھی ملاحظہ فرمالیا کہ ان کے نزدیک صوفی صاحب اور ان کے آستانے کا دیدار حج کے برابر ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ غالی فرقہ صوفی مسعود کے آستانے کو اپنا خانہ کعبہ کہتی ہے ملاحظہ ہو ان کا گستاخانہ عقیدہ:

میتوں در تیرا خانہ کعبہ لگدا نقشبندی رنگ وچ آ قا رنگ دا

(لاثانی کرنیں: ص ۷۲)

لاثانی فرقے کا روحانی حج

قارئین کرام! حج اور عمرہ اسلام کے شعائر میں سے ہے حج ہر صاحب استطاعت پر زندگی میں ایک بار فرض ہے اللہ رب العزت کا ارشاد ہے کہ:

ولله على الناس حج البيت من استطاع اليه سبيلا (آل عمران۔۹۷)

اور اللہ کیلئے لوگوں کے ذمہ ہے اپنے گھر کا حج کرنا جسے طاقت ہو اس گھر تک راہ طے کر کے جانے کی۔

اسلام میں حج اور عمرہ ایک مخصوص عبادت ہے چنانچہ فقہ حنفی کی مستند کتاب میں ہے کہ:

"انه عبارة عن الافعال المخصوصه من الطواف والوقوف في وقته محرما بنية الحج سابقا"۔

(فتاویٰ عالمگیری۔ج ا۔ص:۲۸۰)

حج نام ہے افعال مخصوصہ کا یعنی طواف اور وقوف اپنے وقت میں احرام کی حالت میں پہلے سے حج کی نیت کرتے ہوئے۔

جس طرح نماز روزہ ایک مخصوص عبادت ہے اور اپنے مخصوص طریقے پر مخصوص اوقات میں ہی ادا ہوتی ہے اور کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں نے آج روحانی طور پر روزہ رکھ لیا یا نماز

پڑھ لی اسی طرح حج اور عمرہ بھی ایک مخصوص عبادت ہے نہ کہ کوئی روحانی کھیل تماشہ مگر لاثانیوں نے اپنے مذہب کے ماننے والوں کیلئے ایک عجیب حج وعمرہ نکالا ہوا ہے جسے وہ روحانی حج کہتے ہیں جس کا طریقہ یہ ہے کہ آپ کو بس صوفی صاحب سے عقیدت ہونی چاہیے اور پابندی سے صوفی صاحب کے آستانے کے چکر لگاتے رہے ہیں ایک نہ ایک دن یہ روحانی حج صوفی صاحب اور دیگر اولیاء اللہ کی سربراہی میں ہو ہی جائے گا۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

"مسعود آباد فیصل آباد والی ایک پیر بہن بیان کرتی ہیں کہ دوران ذکر مجھ پہ غنودگی طاری ہوئی اور میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور محفل میں رونق افروز ہو گئے اس کے بعد کثیر تعداد میں اولیاء کرام جن میں سے مجھے صرف سرکار حضرت سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ، داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ، لعلاں والی سرکار رحمۃ اللہ علیہ، میرے دادا پیر و مرشد قبلہ حضور ولی محمد شاہ صاحب المعروف چادر والی سرکار رحمۃ اللہ علیہ، قبلہ لاثانی سرکار کے نام مبارک یاد رہے، محفل میں تشریف فرما ہو گئے۔ نبی کریم ﷺ نے بہت کرم فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا محفل میں جو لوگ آئے ہیں ان سب کا حج قبول ہے اور کہہ دو کہ یہاں آ کر نمازیں پڑھا کریں توبہ و استغفار کیا کریں آپ کے اس فرمان مبارک سے نبی کریم ﷺ کی نظر میں ان محافل ذکر کی محبوبیت و مقبولیت کا اندازہ ہوتا ہے کہ آپ نے اس محفل میں آنے والوں کو حج کا ثواب عطا کیا"۔

(نوری کرنیں۔ص:۵۹)

صوفی صاحب کی ایک مریدنی اپنے خواب کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتی ہیں کہ:

"پھر اس کے بعد ایک مرتبہ روحانی طور پر میں عرض کرتی ہوں کہ میرا بھی دل چاہتا ہے کہ میں حج وعمرہ کرنے جاؤں تو اسی رات قبلہ لاثانی سرکار صاحب خواب میں تشریف لائے اور مجھے روحانی طور پر حج اور عمرہ کروایا"۔ (فیوض وبرکات۔ص:۱۰۷)

ایک اور مریدنی صاحبہ فرماتی ہیں کہ:

''صائمہ اقبال۔ حضرت چادر والی سرکارؒ صاحب کے ہمراہ لاثانی سرکار صاحب کی زیارت ہوئی پھر حضرت لاثانی سرکار صاحب نے روحانی طور پر ہی خانہ کعبہ کا حج کروایا''۔ (فیوض و برکات۔ص:۱۲۷)

ایک مرید صاحب فرماتے ہیں کہ:

''زاہد اقبال۔ حضرت سیدنا عمر فاروقؓ، حضرت سیدنا عثمان غنیؓ، حضرت سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویریؒ، حضرت سیدنا چادر والی سرکارؒ اور لاثانی سرکارؒ کی ایک ساتھ زیارت ہوئی پھر مرشد لاثانی سرکار نے حج کروایا''۔

(فیوض و برکات:ص۱۲۷)

شائد اسی خود ساختہ روحانی حج کی وجہ سے صوفی صاحب کے فرقے کے لوگ حقیقی حج کرنے کو ضروری نہیں سمجھتے چنانچہ اس فرقہ کے بانی صوفی لاثانی سرکار ایک مالدار آدمی ہونے کے باوجود ہماری معلومات کے مطابق اب تک حج کی سعادت سے محروم ہیں۔

لاثانیوں کی نماز

اس فرقے کا عقیدہ ہے کہ صوفی مسعود کو یاد کرنے سے نماز ادا ہو جاتی ہے اس لئے الگ سے نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں:

ہے یاد تیری نماز میری، میرا تو قبلہ ہے پیر خانہ

(لاثانی کرنیں:ص۸۳)

تمام انبیاء علیہم السلام کی توہین

آپ حضرات کے علم میں ہے کہ قیامت کے روز تمام انبیاء علیہم السلام پر اللہ کے جلال کی وجہ سے ایک خوف طاری ہوگا ساری مخلوق حساب کتاب شروع کرنے کیلئے انبیاء سے درخواست کرے گی مگر وہ انکار کر دینگے آخر میں محمد مصطفیٰ ﷺ کے پاس آیا جائے گا اور میرے پیارے آقا ایسے کلمات اللہ کی مدح و ثنا میں بیان فرمائیں گے کہ جس پر اللہ ان کو سوال کرنے کا کہیں گے۔ مگر اس غالی فرقے کا عقیدہ ہے کہ نہیں ایسے موقع پر جب ساری کائنات بشمول انبیاء کرام پر لرزہ طاری ہوگا تو ایک صوفی مسعود ہوگا ہے جس نے اپنا دربار لگایا ہوگا معاذ اللہ فرمائیں:

حشر نوں سب خلقت نے یار و رب دے کولوں ڈرنا اے
پیر میرے نے ہونا اتھے دربار لاثانی سجنا اے
(لاثانی کرنیں: ص۷۳)

صوفی مسعود جنت کا ٹھیکیدار ہے

اس فرقے کا عقیدہ ہے کہ جنت صوفی صاحب کے ہاتھ میں ہے اور یہ اپنے مریدوں کو جنت کے سرٹیفکیٹ دیتے ہیں:

مریدوں کو بچاتے ہی نہیں فقط فکر قیامت سے
جنت کی سند دے کر تسلی بھی کراتے ہیں
(لاثانی کرنیں: ص۱۰۲)

پیر قبر میں دستگیری کرتا ہے

اس فرقے کا عقیدہ کہ مرید خواہ کتنا ہی گناہگار کیوں نہ ہو پیر قبر میں آ کر اس کی دستگیری کرتا ہے صوفی صاحب لکھتا ہے کہ:

''کچھ لوگ تو بیعت کر کے یہ خیال کرتے ہیں کہ انہوں نے شیخ پر بہت بڑا احسان کیا ہے حالانکہ احسان تو ہر صورت میں شیخ کا ہی ہوتا ہے۔ جو مرید کے گناہوں کی معافی کرواتا ہے اور وقت نزع، قبر اور حشر میں بھی اس کی دستگیری کا ذمہ اپنے سر لے لیتا ہے''۔

(راہنمائے اولیاء مع روحانی نکات: ص۳۹)

پیر کا کام مرید کو ہر حال میں جنتی بنانا

''پیر کا پہلا فرض ہی یہ ہے کہ وہ اپنے مریدین کے ہر قسم کے گناہ معاف کروا کر جنتی بنا دے خواہ وہ (مرید) لوح محفوظ پر دوزخی ہی کیوں نہ ہو''۔

(راہنمائے اولیاء مع روحانی نکات: ص۶۸)

حالانکہ یہ محض صوفی صاحب کی گمراہانہ سوچ ہے اور مریدین کو اعمال سے بے نیاز کرنے کی گمراہانہ منصوبہ بندی ہے۔

حضرت مطرفؒ فرماتے ہیں کہ رب تعالیٰ کا کوئی قاصد میرے پاس آئے اور مجھے دخول

جنت یا دخول جہنم یا دوبارہ مٹی ہو جانے کا اختیار دے تو میں دوبارہ مٹی ہو جانے کو اختیار کروں گا"۔ (حلیۃ الاولیاء۔ ج۱:ص:۵۰۶)

حضرت مالک بن دینارؒ ایک بار اللہ کے حضور کھڑے ہو کر فرمانے لگے کہ اے اللہ! جب تو اولین و آخرین کو جمع کرے تو بوڑھے مالک بن دینار پر آگ حرام کر دینا۔ یہی کہتے کہتے صبح ہوگئی"۔ (حلیۃ الاولیاء: ج۱:ص:۲۶۶)

ہم نے یہاں صرف دو عبارتیں پیش کیں حلیۃ الاولیاء کتاب بزرگان دین کے اس قسم کے اقوال سے بھری پڑی ہے غور فرمائیں کہ وقت کے یہ بڑے بڑے اکابر اولیاء اللہ کے سامنے تو اس طرح لرزہ اندام ہو خوف خدا اور خشیت الٰہی سے ان پر لرزہ طاری ہو مگر صوفی لاثانی صاحب کا مذہب و مشرب ہی نرالا ہے لوح محفوظ پر لکھے ہوئے دوزخی کو بھی جنتی بنا دیتا ہے اور یہ نہیں کہ اس بیچارے کے توبہ تائب کروا کر نیک اعمال کروا کر اس کی یہ تقدیر بدلے بلکہ کہہ رہا ہے کہ پیر کہتے ہی اسی کو جو دوزخی کو جنتی بنا دے۔

قارئین کرام! آپ خود سوچیں کہ جب مریدوں کو اس طرح سوچ دی جائے تو کیا ان سے نیک اعمال کی توقع عبث نہیں؟ ہمیں سمجھ نہیں آرہی ہے کہ صوفی صاحب کوئی صوفی ہیں یا عیسائیوں کے پادری جو چند ٹکوں کے عوض بپتسمہ دے کر اپنے ماننے والوں کو جنت کے سرٹیفکیٹ تقسیم کر رہے ہیں۔ جب انسان اپنے بارے میں قطعی طور پر نہیں کہہ سکتا کہ آخرت میں اس کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا تو کسی دوسرے کے متعلق یہ دعویٰ کس طرح کیا جا سکتا ہے۔

فقراء اللہ کے نور سے پیدا ہوتے ہیں

صوفی صاحب کہتے ہیں کہ:

"فقراء چونکہ اللہ ہی کے نور سے پیدا ہوتے ہیں"۔

(راہنمائے اولیاء مع روحانی نکات: ص۱۶۰)

فقیر قادر ہوتا ہے

فقیر "قادر" (قدرت رکھنے والا، با اختیار ولی) ہوتا ہے"۔

(راہنمائے اولیاء مع روحانی نکات: ص۱۶۰)

قرآن تو رب کی شان بتلاتا ہے کہ ان اللہ علیٰ کل شیء قدیر یعنی اللہ ہر چیز پر قادر ہے مگر صوفی صاحب کا مذہب یہ اختیار فقیر کو دے رہا ہے۔

پکڑے ہوئے مردوں کی بخشش

''جہاں لاکھوں لوگوں کا (مردوں کے ایصال ثواب کی غرض سے) پڑھا ہوا کلمہ و ذکر (کلام الٰہی) نامنظور ہو جائے وہاں فقیر صرف اپنی ایک توجہ سے اس کو منظور و مقبول کروا دیتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ فقیر تو بغیر کچھ پڑھے بھی صرف اپنی ایک نظر (توجہ) سے سے ہی پکڑ میں آئے ہوئے (مردوں) کی بخشش بھی کروا سکتا ہے''۔

(راہنمائے اولیاء مع روحانی نکات: ص ١٦٩)

حالانکہ حضرت حذیفہ کو جب دفن کیا گیا تو اللہ کے رسول ﷺ نے صحابہ کے ساتھ مل کر دیر تک اللہ کی تسبیح و تکبیر بیان کی صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ﷺ نے کیوں تکبیر و تسبیح بیان کیا تو اللہ کے رسول ﷺ نے بیان فرمایا کہ اللہ کے اس بندے پر قبر تھوڑی تنگ ہو گئی تھی تو میں اللہ کی بڑائی بیان کرتا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالی نے اس پر آسانی فرما دی''۔

(مشکوۃ: ص: ٢٧)

تمام فقراء کے سردار کا عمل تو یہ ہے کہ ایک نظر سے نہیں بلکہ دیر تک صحابی کی بخشش کیلئے خدا کے حضور دست بدست کھڑے اس کی پاکی اور بڑائی بیان کر رہے ہیں مگر صوفی کہتا ہے کہ میں ایک نظر میں معاف کروا سکتا ہوں۔ پھر اولیاء اللہ کے سردار امتیوں کے گناہ معاف کروانے کیلئے تو اپنے رب کے حضور دست بدعا ہے مگر صوفی کے دعوے ہیں کہ یہ سب اس کے اپنے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔

عام آدمی کا قبر میں حال خراب

صوفی صاحب کہتے ہیں کہ:

''عام آدمی کا قبر میں جاتے ہی حال خراب ہو جاتا ہے لیکن جس کی نسبت کسی فقیر سے ہو جائے اس کا بیڑہ پار ہے''۔

(راہنمائے اولیاء مع روحانی نکات: ص ١٧٠)

غور فرمائیں کہ اگر عام آدمی کی نسبت حضور سے ہے قرآن سے ہے حدیث سے ہے مگر صوفی صاحب جیسے ٹھگوں سے نہیں اس کی حالت تو معاذ اللہ قبر میں جاتے ہی خراب مگر فقیر سے صرف نسبت ہو جائے پھر چاہے شراب پئے جوا کھیلے اس کا بیڑہ پار اس کا اور کیا مطلب لیا جائے کہ اب نہ قرآن پر ایمان ضروری نہ حضور ﷺ پر نہ اللہ کے دین پر بس کسی فقیر سے نسبت کر لو پھر ساری زندگی عیاشی کرو کوئی تم سے پوچھنے والا نہیں۔

اجر و ثواب فقیر کے ہاتھ میں

''اس کا اجر و ثواب مخصوص نہیں، فقیر اپنے اختیار (تصرفات) کی بدولت جتنا چاہے فیض عطا کر سکتا ہے''۔

(راہنمائے اولیاء مع روحانی نکات: ص ۱۷۲)

مگر رب کا قرآن تو کہتا ہے

وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ (بقرۃ۔۲۶۱)

اور اللہ اس سے بھی زیادہ بڑھائے جس کیلئے چاہے

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَّ اِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَ يُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا (النسآء: ۴۰)

اور اللہ ذرہ بھر ظلم نہیں فرماتا اور اگر کوئی نیکی ہو تو اسے دونی کرتا اور اپنے پاس سے بڑا ثواب دیتا ہے۔

مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗٓ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً (بقرۃ۔۲۴۵)

ہے کوئی جو اللہ کو قرض حسن دے تو اللہ اس کیلئے بہت گنا بڑھا دے۔

ان تمام آیات میں واضح کر دیا گیا ہے کہ نیک اعمال پر جتنا چاہے اجر بڑھا کر دے یہ خدا ہی کا مقام ہے جب اعمال خیر خدا کیلئے تو اجر بھی خدا ہی دے گا۔ مجھے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ لاثانی فرقے کے لوگ اپنا کوئی عقیدہ اپنانے سے پہلے قرآن پڑھتے ہیں اور پھر جو عقیدہ قرآن میں دیا گیا ہو اس کے متضاد عقیدے کو اپنانا اپنا جز ایمان سمجھتے ہیں۔

ایمان کی کوئی ضرورت نہیں

''جس کے دل میں فقیر کی محبت ہے خواہ اس کی زیارت بھی نہ کی ہو (کسی

مجبوری کی وجہ سے نہ مل سکا ہو) اس کی بھی بخشش ہو جائیگی"۔

(راہنمائے اولیاء مع روحانی نکات: ص ۱۷۴)

ابوطالب کے دل میں حضور ﷺ کی بچی محبت تھی مگر اس کے باوجود اس کی بخشش نہ ہو سکی۔

جب تک آستانہ لاثانی کے لنگر میں نہ ڈالو گے تقدیر نہ بدلے گی

"فیصل آباد کا ایک پیر بھائی جو کہ نہ صرف یہ کہ محافل میں حاضری دیتا ہے بلکہ محافل کے انتظامات بھی کرواتا تھا لیکن اس کے حالات خراب تھے۔اس نے کئی دفعہ دعا کے لئے کہا لیکن حالات بہتر نہ ہوئے تو میں نے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں عرض کی ایک رات میرے آقا حضور نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور فرمایا!" یہ محفلوں میں حاضری دیتا ہے ہم نے اسے جنت عطا کردی ،تم سے عقیدت رکھتا ہے اس وجہ سے اسے مقام ولایت بھی عطا کر دی لیکن کیا اس نے کوئی مالی خدمت بھی کی؟ کیا کبھی آستانے کے لنگر میں حصہ ڈالا؟ اگر نہیں تو پھر اس کی تقدیر کس طرح بدلے گی اور مال میں اضافہ کیونکر ممکن ہے؟"۔

(راہنمائے اولیاء مع روحانی نکات: ص ۱۹۰)

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تو ساری زندگی حضور ﷺ کی محفلوں میں بیٹھے رہے مگر پھر بھی آخر وقت تک آخرت کا ڈر لگا رہا مگر یہاں صوفی صاحب کی محفلوں میں بیٹھنے والوں کو جنت کی بشارتیں مل رہی ہیں اور عوام سے چندہ بٹورنے کی کاروباری سوچ تو دیکھیں کہ کس طرح اسے روحانیت کا غلاف چڑھایا جا رہا ہے کہ جنت بھی مل گئی ولی بھی ہو گیا مگر چونکہ اس کی جیب سے لاثانی صاحب کے اکاؤنٹ میں کوئی مال نہیں آتا اس لئے اس کی تقدیر کیسے بدلے۔حیرت ہے ایک طرف تو صوفی صاحب کا فرقہ کہتا ہے کہ ولی کو ہر سیاہ سفید کا اختیار ہے دوسری طرف یہاں خود اقرار کیا جا رہا ہے کہ ولی تو اپنی حالت بدلنے پر بھی قادر نہیں۔

روحانی اسمبلیاں اور سپریم کورٹ

"جس طرح اس (ظاہری) دنیا میں عدالتیں ہوتی ہیں۔اس طرح باطنی و روحانی دنیا میں بھی عدالتیں ہوتی ہیں اور جس طرح ملک کی اسمبلی ہوتی

ہے اور کسی بڑے اور اہم فیصلے کے لئے ارکان اسمبلی سے اظہار رائے کیلئے
ووٹ لئے جاتے ہیں اور جس فیصلے کے حق میں ووٹ زیادہ ہوں وہی
فیصلہ حتمی ہوتا ہے۔ اسی طرح اولیاء کرام اور فقراء کو بھی اپنی اپنی عدالتوں
میں اظہار رائے کا پورا پورا حق ہوتا ہے اور جس فیصلہ کے حق میں اولیاء
کرام یا فقراء کی اکثریت متفق ہو جائے وہی فیصلہ منظور ہو جاتا ہے۔ یہ
عدالتیں کئی قسم کی ہوتی ہیں۔

۱.....مقامی عدالت ۲.....ہائی کورٹ ۳.....سپریم کورٹ

(راہنمائے اولیاء مع روحانی نکات:ص)

جبکہ اللہ تو فرماتا ہے کہ:

لله غيب السموت والارض و اليه يرجع الامر كله (ھود آیت ۱۲۳)

اس آیت کی تفسیر میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفیؒ فرماتے ہیں کہ:

''اور (بندوں) کے تمام امور کا رجوع اسی کی طرف ہے آپ ﷺ کے
امور کا بھی اور ان کے امور کا بھی وہی آپ کا ان سے انتقام لے گا وہ جو
چاہتا ہے کرتا ہے اور جیسی اس کی مرضی ہوتی ہے حکم دیتا ہے''۔

(تفسیر مظہری۔ ج:۶۔ ص:۷۳)

جب آپ ﷺ کے جملہ امور کا رجوع بھی اللہ کی طرف ہے اور اللہ ہی آپ ﷺ کا کارساز ہے تو کسی اور کو یہ حق کس نے دیا کہ خدائی عدالت اور حاکمیت کے سامنے اپنی بوگس سپریم کورٹس بناتا پھرے کیا یہ State with in State کی باغیانہ سوچ نہیں جب ساری دنیا کے فیصلے تم لوگوں ہی نے کرنے ہیں تو پھر کیا خدا رب ذوالجلال کو معاذ اللہ تم نے معطل سمجھا ہوا ہے؟

دنیا کے بادشاہ کون تبدیل کرتا ہے

''اگر کبھی ظاہری دنیا کے بڑے فیصلے مثلاً کسی ملک کی حکومت (بادشاہ یا
وزیر اعظم وغیرہ) کو تبدیل کرنا مقصود ہو تو پھر ایسے معاملات کا فیصلہ
میرے آقا حضور ﷺ فقراء کی موجودگی میں فرماتے ہیں''۔

(راہنمائے اولیاء مع روحانی نکات: ص ۱۹۶)

اس کا مطلب ہے کہ دنیا میں جتنے فاسق فاجر ظالم گمراہ حکمران ہیں جنہوں نے اپنی بد اعمالیوں سے اس جنت کدہ کو جہنم بنا دیا ان سب کے ذمہ دار حضور ﷺ ہیں معاذ اللہ کہ انہی کے حکم سے تو یہ حکمران تبدیل ہوتے ہیں۔غور فرمائیں کتنی بڑی گستاخی کی جا رہی ہے۔

قبر میں کوئی پوچھنے والا نہیں

''سلسلہ عالیہ نقشبندیہ چادریہ کے سابقہ شجرہ شریف کے آخر میں اشعار میں لکھا تھا

قبر میں مجھ پر ہوں سوال آسان ولی محمد شاہ امام اصفیاء کے واسطے میرے دل کو یہ بات کچھ اچھی نہ لگی کیونکہ اس قدر مشاہدات کے بعد مجھے تو پختہ یقین ہو گیا تھا کہ جو میرے آقا کا معتقد ہو گیا منکر نکیر نے اسے پوچھنا ہی نہیں اور جب منکر نکیر نے حساب لینا ہی نہیں تو مشکل اور آسان کا سوالات کا ذکر کیسا؟''۔(مرشد اکمل: ص: ۷۰)

ایک جگہ صوفی مسعود احمد صاحب کا مرید لکھتا ہے کہ:

''محمد احسان صاحب (سرگودھا) عالم رویا میں دیکھا کہ میں مر چکا ہوں قبر کے اندر جب جاتا ہوں منکر نکیر سوال کرتے من ربک، من دینک، من رسولک میں عرض کرتا ہوں کہ مجھے علم نہیں میں تو قبلہ لاثانی سرکار کا مرید ہوں''۔(نوری کرنیں: ص: ۲۰۲)

قارئین کرام! ان جعلی پیروں فقیروں نے عجیب رسوائی کا طوق گلے میں پہن رکھا ہے کہ جب بھی کوئی بات کرینگے تو لازماً پہلے قرآن وحدیث کو دیکھیں گے اس کے بعد قرآن وحدیث میں جو بات آئی ہے اس کے خلاف بات کرینگے انہیں ہر حال میں یہ ثابت کرنا ہے کہ پیروں فقیروں کا حکم خدا پر چلتا ہے حتی کہ قبر میں بھی آکر دستگیری کرتے ہیں۔صوفی صاحب کی جماعت اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کرلیں کہ قبر میں سوال وجواب کرنے والے منکر نکیر ہوتے ہیں جس کا معنی خوفناک شکل والے وہ کسی خانقاہ کے مجاور اور کسی چنڈو خانے کے چرسی نہیں جو کسی پیر فقیر سے ڈر کر بھاگ جائیں۔آپ یہ بات اچھی طرح ذہن

نشین کر لیں کہ قبر میں ہر ایک سے سوال و جواب ہوگا (سوائے انبیاء علیہم السلام کے) جس نے درست جواب دیا تو اس کیلئے جنت اور جس نے غلط جواب دیا تو اس کیلئے جہنم کے ہتھوڑے چنانچہ خود حبیب پاک ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

"عن البراء بن عازب عن رسول الله ﷺ قال یاتیه ملکان فیجلسان فیقولان له من ربک فیقول ربی الله فیقولان له ما دینک فیقول دینی الاسلام فیقول ما هذا الرجل الذی بعث فیکم فیقول هو رسول الله فیقولان له وما یدریک فیقول قرات کتب الله فآمنت به فصدقت فذلک قوله یثبت الله الذین آمنو بالقول الثابت الایة قال فینادی منادی من السماء ان صدق عبدی فافرشوه من الجنة فیفتح قال فیاتیه من روحها و طیبها و یفسح له فیها مد بصره و اما الکافر فذکر موته قال ویعاد روحه فی جسده و یاتیه ملکان فیجلسانه فیقولان من ربک فیقول هاه هاه لا ادری فیقولان له ما دینک فیقول هاه هاه لا ادری فیقولان ما هذا الرجل الذی بعث فیکم فیقول هاه هاه لا ادری فینادی منادی من السماء ان کذب فافرشوه من النار والبسوه من النار والفتحو له بابا الی النار قال فیاتیه من حرها و سمومها قال و یقیض علیه قبره حتی تختلف فیه اضلاعه ثم یقیض له اعمی اصم معه مرزبة من حدید لو ضرب بها جبل لصار ترابا فیضربه بها ضربة یسمعها ما بین المشرق والمغرب الا الثقلین فیصیر ترابا ثم یعاد فیه الروح". (رواه احمد و ابو داود)

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مردے کے پاس دو فرشتے آتے ہیں وہ اسے اٹھا کر بٹھاتے ہیں اور اس سے پوچھتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ جواب میں کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ پھر فرشتے پوچھتے ہیں کہ تیرا دین

کیا ہے؟ وہ کہتا ہے کہ میرا دین اسلام ہے پھر وہ پوچھتے ہیں کہ جو شخص (خدا کی طرف سے) تمہارے پاس بھیجا گیا تھا وہ کون ہے؟ وہ کہتا ہے وہ خدا کا رسول ﷺ ہے۔ پھر فرشتے پوچھتے ہیں کہ تجھے یہ باتیں کہاں سے معلوم ہوئیں؟ وہ کہتا ہے کہ میں نے خدا کی کتاب پڑھی اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہی معنی ہے خدا کے اس قول کے یثبت اللہ الذین امنوا بالقول الثابت الآیۃ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ پھر ایک شخص آسمان سے پکارے گا کہ میرے بندے نے سچ کہا پس اس کیلئے جنت کا فرش بچھاؤ اور اسے جنت کا لباس پہناؤ اور اس کے واسطے جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دو۔ چنانچہ جنت کی طرف کا دروازہ کھول دیا جائے گا جس سے ہوائیں اور خوشبوئیں آئیں گی اور حد نظر تک اس کی قبر کشادہ کر دی جائے گی۔ اب رہا کافر تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی موت کا ذکر فرمایا اور اس کے بعد کہا کہ پھر کافر کی روح اس کے بدن میں ڈالی جاتی ہے اور اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اٹھا کر پوچھتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے ہاہا میں نہیں جانتا۔ پھر وہ پوچھتے ہیں کہ تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے کہ ہاہا میں نہیں جانتا۔ پھر وہ پوچھتے ہیں کہ وہ شخص کون ہے جو تم میں بھیجا گیا تھا؟ وہ جواب دیتا ہے کہ ہاہا میں نہیں جانتا۔ پھر ایک پکارنے والا آسمان سے پکار کر کہے گا یہ جھوٹا ہے اس کیلئے آگ کا فرش بچھاؤ اسے آگ کا لباس پہناؤ اور اس کے واسطے دوزخ کی طرف ایک دروازہ کھول دو۔ آپ نے فرمایا کہ دوزخ کی طرف سے اس کے پاس گرم ہوائیں اور لوئیں آتی ہیں۔ اور اس کی قبر اس کیلئے تنگ کی جاتی ہے یہاں تک کہ ادھر کی پسلیاں ادھر اور ادھر کی پسلیاں ادھر نکل آتی ہیں۔ پھر اس پر ایک اندھا بہرا فرشتہ مقرر کر دیا جاتا ہے جس کے پاس لوہے کا گرز ہوتا ہے (ایسا گرز) اگر اس کو پہاڑ پر مارا جائے تو وہ ریزہ ریزہ ہو جائے وہ اسے اس گرز سے مارتا ہے جس کی آواز مشرق سے مغرب تک تمام مخلوقات سنتی ہیں مگر انسان اور جن نہیں سنتے اور اس ضرب سے وہ ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے

اس کے بعد پھر اس کے اندر روح ڈالی جاتی ہے۔

اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ جو کوئی قانون الٰہی کے مطابق جواب دیگا نجات اسی کی ہوگی لا ثانیوں کی طرف سے اس قسم کے واقعات بیان کرنے کا مقصد صرف یہی ہے کہ جاہل عوام خدا کو بے بس سمجھ کر ان پیروں فقیروں کے آستانوں پر جمع ہو جائیں تا کہ ان پیروں کا کام دھندا یوں ہی چلتا رہے۔

اللہ والوں کے اختیارات

''اللہ والون کے اختیارات پر بات کرتے ہوئے ایک مرتبہ حضرت لا ثانی سرکار نے فرمایا'' اگر دنیا والوں کو فقراء کے اختیارات کا علم ہو جائے تو ڈر ہے کہ وہ مشرک نہ ہو جائیں۔ پھر فرمایا'' یہی بات میرے قبلہ حضرت چادر والی سرکارؒ نے بھی فرمائی اور جب آپ نے ایک درویش کو مردے زندہ کرنے کا اختیار عطاء فرمایا (حضور ﷺ کے عطا کردہ خزانوں میں کچھ حصہ دیا) تو فرمایا'' دیکھنا جی! شریعت محمدی ﷺ کا خیال رکھنا'' پھر فرمایا ''بابو جی! اگر ہم ذرا سا بھی کھل جائیں تو دنیا مشرک ہو جائے''۔

(مخزن کمالات: ص ۱۳)

اس عبارت کا اس کے سوا اور کیا مطلب ہے کہ بقول لا ثانی سرکار کے فقراء کو خدائی اختیارات حاصل ہوتے ہیں جس کو چاہیں زندگی دیں جس کو چاہیں مار دیں جس کو چاہیں اولاد دیں جس کو چاہیں عزت دیں اگر یہ لوگ اپنے اختیارات ظاہر کر دیں تو دنیا والے خدا کو چھوڑ کر معاذ اللہ ان کو خدا مان لیں اور یوں لوگ مشرک ہو جائیں۔ حالانکہ اگر اللہ چاہے اور صرف ان اللہ والوں کا بول و براز بند کر دے تو یہ اپنا بول و براز کھولنے پر قادر نہیں پھر یہ کہنا بھی کس قدر شرکیہ عقیدہ ہے کہ ایک درویش کو مردے زندہ کرنے کا اختیار دے دیا حالانکہ قرآن تو کہتا ہے کہ:

"اذ قال ابراھیم ربی الذی یحی و یمیت ". (البقرہ: آیت ۲۵۹)

اور جب کہا ابراہیم نے اے میرے رب جو زندہ کرتا ہے اور موت دیتا ہے

والله یحی و یمیت "۔ (آل عمران: آیت ۱۵۶)

اور اللہ ہی حیات دیتا ہے اور موت دیتا ہے

ان اللہ لہ ملک السموات والارض یحی و یمیت. (التوبہ: آیت ۱۱۶)

بے شک اللہ ہی کے لئے بادشاہی ہے آسمان وزمین کی اور وہی زندہ کرتا ہے اور موت دیتا ہے۔

ہم صوفی صاحب کے مریدین سے انتہائی ادب کے ساتھ درخواست کرینگے کہ قرآن کی کوئی ایک آیت، نبی کریم ﷺ کی کوئی ایک حدیث پیش کردیں جس میں ہو کہ اولیاء اللہ کو اتنے اختیارات ہیں کی اگر ظاہر کردیں تو دنیا مشرک ہو جائے اور زندگی موت ان کے ہاتھ میں ہے۔

پیر کو سجدہ کرنا جائز

کیوں فتووں سے گھبراتا ہے

ہر مرشد مظہر ذات خدا سبحان اللہ

(میرے مرشد: ص ۱۰۷)

حالانکہ شریعت محمدیہ میں سجدہ تعظیمی حرام ہے۔ صوفی صاحب کے ممدوح مولانا احمد رضا خان بریلوی نے سجدہ تعظیمی کی حرمت پر ایک پورا رسالہ "الزبدۃ الزکیہ" لکھا ہوا ہے۔

لاثانی مذہب میں پیر کا کیا فرض ہے؟

"حضرت چادر والی سرکار کا فرمان ہے کہ" پیر کا فرض ہے کہ وہ اپنے مرید کے پاس ہو وقت نزع، قبر میں منکر نکیر کے سوالات کے وقت تاکہ اسے گھبراہٹ نہ ہو اور پھر حشر میں ساتھ ہو"۔ (نوری کرنیں۔ ص: ۲۲۱)

لوح محفوظ پر اولیاء اللہ کی نظر

"لوح محفوظ اولیاء اللہ کے پیش نظر ہوتی ہے جسے دیکھ کر وہ لوگوں کی تقدیریں بتاتے ہیں اور فقراء کیلئے تقدیریں بدل دینا، زندگی بڑھا دینا، کوئی مشکل کام نہیں"۔ (مخزن کمالات: ص ۷۶)

یہ نظریہ بھی سراسر غلط ہے کہ اولیاء اللہ کی نگاہیں ہر وقت لوح محفوظ پر لگی رہتی ہیں چنانچہ جب فلاسفہ نے انبیاء علیہم السلام کیلئے یہی عقیدہ پیش کیا کہ انہیں غیب کا علم ہے کہ ان کی نگاہ لوح محفوظ پر لگی رہتی ہیں تو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا:

وزعموا ان النبی ایضا مطلع علی الغیب بهذا الطریق(ای لاتصاله باللوح المحفوظ و مطالعته)الی ا ن قال والجواب ان نقول بما تنکرون علی من یقول النبی یعرف الغیب لتعریف الله عز و جل علی سبیل الابتداء وکذا من یری فی المنام فنما یعرفه بتعریف الله او تعریف ملک من الملائکة فلا احتیاج الی شیء مما ذکرتموه فلا دلیل فی هذا .

(تہافت الفلاسفہ:ص۶۱)

ترجمہ: فلاسفہ کا یہ گمان ہے کہ نبی غیب پر اس طریقے سے بھی مطالعہ ہوتا ہے یعنی چونکہ لوح محفوظ کے ساتھ انکا تعلق ہوتا ہے اور وہ ان کے مطالع میں رہتا ہے(لہذا ان کو غیب معلوم ہوتا ہے)اس کے جواب میں ہم یوں کہتے ہیں کہ تم کس دلیل سے اس شخص کی بات کا انکار کرتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ نبی کو اللہ ابتداء غیب پر مطلع کرتا ہے اور اسی طرح نیند کی حالت میں خواب دیکھنے والے کو اللہ تعالی خود حقیقت حال پر مطلع کر دیتا ہے (نہ یہ کہ لوح محفوظ سے خود اخذ کرتا ہے)یا کوئی فرشتہ اس کو القاء کر دیتا ہے تمہارے مذکورہ طریقے (لوح محفوظ کے مطالعہ) کی مطلقا نہ کوئی ضرورت ہے اور نہ احتیاج اور نہ اس پر کوئی دلیل موجود ہے۔

آدمی مرد کامل کب بنتا ہے؟

''امام شعرانی فرماتے ہیں کہ ہم نے اپنے سید علی خواص سے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ'' ہمارے نزدیک اس وقت تک کوئی مرد کامل نہیں ہوتا جب تک کہ اپنے مرید کی حرکات نسبی کو جان نہ لے، یوم میثاق سے لیکر، اس کے جنت یا دوزخ میں داخل ہونے تک کو جان نہ لے''۔

(نوری کرنیں۔ص:۲۵۶)

جسے چاہے ولی بنادے جسے چاہے ولایت سے معزول کردے

صوفی صاحب لکھتے ہیں کہ:

''فقیر جسے چاہے ایک نظر سے ولی بنا دے (خواہ وہ دوزخی ہو)اور جسے چاہے ولایت سے معزول کردے اور جس کا چاہے مقام ولایت بھی سلب

کر سکتا ہے''۔(راہنمائے اولیاء مع روحانی نکات: ص۱۶۲)

ولی تقدیر مبرم کو بھی بدل سکتا ہے

''ولی تو صرف تقدیر معلق کو بدل سکتا ہے جب کہ فقیر اللہ کے عطا کردہ اختیارات سے تقدیر مبرم کو بھی بدل سکتا ہے''۔

(راہنمائے اولیاء مع روحانی نکات: ص۱۶۲)

باطنی نظام میں ردو بدل

''فقیر کو روحانی دنیا (باطنی نظام) کے قوانین میں ردو بدل کرنے کا اختیار بھی ہوتا ہے''۔(راہنمائے اولیاء مع روحانی نکات: ص۱۶۳)

جانور کو بھی جنت میں داخل کر دے

''فقیر اگر کسی جانور پر بھی نظر فرما دے تو اسے بھی جنت میں داخل کر سکتا ہے (اصحاب کہف کے کتے کی مثال سامنے ہے)''۔

(راہنمائے اولیاء مع روحانی نکات: ص۱۶۳)

جب فقیر کی اپنی مرضی ہوتی ہے تب مرتا ہے

''جب فقیر کی اپنی مرضی اور ارادہ ہوتا ہے تب وہ انتقال کرتا ہے''۔

(راہنمائے اولیاء مع روحانی نکات: ص۱۶۴)

حالانکہ موت زندگی دینا اللہ کے ہاتھ میں ہے کوئی امتی نہ تو اپنی مرضی سے جیتا ہے نہ مرتا ہے۔ یہ صرف نبی ﷺ کی خصوصیت ہے کہ جب حضرت عذرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا یہ ملک الموت ہے اور آپ سے اجازت مانگتے ہیں آپ سے پہلے انہوں نے کبھی کسی سے اجازت نہیں مانگی اور نہ آپ کے بعد کسی آدمی سے اجازت مانگیں گے کیا آپ ان کو اجازت دیتے ہیں آپ ﷺ نے ان کو اجازت دی۔

(سیرت حلبیہ۔ج:۶۔ص:۵۰۹)

فقیر کا قد

''فقیر جب قیام کی حالت میں کھڑا ہوتا ہے تو سدرۃ المنتہیٰ تک اس کا قد

پہنچتا ہے جس مقام پر فرشتوں کے بھی پر جلتے ہیں، وہاں سے فقیر کی پرواز کی ابتداء ہوتی ہے''۔(نوری کرنیں۔ص:۴۴۷)

فرشتوں کا اعلان (کتاب میں یہی عنوان ہے)

''دنیا والو! سن لو جس کسی نے بھی حضور میاں صاحبؒ سے محبت کی اس کا نہ قبر میں کوئی حساب کتاب ہے اور نہ ہی حشر میں کوئی حساب کتاب ہوگا''۔(مرشد اکمل۔ص:۱۰۵)

دنیا کا نظام لاثانی کے پیر کے ہاتھ میں

''ملتان میں چادر والی سرکارؒ ہیں اس وقت تمام نظام ان کے ہاتھ میں ہے''۔
(مرشد اکمل۔ص:۱۱۷)

کئی موتیں

''ایک درویش تھے، ان کا انتقال ہوگیا تھا جی، پردہ فرمانے کے بعد جب وہ جسم سمیت دنیا میں آئے تو ان کے ایک جاننے والے نے انہیں پہچان لیا اور حیران ہوکر عرض کرنے لگا۔حضور آپ یہاں کیسے؟ آپ تو پردہ فرما چکے تھے اور میں نے تو خود آپ کے جنازہ میں شرکت بھی کی تھی۔تو انہوں فرمایا!

''چھوڑو جی اس بات کو ایسی موتیں تو ہمیں کئی بار آچکی ہیں''۔
(مرشد اکمل۔ص:۱۴۰)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

لاثانی فرقے کے گستاخانہ وغیر شرعی عقائد وعبارات

گستاخانہ عبارات

حضرت نوح علیہ السلام کی توہین

صوفی صاحب ایک حدیث بیان کرتے ہیں کہ:

''حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوذرؓ کو دوران تعلیم فرمایا اے ابوذر ؓ! جس طرح تم زمین پر اکیلے چلتے ہو، فرد ہوتے ہو، اسی طرح ذات باری تعالیٰ بھی اپنی ذات میں فرد ہے اور صاف ستھری اشیاء کو پسند کرتا ہے۔ اے تو میرے غم وفکر سے واقف ہے کہ میں کس چیز کا مشتاق ہوں۔ صحابہ کرامؓ نے بارگاہ نبوی میں ﷺ میں عرض کی حضور ﷺ آپ ہی فرمادیں تو آپ ﷺ نے فرمایا'' آہ آہ'' میں اپنے رفقاء کی ملاقات کا بہت مشتاق ہوں۔ جو میرے بعد ہونگے اور جن کی شان مثل انبیاء کی ہوگی اور وہ اللہ کے نزدیک شہداء کا مرتبہ پائیں گے، یہ لوگ اپنے مادر پدر اور بھائی بہنوں اور اپنی اولاد سے دور بھاگیں گے اور اللہ تعالیٰ سے واسطہ قائم کر لیں گے یہ لوگ اپنے مال ومتاع سے بے پرواہ ہوں گے اور اسے بھی چھوڑ دینگے اور اپنے سرکش نفوس کو عاجزی سے بدل دینگے پہلے وہ مجذوب ہونگے اور ان کے دل اللہ تعالیٰ کی محبت سے پر ہونگے اور ان کا طعام اللہ کا ذکر ہوگا اور ان کا کام اللہ تعالیٰ خود ہی کرتا جائیگا جب کوئی ان میں سے مرض میں مبتلا ہوگا تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا بیمار ہونا ہزار سال کی عبادت سے بہتر ہوگا۔ اے ابوذرؓ تم چاہتے ہو تو اور بیان کروں؟۔ انہوں نے بارگاہ نبوی ﷺ میں عرض کی کیوں نہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا! ان میں سے ایک کی موت اللہ کے نزدیک ایسی ہوگی جس طرح آسمان والوں میں سے کوئی مر گیا ہو''۔ پھر فرمایا اے ابوذرؓ اگر تم چاہتے ہو تو اور بیان کروں انہوں نے بارگاہ نبوی میں عرض کیا۔ ہاں یا رسول اللہ اور بیان فرمائے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر ان میں سے کوئی اپنے کپڑوں کی جوں مارے گا

تو اللہ کے نزدیک وہ ایسا ہوگا گویا اس نے ستر حج اور عمرے کئے اور ان کیلئے ایسا ثواب ہوگا کہ انہوں نے گویا چالیس غلام آزاد کئے اور فرض کرو کہ وہ غلام بھی حضرت اسمٰعیلؑ کی نسل سے ہیں اور ہر غلام کی قیمت بارہ ہزار دینار ہو۔ پھر فرمایا! اے ابوذرؓ! اگر تم کہو تو اور بیان کروں۔ انہوں نے بارگاہ نبوی ﷺ میں عرض کی ہاں یا رسول اللہ! تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان میں سے جب کوئی اہل محبت ذکر کریگا اور سانس لے گا تو ہر سانس کے بدلہ میں ان کے کھاتے میں ہزار ہزار درجات لکھے جائینگے پھر فرمایا اے ابوذرؓ اگر تم چاہو تو اور بیان کروں تو انہوں نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ ﷺ۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر کوئی ان میں سے جبل نبات کے نیچے دو رکعات نماز پڑھے گا تو اسے حضرت نوحؑ کی ہزار سال کی زندگی کا ثواب عطا ہوگا پھر فرمایا اے ابوذرؓ اگر تم چاہو تو اور زیادہ بیان کروں؟ انہوں نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ ﷺ کیوں نہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا اگر ان میں سے کوئی ایک تسبیح کرے گا تو وہ بروز حشر اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے بہتر ہوگا کہ اس کے بدلہ میں اس کے ہمراہ دنیا کے پہاڑ سونے اور چاندی بن کر پھرا کرینگے پھر فرمایا اے۔ ابوذرؓ اگر تم چاہو تو اور زیادہ بیان کروں تو انہوں نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ ﷺ کیوں نہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا جب کوئی ان میں سے ایک دوسرے پر نظر ڈالے گا گویا اس نے اللہ کو دیکھا اور جو انہیں خوش کرے گا گویا اس نے اپنے رب کو خوش کیا اور جو انہیں کھانا کھلائے گا گویا اس نے اپنے رب کو کھانا کھلایا پھر فرمایا اے ابوذرؓ اگر تم چاہو تو اور زیادہ بیان کروں تو انہوں عرض کی ہاں یا رسول اللہ ﷺ آپ نے فرمایا بارگاہ نبوی ﷺ میں عرض کی ہاں یا رسول اللہ ﷺ تو آپ نے فرمایا جو گناہگار اپنے گناہوں پر اصرار بھی کرتے ہوں گے جب ان کے پاس بیٹھ کر اٹھیں گے تو وہ بھی اپنے گناہوں سے پاک ہو جائیں گے"۔

(رہنمائے اولیاء مع روحانی نکات: ص: ۱۴۴۔۱۴۵)

میرے مرشد: ص:۱۶۴۔۱۶۵، نوری کرنیں ۱۱۸۔۱۱۹)

پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ حدیث نہیں بلکہ صوفی صاحب کی پیٹ کی پیداوار ہے نبی کریم ﷺ کی حدیث ہے کہ جو مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولے اس نے اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالیا صوفی صاحب اور اس کی جماعت میں اگر ہمت ہے تو اس حدیث کو صحیح ثابت کرو اور منہ مانگا انعام وصول کریں۔ جب حدیث جھوٹی ہو تو اس میں بیان کردہ فقیروں کے فضائل بھی جھوٹے ہیں۔ پھر یہ حدیث جھوٹ ہونے کے ساتھ ساتھ کئی گستاخیوں پر مشتمل ہے مثلاً اس میں فقراء کی شان کو انبیاء کی شان کے مثل بتایا گیا ہے حالانکہ تمام مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ امتی انبیاء کی شان تو کیا صحابہ کے گھوڑوں کے سموں سے نکلنے والی دھول کے برابر بھی نہیں ہو سکتے۔ اس کے بعد اس میں حضرت نوحؑ کی بھی شدید توہین کی گئی ہے کہ جبل نبات کے پاس نماز پڑھنے والے کو حضرت نوحؑ کی ہزار سال کی عبادت کا ثواب ملتا ہے حالانکہ میرے پیارے آقا ﷺ نے فرمایا کہ:

"لاتسبوا اصحابی فلو ان احدکم انفق مثل احد ذھبا ما بلغ مد احدھم ولا نصیفہ" (مسلم جلد۲: ص:۳۱۰)

میرے صحابہ کو برا بھلا مت کہو اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا بھی (اللہ کی راہ) میں خرچ کر دے تو ان کے ایک سیر جو کو نہیں پہنچ سکتا اور نہ اس کے عشر عشیر کو۔

پھر یہاں تک گستاخی کی گئی کہ فقراء کے دیکھنے والوں کو خدا کو دیکھنے کے برابر کر دیا گویا فقراء کو خدا بنا دیا گیا معاذ اللہ۔

حضور ﷺ کا علم دوسرے انبیاء کے واسطے سے تھا

"کائنات کی تخلیق میں سب سے پہلا علم، علم لدنی ہے جو کہ دراصل روحانی علم ہی ہے۔ یہ وہی علم ہے جس کا فرشتوں کو علم نہ تھا لیکن اللہ تعالی نے حضرت آدمؑ کی روح کو ہی اس سے نواز دیا تھا۔ یہ علم انبیاء کرام کے ذریعہ کائنات میں وجہ تخلیق کائنات، آقا کل، حضرت محمد مصطفی ﷺ تک پہنچا"۔ (مخزن کمالات۔ ص:۸)

اللہ انسان میں سما جاتا ہے

''یہ حقیقت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ حدیث قدسی کے عین مطابق اپنے بندے کی آنکھ، کان، ہاتھ، پاؤں اور زبان میں سما جاتا ہے''۔

(مخزن کمالات: ص:۱۶)

معاذ اللہ یہ رب کریم کی شدید گستاخی ہے کہ وہ کسی انسان کے ہاتھ پاؤں میں سما جائے۔ اللہ کی ذات جسم اور کسی مقام میں سمانے سے پاک ہے۔

قرآنِ پاک کی توہین

''تمہارا رخ میرا قرآن خواجہ چادر والے''۔ مرشد اکمل: ص:۸)

حضرت عزرائیل علیہ السلام کی توہین

صوفی صاحب اپنے متعلق لکھتے ہیں کہ:

''رات کا ایک بجا تھا ہم اپنے بستروں پر لیٹ گئے خوف سے بتیاں نہ بجھائیں تقریباً دس منٹ بعد میرے دائیں طرف ایک نورانی جسم نمودار ہوا میں نے اس نورانی وجود کو سر سے پاؤں تک غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ حضرت عزرائیلؑ ہیں۔ آپ شکل انسانی میں تھے اور جسم مکمل سفید نور تھا میں تو ایک دم گھبرا گیا کہ ابھی موت آگئی۔ انہوں نے میرے دل کی طرف اپنا ہاتھ بڑھانا شروع کیا ابھی ہاتھ میرے دل کی طرف بڑھا ہی تھا کہ میرے آقا شہنشاہ اعظم چادر والی سرکار پرواز کرتے ہوئے تشریف لائے اور میرے پاس پہنچ گئے سرکار کو دیکھ کر حضرت عزرائیل السلام نے اپنا ہاتھ واپس کیا اور میرے آقا کے سامنے باادب کھڑے ہو گئے آپ نے انہیں فرمایا

جانتے نہیں ہم نے اسے اللہ سے مزید زندگی لے کر دی ہے حضرت عزرائیلؑ نے کہا۔ جی جی پھر سرکار نے مجھے سرزنش کرتے ہوئے فرمایا بابو جی جب ہم نے آپ سے کہا تھا کہ فکر نہ کرو تو آپ کا دل قرار کیوں نہ پکڑا۔ میرے دل میں بھی فرشتے کو دیکھ کر خیال آگیا تھا کہ بس اب وقت

ختم ہو چکا ہے لیکن اگلے ہی لمحے اپنے آقا کا فرمان یاد آ گیا کہ آپ نے یہ بھی تو تسلی فرمائی تھی کہ اگر میری روح قبض بھی ہو گئی تو آپ کی نظر کرم سے دوبارہ واپس ہو جائیگی۔ پھر آپ حضرت عزرائیلؑ سے مخاطب ہوئے

"دیکھو جی اب جب بھی اللہ کا حکم ہو (یعنی میری موت کا وقت آئے) تو سیدھے ہی اس کے پاس نہ چلے آنا مجھ سے پوچھ کر ادھر کا رخ کرنا"

حضرت عزرائیلؑ نے فرمایا۔ "جی بالکل جی بالکل" پھر سرکار نے فرمایا۔ 'اب جاؤ جی آپ کا یہاں کیا کام ہے"۔

(مرشد اکمل: ص ۸۵۔۸۶)

قارئین کرام! اس واقعہ کو بار بار پڑھیں اللہ کی کس قدر توہین پر مشتمل ہے کہ اللہ رب العزت حضرت عزرائیل علیہ السلام کو ایک انسان کی روح قبض کرنے کے لئے بھیجتے ہیں تو فوراً ان صاحب کے پیر صاحب آ جاتے ہیں اور اللہ کے حکم کو کالعدم قرار دے دیتے ہیں، پیر صاحب کہتے ہیں کہ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میں نے اس کی زندگی بڑھا دی تو حضرت عزرائیلؑ فوراً اس طرح جی جی کرنے لگ جاتے ہیں جیسے ایک سرکاری ملازم اپنے افسر کے سامنے، جب معلوم تھا کہ زندگی بڑھا دی تو روح قبض کرنے آئے ہی کیوں تھے؟ گویا اللہ کا حکم تھا کہ قبض کرو مگر پیر صاحب کا حکم تھا کہ قبض نہ کرو، اللہ کا حکم ٹالو تو بھی خیر نہیں، پیر صاحب کا حکم نہ مانو تو بھی خیر نہیں، اب بیچارے عزرائیلؑ اللہ کا حکم پا کر روح کھینچنے آتے ہیں تو رنگے ہاتھوں پکڑے جاتے ہیں اور جی جی شروع کر دیتے ہیں غور فرمائیں آخر یہ بد بخت کیا نقشہ پیش کر رہے ہیں۔ پھر بدبختی کی انتہاء دیکھو کہ پیر صاحب کہتے ہیں کہ اب کی بار جب اللہ حکم دیں تو یوں ہی نہ چلے آنا بلکہ پہلے میرے پاس آنا، مجھ سے اجازت لینا معاذ اللہ۔ گویا اللہ اب اتنا مجبور و لاچار ہو چکا ہے کہ اپنے فیصلے نافذ کرنے کے لئے لاثانی صاحب کے پیر کا محتاج ہو گیا ہے، خدا تو حکم دے کہ روح قبض کر لو اور لاثانی کا پیر بولے کہ ہرگز نہیں معاذ اللہ۔ خدا کون ہوتا ہے یہ حکم دینے والا، پہلے میرے پاس آنا اگر میری اجازت ہو تو پھر روح قبض کرنا استغفر اللہ۔

آخر میں ایک اور بات بھی عرض کرنا چاہیں گے کہ اس عبارت سے کم از کم اتنا تو ثابت ہوا

کہ صوفی صاحب کے پاس نہ تو موت وحیات کا اختیار ہے نہ ہی علم غیب رکھتے ہیں ورنہ فرشتے کے آنے پر اتنا نہ گھبراتے اور نہ ہی اپنے پیر صاحب کی تسلی کو بھولتے۔

پھر صوفی صاحب نے اپنے پیر کو "شہنشاہ اعظم" کہا حالانکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ:

اخنی الاسماء یوم القیامة عند الله رجل یکنی ملک الاملاک

قبیح ترین ناموں میں سے قیامت کے دن اس شخص کا نام ہوگا جسے شہنشاہ کہا جائے۔

ایک حدیث میں ہے کہ ایسا نام رکھنے والے پر سب سے زیادہ غضب ہوگا اس لئے کہ **لا ملک الا الله**، اللہ کے سوا کوئی بادشاہ نہیں۔ (مشکوۃ۔ ج:۲۔ص:۴۲۱)

نبی کریم ﷺ گالی دیتے ہیں۔ معاذ اللہ

"میرے آقا حضور ﷺ پرواز کرتے ہوئے تشریف لائے آپ نے
اسے زوردار تھپڑ مارا اور جلال میں فرمایا
کتے! تو جانتا نہیں کہ کس کو تنگ کر رہا ہے، یہ ہمارا بیٹا ہے تو ہمارے بیٹے کو
تنگ کر رہا ہے"۔ (مرشد اکمل: ص ۱۵۲)

میرے دوستو! اس گستاخی کو ملاحظہ کریں وہ ذات جس کے بارے میں رب فرماتا ہے کہ ہم نے آپ کو سارے جہاں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا، وہ ذات جو اپنے امتیوں کو یہ حکم دے کہ کسی مسلمان کو گالی دینا فسق ہے، ارے جس ذات کے بارے میں اماں عائشہؓ فرمائیں کہ حضور ﷺ نہ تو فحش گوئی کرنے والے تھے نہ لعنت کرنے والے تھے، جس ذات نے ساری زندگی اپنے کسی بڑے سے بڑے دشمن کو کوئی گالی نہ دی اس ذات کی طرف گالی کی نسبت کرنا کس قدر کھلی ہوئی توہین ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"اگر کسی کو گالی دینے میں کوئی بھلائی اور عبادت ہوتی تو ابو جہل اور ابو لہب کو گالی دینا جو نصوص قرآنی کے مطابق ملعون ومطرود آدمی ہیں اس امت کا وظیفہ ہوتا اور اس کے ضمن میں بہت سی نیکیاں حاصل ہوتیں۔ گالی دینے میں کونسی بھلائی ہے کہ جو کہ بے حیائی اور برائی کو شامل نہیں"۔

(مکتوب ۲۴۔ دفتر سوم)

حضور ﷺ روضہ منورہ کو چھوڑ کر فیصل آباد آرام فرمانے آتے ہیں

''محمد حسین نقشبندی صاحب (نور پور، فیصل آباد) آستانہ عالیہ پر حضور ﷺ اور حضرت علی المرتضیٰؓ کی زیارت ہوئی اور فرمایا ''ہم اکثر اس جگہ آتے اور آرام فرماتے ہیں''۔ (فیوض و برکات: ص ۱۳۲)

قارئین کرام! نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک کے بارے میں خود آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ:

ما بین بیتی و منبری روضة من ریاض الجنة (مشکوۃ۔ ج:۱۔ص:۲۵۲)

جب حضور ﷺ کی قبر مبارک کی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے تو نبی ﷺ کو کیا ضرورت آن پڑی کہ جنت کو چھوڑ کر فیصل آباد کی بدبودار گلیوں میں لاثانی کے آستانے پر آتے ہیں وہ بھی آرام کرنے، گویا معاذ اللہ حضور ﷺ اپنی قبر مبارک میں، جو مدینے میں ہے، بے آرام ہیں یا وہاں انہیں کوئی آرام کرنے نہیں دیتا تو اکثر لاثانی کے آستانے پر تشریف لاتے ہیں۔

لاثانی کا پیر پیچھے سے بھی دیکھتا ہے۔

لاثانی اپنے پیر کے متعلق کہتا ہے کہ:

''میرے آقا پیچھے بھی اسی طرح دیکھتے ہیں جس طرح آپ آگے موجود اشیاء اور لوگوں کو دیکھتے ہیں''۔ (مرشد اکمل: ص ۱۶۶)

حالانکہ اہل علم جانتے ہیں کہ یہ میرے پیارے آقا ﷺ کا معجزہ ہے کہ وہ پیچھے بھی اسی طرح دیکھتے جس طرح اپنے آگے دیکھتے ہیں۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی توہین

قرآن پاک میں ارشاد ربانی ہے:

''قیامت کے روز ہم ہر گروہ کو اس کے امام کی طرف سے بلائیں گے۔ (بنی اسرائیل۔ ۷)

ایک مرتبہ عالم رؤیا میں ایک مجلس پاک دیکھی جس میں عام لوگوں کے علاوہ اہل سلسلہ علماء

کرام اور اولیاء بھی تشریف فرما ہیں۔حضرت امام ابو حنیفہ اور قبلہ لاثانی سرکار بھی محفل پاک میں تشریف فرما ہیں۔حضرت امام ابو حنیفہ نے لاثانی سرکار کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے تمام اہل سلسلہ سے مخاطب ہو کر فرمایا :

''تمہارے امام یہ لاثانی سرکار ہیں''۔

(نوری کرنیں :ص ۲۰۲)

گویا امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی امامت منسوخ ہے اور بقول لاثانیوں کہ قرآن کی اس آیت کی رو سے قیامت کے روز لاثانی سرکار کی امامت میں لوگوں کو اٹھایا جائیگا۔معاذ اللہ۔

نبی ﷺ سے پہلے لاثانی کی قدم بوسی کرو

''ذوالفقار صاحب (فیصل آباد) بیان کرتے ہیں آستانہ عالیہ پر محفل پاک ہو رہی تھی اسی دوران میں نے دیکھا کہ یہ محفل یہاں نہیں بلکہ روضہ رسول ﷺ پر ہو رہی ہے اور ہم سب بھی وہاں محفل میں موجود ہیں میں نے دیکھا کہ محفل میں حضور نبی کریم ﷺ،حضرت قبلہ ولی محمد شاہ صاحب المعروف
چادر والی سرکار اور قبلہ لاثانی سرکار بھی محفل میں تشریف فرما ہیں۔
میں نبی کریم ﷺ کی قدم بوسی کرنے لگتا ہوں تو آپ ﷺ ہٹ جاتے ہیں اور آپ نے ارشاد فرمایا پہلے اپنے آقا کے قدم چومو''۔

(نوری کرنیں :ص ۶۱)

گویا نبی کریم ﷺ پر لاثانی کو ترجیح حاصل ہے۔

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی توہین

☆ ''فردوس صاحب نے دیکھا کہ آستانہ عالیہ پر ہونے والی محفل حقیقت میں مدینہ منورہ میں ہو رہی ہے''۔

(فیوض و برکات :ص ۱۲۷)

☆ ''محمد ارشد صاحب (لاہور) نے محفل ذکر کو روحانی طور پر

مدینہ شریف میں دیکھا''۔(فیوض و برکات: ص ۱۲۸)

☆ ''غلام عباس صاحب۔حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ،حضرت غوث الاعظم سرکارؒ، بابا نور شاہ ولی، اور حضرت داتا علی ہجویریؒ کی حضرت لاثانی سرکار کے ہمراہ زیارت ہوئی، محفل خانہ کعبہ میں نظر آئی''۔

(فیوض و برکات: ص ۱۳۰)

☆ ''رفیع صاحب (فیصل آباد) دوران ذکر محفل کو خانہ کعبہ میں دیکھا اور درود شریف پڑھتے وقت مشاہدہ کیا کہ محفل روضہ رسول ﷺ پر ہو رہی ہے اور سفید نور کی بارش ہو رہی ہے''۔(فیوض و برکات: ص ۱۳۲)

☆ ''محمد یٰسین صاحب دو مرتبہ حضور ﷺ کی محفل میں زیارت ہوئی اور دیکھا کہ خانہ کعبہ میں محفل ہے''۔(فیوض و برکات: ص ۱۳۴)

پہلے تو محفل خانہ کعبہ میں ہو رہی تھی اب خود خانہ کعبہ محفل میں چلا آیا معاذ اللہ۔

در مرشد اساں پہچان لیا اس درنوں کعبہ جان لیا
جس در تے ساڈا حج ہووے اوودر کناں لاثانی اے

(نوری کرنیں: ص ۲۲)

قارئین کرام! وہ مقامات متبرکہ جو کہ وحی الٰہی اور نزول قرآن مجید اور فرقان حمید سے آباد رہے اور جن میں کہ جبرائیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام نے آمد و رفت رکھی اور جن سے فرشتے اور ارواح طیبہ آسمان کو چڑھتے اور جن کے میدان رب جلیل کی تسبیح و تقدیس سے گونجتے ہیں اور جس سرزمین کی خاک پاک افضل الانبیاء، سید البشر، خیر البشر، امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کو مشتمل ہے اور جس مقام سے عالم میں دین الٰہی اور سنت نبوی پھیلی ہے اور جو آیات الٰہی اور عبادات کی درسگاہ بنی ہے اور فضائل و حسنات کے مشہد و براہین و معجزات کے مستقر اور مسلمانوں کے مناسک اور سید المرسلین، شفیع المذنبین، خاتم النبیین ﷺ کی مسکن رہی ہے اور جس جگہ چشمہ نبوت جاری اور اس کا دریا موجزن ہوا ہے اور جہاں کہ رسالت نازل ہوئی اور جس سرزمین کی مٹی کو سیدنا نبی کریم ﷺ کے چھونے کا شرف حاصل ہوا ہے اس جگہ کیلئے یہی مناسب ہے کہ اس کے میدانوں کی تعظیم و توقیر کی جائے اور اس مقام مقدس کی ہوائیں سونگھی جائیں اور اس کے درودیوار کو بوسہ دیا جائے مگر

افسوس کہ آج لاثانی فرقے کے یہ لوگ مقدس مقامات کی قدر مسلمانوں کے دل سے مٹانے کیلئے در پردہ ان جھوٹے خوابوں کی بنیاد پر فیصل آباد میں صوفی مسعود کے آستانے اور اس میں ہونے والی محفل جس میں بے پردہ عورتوں کی بھرمار، ناچ گانے، قوالیاں ہوتی ہیں، گناہوں کی اس محفل کے بارے میں یہ باور کرایا جارہا ہے کہ یہ محفلیں گویا فیصل آباد میں نہیں بلکہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں ہورہی ہیں۔

جس مدینے کی مٹی کے بارے میں امام مالکؒ کا یہ فتویٰ ہے کہ جو کہے کہ مدینے کی مٹی کی کوئی وقعت نہیں اس کی گردن اڑادو اور اس پر کوڑے برساؤ ارے جس مٹی میں انبیاء کے سردار مدفون ہیں یہ کہتا ہے کہ اس کی کوئی وقعت نہیں (الشفاء۔ ج:۲۔ص:۳۶)

ہائے افسوس آج اس بابرکت شہر کی برکتوں کا نزول کہاں ثابت کیا جارہا ہے۔ اگر مرزا قادیانی کا لڑکا مرزا بشیرالدین یہ کہے کہ

"یہ بالکل درست ہے کہ یہاں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ والی برکات نازل ہوتی ہیں حضرت مسیح۔۔ بھی فرماتے تھے

زمین قادیان اب محترم ہے　　　　ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

(منصب خلافت۔ص:۶۶ مطبوعہ اللہ بخش پریس قادیان)

تو سب کی آنکھیں نکل آئیں کہ ہائے گستاخی کردی مگر یہاں صوفی صاحب کے خلاف کسی کی حرارت ایمانی جوش میں نہیں آتی، کسی کو لب کشائی کی جرات نہیں اس لئے کہ یہاں ڈر ہے کہ کہیں ہمارے خلاف لاثانی صاحب پرچہ نہ کٹادے؟ کہیں لاثانی کے غنڈے ہمیں گولی کا نشانہ نہ بنادے؟ مگر اے باطل تو لاکھ ہماری زبان کاٹ دے اس دل کو چھلنی بنادے مگر میں حق بیان کرنے سے باز نہیں رہوں گا

داڑھی کی توہین

قارئین کرام! داڑھی نبی کریم ﷺ کی پیاری سنت ہے آپ کا ارشاد گرامی ہے کہ مشرکین کی مخالفت کرو مونچھیں کترواؤ اور داڑھی بڑھاؤ۔ ایک مٹھی داڑھی رکھنے کو علماء نے واجب کہا ہے۔ دیگر سنتوں کی طرح اس سنت کی ادنیٰ تحقیر بھی نبی کریم ﷺ گستاخی شمار ہوگی۔ آئے ملاحظہ فرمائیں کہ لوگوں نے کس طرح اس پیاری سنت کی توہین کی ہے۔

''یہ جو تم نے اپنے چہروں پر ڈاڑھیاں لٹکائی ہوئی ہیں یہ ڈاڑھیاں نہیں
جھاڑیاں ہیں جو دکھاوے کے لئے چہروں پر سجا رکھی ہیں''۔
(مرشد اکمل: ص ۹۵)

داڑھی کو جھاڑیاں کہنا ڈاڑھی کی کس قدر توہین اور اس سے بے زاری کا اظہار ہے اور لٹکانا کتنا عامیانہ جملہ ہے۔

لاثانیوں کا عقیدہ داڑھی رکھنا سنت نہیں ہے

''مسلمان کو حضور ﷺ کی سنتوں پر عمل کرنا چاہئے لیکن ڈاڑھی ہی سب کچھ نہیں دین بہت وسیع ہے اگر ڈاڑھی ہی سب کچھ ہوتی تو علامہ اقبالؒ اور قائداعظم ولی نہ ہوتے کہ اولیاء انہیں ولی کہتے ہیں۔ڈاڑھی کی سنت کو پورا نہ کرنے والا ایک سنت کو پورا نہیں کر رہا لیکن ہم اسے تارک سنت نہیں کہہ سکتے کیونکہ تارک سنت وہ ہوتا ہے جو سنت کو نہ مانے اور اس سے انکار کرے یا گستاخی کرے''۔(میرے مرشد: ص ۱۴۳)

ہم نے ہرگز یہ نہیں کہا کہ داڑھی ہی سب کچھ ہی لیکن اسکا یہ مطلب کہاں کہ دین کی وسعت کا بہانہ بنا کر سنتوں پر عمل ہی ترک کر دو کل کو آپ کی طرح کوئی کہہ دے کہ نماز ہی سب کچھ نہیں دین بہت وسیع ہے تو خود اندازہ لگائیں اس دین کا حلیہ کس طرح بگڑ جائیگا، علامہ اقبالؒ اور قائداعظم کا ادب اپنی جگہ لیکن کونسے ولیوں نے ان دو افراد کو اولیاء اللہ میں شمار کیا ہے؟ پھر جہالت کی انتہاء دیکھیں کہ داڑھی نہ رکھنے والا تارک سنت نہیں داڑھی کا انکار کرنے والا تارک سنت ہے حالانکہ اس جاہل کو اتنا بھی پتہ نہیں کہ انکار کرنے والا منکر سنت ہے کم سے کم لغت میں انکار اور ترک کے معنیٰ ہی دیکھ لیتے۔ایم ٹی طاہر صاحب کی چونکہ خود داڑھی نہیں اور وہ تھری پیس سوٹ میں گھومتے ہیں اس لئے انہوں نے خود پر ولایت کا لیبل چسپاں کرنے کے لئے یہ خود ساختہ تاویلیں شروع کر دیں۔انہی گمراہ کن تعلیمات کا نتیجہ ہے کہ آپ سالانہ مجلس ان لوگوں کی دیکھ لیں مشکل سے دس افراد بھی ایسے نہیں ملیں گے جن کے چہروں پر مکمل سنت کے مطابق داڑھی ہو۔

امہات المومنین کی توہین

''اس مقام پر حضور ﷺ بطور مرشد طالب حق کی تربیت فرماتے ہیں اور اسے قبول فرما کر پرورش کے لئے امہات المومنینؓ میں سے کسی ایک کے سپرد فرما دیتے ہیں حضور ﷺ کی ازواج مبارکہ کو ''امہات المومنین'' بھی اسی نسبت سے کہا جاتا ہے کہ عالم باطن میں بھی حضور ﷺ اس ''معصوم نوری بچہ'' کو اپنی جانب سے ایک نام عطا فرماتے ہیں پھر وہ روحانی دنیا میں اپنے ''باطنی نام'' سے ہی پکارا جاتا ہے۔ طالب حق (کئی سال) حضور ﷺ اور امہات المومنینؓ کی صحبت میں پرورش پاتا رہتا ہے یہاں ہمہ وقت ان کی قرابت اور حضوری میں رہنے کی وجہ سے پھر وہ ''معصوم نوری بچہ'' ''نوری حضوری'' بن جاتا ہے اور اسے حضور ﷺ کی جو قربت اور محبت نصیب ہوتی ہے وہ کسی دوسرے ولی کو حاصل نہیں ہوتی یہی وجہ ہے کہ اس مقام کو ولایت کبریٰ کے اولیاء کرام بھی سمجھنے سے قاصر ہوتے ہیں حضور ﷺ اور امہات المومنین کی گود (بارگاہ) میں پرورش پانے کی بدولت باطنی طور پر وہ اہل بیت میں شامل ہو چکا ہوتا ہے۔ اس لئے فقیر کو ''سید'' بھی کہا جا سکتا ہے۔

فقیر کی پرواز ابتداء عام طور پر چھٹے آسمان یا ساتویں آسمان سے شروع ہوتی ہے اور مرشد تربیت کے لئے ساتویں آسمان پر یا اس سے بھی اوپر موجود ہوتا ہے۔ جس مقام پر دیگر اولیاء کرام (قطب و غوث وغیرہ) کے مقام و مرتبہ کی انتہاء ہوتی ہے، وہاں سے فقیر کی پرواز شروع (ابتداء) ہوتی ہے پھر اس کو ترقی کر کے ساتویں آسمان پر لے جایا جاتا ہے''۔

(رہنمائے اولیاء مع روحانی نکات: ص ۱۵۲)

قارئین کرام! یہ حوالہ کئی گستاخیوں پر مشتمل ہے اولاً وہ امہات المومنین جو اپنی حیات میں کسی کے سامنے بے پردہ نہیں ہوئیں صحابہ فرماتے ہیں کہ جب ہمیں کوئی مسئلہ پوچھنا ہوتا تو پردے کے پیچھے سے پوچھتے ان کے متعلق یہ گستاخی کی جا رہی ہے کہ ایک غیر مرد جسے لاثانی

فقیر کہتا ہے انکی گود میں معاذ اللہ پرورش پاتا ہے کیا لاثانی صاحب مجھے اجازت دینگے کہ میں ان کی بیگم کی گود میں جا کر لیٹ جاؤں اور کہوں کہ میری پرورش کرو؟ پھر یہ عجیب ڈرامہ بنایا ہوا ہے کہ باطنی دنیا ظاہری دنیا حالانکہ یہ عقیدہ تو باطنی فرقہ کا ہے کہ قرآن کے ایک معنیٰ تو ظاہری ہیں اور ایک معنیٰ باطنی اور پھر اس باطنی معنیٰ کی بنیاد پر دین کا حلیہ بگاڑنا شروع کر دیتے یہی کام صوفی صاحب نے لگایا ہوا ہے امہات المومنین تمام مسلمانوں کی مائیں ہیں اس وجہ سے انہیں امہات المومنین کہا جاتا ہے جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہے کہ:

النبی اولیٰ بالمومنین من انفسهم وازواجه امهاتهم

(الاحزاب. ۶)

پھر انہیں صرف باطنی دنیا کی مائیں کہنا اور وہ بھی صرف فقراء کی کس قدر ان کی مادرانہ شفقت کو محدود کرنا ہے پھر یہ کہنا کہ فقراء یعنی مومنین کی مائیں۔ گویا صوفی صاحب کے نزدیک مومنین صرف فقراء ہوتے ہیں باقی سب کافر منافق ہیں؟ پھر اس ڈرامے کا سہارا لے کر کس طرح ایک دم سے صوفی صاحب ''سید'' کی مسند پر جا کر بیٹھ گئے کہ اس طرح اسے سید بھی کہا جاتا ہے بھائی یہ شریعت ہے یا ابا جی کی حساب کتاب کی کاپی کہ جو چاہے کہتے پھرو نبی کریم ﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ جو اپنے ماں باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف نسبت کرے تو اس پر تمام جہاں والوں کی لعنت ہے۔ پھر حضور ﷺ کی تربیت تو زمین پر ہو اور زمین سے ساتویں آسمان کی طرف پرواز کریں مگر یہ صوفی کہتا ہے کی فقیر کی پرواز کی تو ابتداء ہی ساتویں آسمان سے ہوتی ہے۔ اور اس کا مرشد ساتویں آسمان سے بھی اوپر ہوتا ہے بھائی کہاں ہوتا ہے کیا عرش پر؟ صاف صاف کیوں نہیں کہتے؟

صوفی مسعود احمد لاثانی سرکار حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گستاخ

نام نہاد صوفی لاثانی نا مسعود احمد کی تنظیم کے ترجمان رسالے **''ماہنامہ لاثانی انقلاب''** میں کاتب وحی صحابی رسول ﷺ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گستاخی بایں الفاظ کی جاتی ہے کہ:

''حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزید کو اپنا جانشین نامزد کر کے

اسی اصول دین کی خلاف ورزی کی تھی''

(ماہنامہ لاثانی انقلاب انٹرنیشنل: دسمبر ۲۰۱۰، ص ۸)

معاذ اللہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کو''اصول دین'' کا مخالف کہنا کتنی بڑی جسارت ہے؟ صوفی صاحب خود تو دین کے تمام اصولوں پر کاربند اور اللہ کے نبی ﷺ کا صحابی اصول دین کا مخالف ہو؟

حضور ﷺ کا ظاہر خیالی پیالہ

ایم ٹی طاہر صاحب لکھتے ہیں کہ:

''لیکن آج ہم مسلمانوں نے آنحضور ﷺ کی سیرت اور آپ کے مزاج یعنی کل کو چھوڑ کر جز پر توجہ مرکوز کر لی ہے۔ ہم نے دودھ (حضور کا کردار و عمل) تو نظر انداز کر دیا البتہ خالی پیالے (وضع قطع) کی آرائش و زیبائش پر توجہ مرکوز کر لی''۔ (میرے مرشد۔ص: ۱۱۰)

العیاذ باللہ، استغفر اللہ حضور ﷺ کے ظاہر کو خیالی پیالہ کہنا بدترین شقاوت قلبی نہیں تو اور کیا ہے؟ حضور ﷺ کا ظاہر بھی حضور ﷺ کی سیرت ہی کا حصہ ہے مگر نہ معلوم انہیں حضور ﷺ کے ظاہر سے ایسی کیا دشمنی ہے؟۔

روضہ رسول ﷺ کی توہین

''نذر حسین (منصورہ آباد، فیصل آباد) بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے مرشد پاک کے صدقے بڑا کرم فرمایا مجھے آستانہ عالیہ کی عظمت دکھائی گئی۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ قبلہ حضور لاثانی سرکار کے حجرہ مبارک کے اوپر روضہ رسول بنا ہوا ہے۔ فرشتے سبز گنبد کو سجا رہے ہیں میں عرض کرتا ہوں کہ یہ آپ کس کے لئے کر رہے ہیں ارشاد ہوا کہ جشن عید میلاد النبی ﷺ کی محفل آ رہی ہے اس لئے ہم یہ سجا رہے ہیں''۔

(نوری کرنیں۔ص: ۱۹۳)

کعبہ شریف کی توہین

''ایک رات قبلہ لاثانی سرکار خواب میں تشریف لائے اور آپ نے فرمایا

کہ کیا کعبۃ اللہ میں بیعت ہونا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کی کہ جی حضور اس گناہ گار کی یہی خواہش ہے۔آپ نے فرمایا کعبہ کو یہاں نہ بلالیا جائے۔آپ کا یہ فرمانا تھا کہ میں نے دیکھا کہ کعبہ شریف حاضر ہے پھر میں نے بیعت اللہ میں آپ کے دست حق پر بیعت کی''۔

(نوری کرنیں:ص:۲۹۵)

اللہ کے گھر میں ڈھول کی تھاپ

''روبینہ اشرف صاحبہ (فیصل آباد) سالانہ محفل بسلسلہ جشن ولادت لاثانی سرکار کی تیاریاں اپنے عروج پر تھیں کہ خواب میں دیکھا کہ ایک عظیم الشان جلوس جس کی قیادت پیرومرشد قبلہ لاثانی سرکار فرمارہے ہیں اور ڈھول کی تھاپ پر''اللہ ھو'' کا ورد ہورہا ہے۔یہ جلوس چلتے چلتے خانہ کعبہ شریف پہنچ گیا اور ایک بہت بڑے اسٹیج پر قبلہ لاثانی سرکار جلوہ افروز ہوئے اور محفل پاک لاثانی کا آغاز ہوا''سبحان اللہ'' جو محفل اللہ عزوجل کے گھر میں ہورہی ہو اس کی فضیلت واہمیت کا اندازہ کون کرسکتا ہے''۔

(نوری کرنیں۔ص:۴۰۴)

اولیاء اللہ کی توہین (انگریزی ولی)

''کافی عرصہ پہلے کی بات ہے کہ ایک دن میں خانیوال میں تھا۔دوپہر کا وقت تھا آرام کی غرض سے چارپائی پر لیٹ گیا ابھی چند منٹ ہی گزرے تھے کہ میں نے دیکھا (اس وقت میری آنکھیں بند تھیں لیکن میں جاگ رہا تھا) ایک بزرگ فضا میں پرواز کرتے ہوئے وہاں سے جارہے ہیں۔مجھے القاء ہوا کہ یہ قبلہ چادر والی سرکارؒ کے آستانہ عالیہ سے حاضری دے کر آرہے ہیں۔مجھے کی جانب کشش محسوس ہوئی۔اور میں ان سے ملنے کیلئے اٹھ کھڑا ہوا۔ مجھے دیکھ کر رک گئے اور میرے قریب آئے۔ میں نے دیکھا کہ وہ بزرگ کلین شیو تھے ان کا حلیہ بھی انگریزوں والا تھا۔ ایسا لگتا تھا وہ کسی مغربی ملک کے باشندے ہیں۔انہوں نے آتے ہی

مجھے سلام کیا اور ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو گئے پھر مجھے بتایا کہ میں چادر والی سرکار کے آستانہ عالیہ سے حاضری دے کر آ رہا ہوں۔ اسی وقت چادر والی سرکار کے آستانہ عالیہ کا نقشہ میری آنکھوں کے سامنے آ گیا اور میں نے دیکھا کہ وہاں پیر و مرشد حضور چادر والی سرکارؒ اور ان کے ہمراہ پیران پیر غوث الاعظم سرکارؒ بھی تشریف فرما ہیں۔ آپ نے میری طرف دیکھ کر اس انداز میں سر ہلایا جیسے آپ ان بزرگ کی بات کی تصدیق فرما رہے ہوں۔ (کہ انہوں نے سچ کہا ہے)

پھر میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کہاں جا رہے ہیں۔ تو انہوں نے بتایا کہ میں امریکہ جا رہا ہوں۔ اور صرف دو تین منٹوں ہی میں وہاں پہنچ جاؤں گا۔ ان کی بات سن کر مجھے بہت حیرت ہوئی کہ جہاں جہاز بھی کئی گھنٹوں میں پہنچتا ہے وہاں میرے آقا کا منظور نظر بندہ منٹوں، سیکنڈوں میں پہنچ جاتا ہے۔ پھر میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کو یہ مقام کیسے حاصل ہوا کہ آپ جسم سمیت پرواز کر کے لمحوں میں کہیں جا سکتے ہیں۔

انہوں نے جواب دیا مجھے حضرت چادر والی سرکارؒ نے ہی مسلمان کر کے پھر بیعت کیا اور پھر میرے باطن کو دیکھتے ہوئے آپ نے اپنی نظر کرم سے مجھے یہ مقام عطا فرمایا۔ آپ سرکارؒ نے مجھے یہ مقام خاص عطا کرنے کی وجہ بیان فرمائی اور فرمایا کہ ہم اس پورے علاقہ پر نظر ڈال کر کر دیکھا۔ (انتخاب کے لئے) لیکن تم ہمیں اس پورے علاقہ میں دوسروں کی نسبت زیادہ درد مند دل رکھنے والے (نرم دل) یعنی دوسروں کا دکھ درد اور پریشانیوں کو محسوس کر کے انہیں حل کرنے کی کوشش کرنے والے نظر آئے۔ اس کے علاوہ یہ بھی کہ تم رزق حرام نہیں کھاتے۔ اس لئے ہم نے تم پر یہ کرم کیا ہے۔

پھر وہ بزرگ مجھے کہنے لگے کہ مقام و مرتبہ تو آپ کا بلند ہے لیکن مجھے یہ طاقت پرواز اس لئے عطا کی گئی ہے کہ میری ڈیوٹی اس قسم کی ہے کہ مجھے کام کی وجہ سے بار بار آپ کے پاس آنا پڑتا ہے۔ ابھی جب میں یہاں

سے گزر رہا تھا تو مجھے کشش ہوئی اور ایسا محسوس ہوا کہ یہاں کوئی کامل ہستی موجود ہے۔ تو میں آپ کو سلام کرنے کیلئے حاضر ہوا تھا۔

اس کے بعد وہ مجھے ظاہری طور پر امریکہ لے کر گئے اور ہم نے یہ فاصلہ محض چند سیکنڈوں میں طے کرلیا۔ میں وہاں کافی دیر موجود رہا۔ میں نے دیکھا کہ وہ بزرگ وہاں کے ماحول میں انہی کی طرح رہن سہن اپنائے ہوئے ہیں لیکن اس کے باوجود وہ صاحب تصرف ولی تھے''۔

(مرشد اکمل۔ ص: ۱۳۵۔۱۳۶)

ایک اور جگہ لکھتا ہے کہ:

''ایک مرتبہ آستانہ پر چند ایسے آدمی آئے جس کا حلیہ انگریز والا تھا۔ نیکر شرٹ پہنے ہوئے ایسا لگتا تھا وہ کسی ملک کی سیاحت پر نکلے ہوئے ہیں۔ وہ پرواز کر کے آتے اور کسی کو آتے ہوئے دکھائی نہ دیتے اور آستانہ عالیہ کے قریب چند قدم پر ظاہر ہو جاتے اور نہ ہی جاتے ہوئے کسی کو نظر آتے''۔ (مرشد اکمل۔ ص: ۱۵۷)

جبکہ لاثانی سرکار کے ایک مرید لکھتے ہیں کہ:

طریقت و تصوف کی وضاحت کیلئے مرشد کریم جناب صدیقی لاثانی سرکار صاحب کا ظاہر میں پیش آنے والا ایک واقعہ ملاحظہ فرمائیں جو آپ سرکار نے خورشید ہاؤس لاہور میں ہونے والی ایک محفل میں اس طرح بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ میں (جناب صدیقی لاثانی سرکار صاحب) خانیوال میں تھا اور چارپائی پر لیٹا تھا کہ میں نے ایک بزرگ کو ہوا میں اڑتے دیکھا، مجھے ان کی جناب کشش کوئی اور محسوس ہوا کہ جیسے وہ حضور سیدنا چادر والی سرکار کے آستانہ عالیہ پر حاضری دے کر آرہے ہیں اور انہیں بھی میری جناب کشش محسوس ہوئی اور وہ زمین پر اتر آئے۔ وہ بزرگ کلین شیو تھے اور کسی یورپی ملک سے تعلق رکھتے تھے، سو فیصد انگریزوں والا حلیہ تھا۔ انہوں نے زمین پر اترتے ہی مجھے سلام کیا دست بوسی کی اور فرمایا کہ میں چادر والی سرکار کے آستانہ سے حاضری دے کر آرہا ہوں۔ میں (لاثانی سرکار

صاحب) نے باطنی طور پر نگاہ دوڑائی تو دیکھا کہ اس وقت آستانہ عالیہ ملتان شریف پر حضور سیدنا چادر والی سرکار اپنے حجرے میں تشریف فرما ہیں اور آپ کے ہمراہ حضور داتا صاحب اور غوث الاعظمؒ سرکار بھی تشریف رکھتے ہیں جبکہ کوئی ملاقاتی یا خادم نہیں اور سیدنا چادر والی سرکارؒ نے مجھے متوجہ پا کر تصدیق فرمائی کہ یہ درست کہہ رہے ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کو اتنا خاص مقام حاصل ہے کہ آپ لمحوں میں ظاہری پرواز کر کے کہیں بھی جا سکتے ہیں، اس کے باوجود آپ اتنی زیادہ عقیدت اور احترام سے میری دست بوسی کرر ہے ہیں۔ فرمانے لگے کہ حضور سیدنا چادر والی سرکارؒ کے مزار مبارک پر حاضری دینے کے بعد مجھے خانیوال کی جانب کشش محسوس ہوئی اور مجھے علم ہو گیا کہ اس وقت خانیوال میں کوئی کامل و مکمل ہستی موجود ہیں، اسی لئے میں سلام عرض کرنے حاضر ہوا۔ آپ سرکار (حضور سیدنا صدیقی لاثانی سرکار) کا مقام مجھ سے بہت زیادہ بلند ہے لیکن ظاہری پرواز کرنے کی طاقت مجھے اس لئے دی گئی کہ میری ڈیوٹی اس قسم کی ہے۔ میں (جناب صدیقی لاثانی سرکار صاحب) نے پوچھا کہ اگرچہ آپ کلین شیو ہیں۔ حلیہ، لباس، زبان اور چال ڈھال بھی انگریزوں والی ہے لیکن اس کے باوجود آپکو یہ ولایت کا اتنا بلند مقام کیسے عطا ہوا؟ انہوں نے فرمایا حضور سیدنا چادر والی سرکار کی نظر کرم سے مسلمان ہوا اور میرے باطن کو دیکھتے ہوئے مجھے یہ مقام عطا کیا گیا اور سیدنا چادر والی سرکارؒ نے بعد ازاں فرمایا کہ تم پر یہ کرم اس لئے کیا گیا کہ تم مجھے اس پورے علاقہ میں سب سے بہتر محسوس ہوئے اور مزید ارشاد فرمایا کہ آپ درد مند دل رکھنے والے ہیں اور دوسروں کی مشکلات دیکھ کر پریشان ہو جاتے ہیں۔۔۔۔ پھر وہ مجھے ظاہری طور پر امریکہ لے گئے یہ فاصلہ محض چند سیکنڈوں میں طے ہو گیا۔ ان کا حلیہ اور لباس انگریزوں والا تھا اور ایک ماڈرن شخص دکھائی دیتے تھے۔ میں (صدیقی لاثانی سرکار صاحب) وہاں کافی دیر جسمانی طور پر موجود رہا اور میں نے دیکھا کہ وہ مکمل طور پر مغربی ماحول میں گھلے ملے

ہیں ،لوگ آتے ہیں اور اپنے اپنے انداز میں ان سے مسائل حل کراتے
ہیں ۔کوئی خاتون اپنا کام ہو جانے کی خوشی میں ڈانس کی دعوت دے
دیتی ہے تو کوئی کھانے کی ،ان کی محافل ،گفتگو ،انداز سب کچھ ہی
ماڈرن اور انگریزوں والا ہی تھا لیکن اس سب کے باوجود وہ صاحب
تصرف ولی تھے ''۔(میرے مرشد ۔ص:۱۴۱۔۱۴۲)

یہ خود ساختہ واقعات اس بات کی دلیل ہے کہ صوفی مسعود احمد امریکہ اور انگریزوں کا ایجنٹ ہے ۔اور دین اسلام اور صوفیت کے نام پر ماڈرن اور میڈان امریکہ اسلام کا ورژن پاکستان میں پروموٹ کر رہا ہے ۔اس واقعات کا اس کے سوا کیا مقصد ہو سکتا ہے کہ تم بش ،ٹونی بلیئیر ،اوباما،کو برا بھلا مت کہو تمہیں کیا پتہ ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ صاحب تصرف ولی اللہ ہوں ۔معاذ اللہ ۔کلین شیو اللہ کے رسول ﷺ کا باغی ہے اور اللہ اور اس کے رسول کا باغی کبھی ولی اللہ نہیں ہو سکتا ۔صوفی صاحب کے ممدوح مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی لکھتے ہیں کہ:

'' داڑھی منڈانے اور کتروانے والا فاسق ملعون ہے اسے امام بنانا گناہ ہے فرض ہو یا تراویح کسی نماز میں اسے امام بنانا جائز نہیں حدیث میں اس پر غضب اور ارادہ قتل وغیرہ کی وعیدیں وارد ہیں اور قرآن عظیم میں اس پر لعنت ہے نبی ﷺ کے مخالفوں کے ساتھ اس کا حشر ہوگا''۔

(احکام شریعت ۔ج ۲۔ص:۱۸۹ اضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

آپ کے ممدوح تو کلین شیو کو فاسق ملعون ،بتا رہے ہیں آپ اسے ولی اللہ مان رہے ہیں ،آپ کے ممدوح اسے امام بنانے کو گناہ بتا رہے ہیں آپ نے ولی اللہ بنا دیا آپ کے ممدوح فتوی دیتے ہیں کہ ایسے شخص کا شمار نبی ﷺ کے مخالفوں کے ساتھ ہوگا آپ نے ایسے لوگوں کو شمار صاحب تصرف اولیاء اللہ میں کر دیا

این چہ بوالعجبی است

پھر ایک طرف تو لاثانیوں کا دعوی ہے کہ ان کے پیر و مرشد لاثانی سرکار کو ساری دنیا کی خبر حکومتیں اس کی مرضی سے چلتی ہیں مگر دوسری طرف جب اس نے کہا کہ دو تین منٹ میں امریکہ پہنچ جاؤں گا تو صوفی صاحب کو حیرت ہوئی !اس کا مطلب ہے کہ صوفی صاحب کو اپنے سامنے موجود آدمی کا بھی پورا علم نہیں تو ساری دنیا کا علم خاک ہوگا؟

پھر صوفی صاحب کے جھوٹ کو دیکھیں پہلے کہتا ہے کہ دو تین منٹ میں امریکا پہنچ جاتا ہے مگر لاثانی کو لیکر چند سیکنڈوں میں پہنچ جاتا ہے اسے کہتے ہیں

دروغ گو را حافظہ نہ باشد

پھر کہتے ہیں کہ وہ ولی امریکا جاکر انگریزوں ہی کی طرح حلیہ میں ان کی طرح رہن سہن اپنائے ہوئے ہے یعنی جس طرح انگریز اپنی معشوقہ اور ماں بہن کے درمیان کوئی امتیاز نہیں کر سکتے اس نام نہاد ولی کا بھی یہی حال تھا جس طرح شراب اور سور انگریز کے رہن سہن کا لازمی جز ہے ڈانس اور نائٹ کلبس وہاں کی ثقافت ہے ان تمام تر منکرات میں لاثانیوں کا وہ ولی برابر کا شریک رہتا۔ خدارا دل پر ہاتھ رکھ کر بتائیں کسی ولی کی اس سے زیادہ توہین ہو سکتی ہے؟۔ صوفی صاحب کچھ مولویوں کے ساتھ اپنی بحث کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

> ''اللہ و رسول ﷺ کے فیض و کرم سے متعلق بہت سے سوالوں میں سے چند سوال یہ بھی تھے کہ بغیر داڑھی والا ولی کس طرح ہو سکتا ہے؟ اور اسے حضور نبی کریم ﷺ یا مشائخ کاملین کی زیارت کس طرح ہو سکتی ہے جبکہ ان کے خیال میں وہ تارک سنت تھا میں نے قرآن و احادیث اور اقوال مشائخ سے ثابت کیا اور انہیں مطمئن کر دیا''۔
>
> (راہنمائے اولیاء۔ ص:۲۳)

صوفی صاحب ہمارا بھی آپ سے یہی سوال ہے کہ امید کرتے ہیں کہ آپ بھی ایف آئی آر کٹوانے، غنڈوں کے ذریعہ ہمیں دھمکیاں دینے کے بجائے قرآن و حدیث پیش کر کے ہمیں مطمئن کر دیں گے۔

جس کو وضوء نہ آتا ہو وہ ولی ہے

> ''قبلہ حضور جناب صدیقی لاثانی سرکار صاحب ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور سیدنا چادر والی سرکارؒ کے آستانہ عالیہ پر کئی مرتبہ انگریزوں کے حلیہ والے لوگ حاضری دیتے تھے جو اڑ کر آتے تھے اور آستانہ عالیہ کے قریب ہی ظاہر ہو جاتے تھے، اکثر اوقات خادمین ایسے لوگوں کو پہچان نہیں پاتے تھے مثلاً ایک مرتبہ اس طرح ہوا کہ چند اسی طرح کے اولیاء، جب تشریف

لائے تو انہوں نے قبلہ چادر والی سرکار سے ملاقات کی خواہش کا اظہار کیا۔ چونکہ خادمین کو ان کے متعلق علم ہی نہ تھا وہ ٹوٹی پھوٹی اردو بول رہے تھے۔ اور محسوس ہوتا تھا جیسے کچھ سیاح چلتے پھرتے آ گئے ہیں۔ خادمین ان سے کچھ سختی سے پیش آئے مثلاً جب وہ وضو کرنے لگے تو انہیں وضوء کا صحیح مسنون طریقہ نہ آتا تھا۔ اس پر خادمین نے انہیں ذرا سختی سے درست طریقہ بتایا لیکن بعدازاں جب سیدنا چادر والی سرکارؒ ان کے ساتھ نہایت محبت کے ساتھ پیش آئے تو احساس ہوا کہ کہیں یہ صاحب ڈیوٹی درویش تو نہیں؟ اور پھر جب وہ جانے لگے تو خادمین نے ان کے متعلق عرض کی اور علم ہوا کہ واقعی وہ صاحب ڈیوٹی درویش ہیں۔ خادمین نے ان کے پیچھے جانا چاہا کہ ان کی صحیح انداز میں خدمت کی جائے اور گستاخی کی معافی مانگی جائے تو سرکار نے ارشاد فرمایا کہ ان کے پیچھے جانے کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ وہ اڑ کر جا چکے ہیں''۔ (میرے مرشد۔ص: ۱۴۲۔۱۴۳)

مجھے تو پکا یقین ہے کہ یہ انگریز جنہیں وضو کا طریقہ بھی نہیں آتا کسی خفیہ ایجنسی کے ایجنٹ تھے اور چادر والی سرکار کو گورے آقا کا کوئی پیغام دینے آئے تھے ''صاحب ڈیوٹی درویش'' کی اصطلاح کافی کچھ بتا رہی ہے۔

ولی بھنگڑے ڈالتے ہیں

اے جشن ولادت ماہدن دا   اللہ نے حکم فرمایا اے
جشن پاک تے دیکھو دیوانے نچدے   ولیاں نے وی بھنگڑا پایا اے

(لاثانی کرنیں۔ص: ۵۷)

لاثانی کی طرف سے نبوت کا دعوی

'' آپ ﷺ ان ہستی کی جانب سے اشارہ فرما کر کہتے ہیں کہ یہ میرے بیٹے ہیں یہ صدیقی لاثانی سرکار (فیصل آباد) ہیں جس نے انکو (صدیقی لاثانی سرکار صاحب) مانا اس نے مجھے مانا جس نے اس کے ساتھ محبت کی اس نے میرے (حضور ﷺ) سے محبت کی جس نے ان سے انکار کیا یا

حسد کیا درحقیقت اس نے میرا انکار کیا''۔(نوری کرنیں۔ص:۴۱۲)

قارئین کرام! کیا یہ وہی دعویٰ نہیں جو مرزا قادیانی کرتا تھا کہ میرے آنے سے حضور ﷺ کے خاتم النبیین ہونے پر کوئی اثر نہیں پڑتا اس لئے کہ میں کوئی نیا نبی تو نہیں میں تو وہی ہستی ہوں جو آج سے ۱۴۰۰ سال پہلے عرب میں مبعوث ہوئے تھے آج یہی دعویٰ لاثانی کیلئے کیا جارہا ہے ہے کہ لاثانی سے انکار حضور ﷺ سے انکار ہے ان سے حسد حضور ﷺ سے حسد ہے ان سے محبت حضور ﷺ سے محبت ہے، کہیں لاثانی محمد رسول اللہ کے دعوے کی طرف پیش قدمی تو نہیں کررہے؟ پھر حضور ﷺ کا انکار کفر ہے گویا لاثانیوں کے ہاں لاثانی سرکار کا انکار کفر ہے، یعنی اب حضور ﷺ کی رسالت کے ساتھ ساتھ لاثانی کی رسالت پر بھی ایمان لانا ہوگا ورنہ ایمان کا کوئی فائدہ نہیں، میں کہتا ہوں کہ کیا یہ لاثانی کی نحوست تو نہیں اس لئے کہ لاثانی سے پہلے نجات کیلئے تما انبیاء علیہم السلام کے ساتھ حضور ﷺ کی رسالت پر ایمان لانا کافی تھا مگر اب لاثانی پر ایمان لانا بھی ضروری ہوگا اب نجات صرف حضور ﷺ کی رسات کے اقرار پر نہ ہوگی بلکہ لاثانی کی رسالت ونبوت کا بھی اقرار کرنا ہوگا۔

لاثانی کا ایک مرید لکھتا ہے کہ:

> ''اس بات کو خواہ آپ کوئی ہی رنگ دیں لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ حضور ﷺ کا شرح صدر چالیس سال کی عمر میں ہوا اور جناب لاثانی سرکار صاحب کو بھی چالیس سال کی عمر میں دل کی تکلیف والا معاملہ پیش آیا''۔(میرے مرشد۔ص:۴۶)

سب لوگ جانتے ہیں کہ ۴۰ سال کی عمر میں نبی پاک ﷺ نے اپنی نبوت کا اعلان کیا تھا الفاظ کے ہیر پھیر کے باوجود ہر صاحب عقل سمجھ سکتا ہے کہ اس عبارت میں صوفی مسعود کو کس منصب پر بٹھایا جارہا ہے۔

لاثانی سرکار کی بیعت انبیاء علیہم السلام کی بیعت

> ''سرکار مدینہ ﷺ اور انبیاء کرام پر ہی موقوف نہیں، حضور نبی کریم ﷺ کے اہل بیتؓ، ازواج مطہراتؓ، خلفائے راشدینؓ اور بزرگان دینؒ نے بھی حضرت لاثانی سرکار کے آستانہ عالیہ کو اپنا آستانہ عالیہ اور آپ کی بیعت کو

درحقیقت اپنی بیعت فرمایا"۔(فیوض و برکات۔ص:۲۵)

لاثانی کا چہرہ حضور ﷺ کا چہرہ

لاثانی کی ایک مریدنی کہتی ہے:

"آج سے تقریباً بارہ سال پہلے کی بات ہے کہ مجھے آقائے نامدار حضور ﷺ کی زیارت پاک کا بہت شوق تھا، دل چاہتا تھا کہ زندگی میں ایک مرتبہ سہی حضور پرنور ﷺ اپنا دیدار کرادیں، بے شک میرے آقا قارب و بعید کی سننے والے ہیں۔ قربان جاؤں آپکی شان کریمی پر ایک رات عالم رویا میں اپنا نورانی جلوہ دکھایا۔ آپ سرکار ﷺ مسکرا رہے تھے اور وہ مسکراہٹ اتنی دلنشین تھی کہ میرے قلب و ذہن پر نقش ہوگئی۔ آپ نے فرمایا!

"ہم محمد ﷺ ہیں"

اس کے بعد آپ سرکار تو تشریف لے گئے لیکر میرے دل پر رخ والضحیٰ کے انمٹ نقوش رہ گئے، آج بارہ سال گزرنے کے بعد بھی لگتا ہے، جیسے کل ہی کی بات ہے اب جب میں آستانہ عالیہ آئی اور آپ کی تصویر مبارک پر نظر پڑی تو بارہ سال پہلے کا خواب یاد آگیا کیونکہ یہ تو وہی چہرہ ہے جس میں آپ ﷺ نے مجھے اپنا دیدار کروایا تھا"۔

(فیوض و برکات۔ص:۹۷)

قارئین کرام! آپ لاثانی سرکار کی تصویر دیکھ لیں اس کے چہرے پر جو نحوست ٹپک رہی ہے آقا ﷺ کے چہرہ مبارک کو لاثانی کے چہرے کی طرح کہنا حضور ﷺ کی کھلی توہین ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توہین

"حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کی جانب سے خاص کرم فرمایا گیا، باطنی خلافت عطا فرمائی گئی اور آپ کے آستانہ کو اپنا آستانہ فرمایا نیز آپ کو الذوالفقار کے تصرفات عطا فرمائے گئے، نیز ارشاد فرمایا کہ جس کا یہ (صدیقی لاثانی سرکار) مولا اس کا علی مولا"۔

(میرے مرشد۔ص:۵۶)

لاثانی فرقہ کی مروجہ بدعات

قارئین کرام! اللہ رب العزت کے نبی ﷺ نے شرک کے بعد جس چیز کی سب سے زیادہ مذمت وہ میری معلومات کے مطابق "بدعت" ہے۔ چنانچہ حضرت پیارے آقا ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ:

"قال قال رسول الله ﷺ المدينة حرام ما بين عير الى ثور فمن احدث فيها حدثا او اوى محدثا فعليه لعنة الله والملآئكة والناس اجمعين لا يقبل الله منه صرف ولا عدل "۔

(مشکوۃ۔ ج ا۔ ص: ۲۳۸۔ بخاری۔ ج ۲۔ ص: ۱۰۸۴۔ مسلم۔ ج ا۔ ص: ۱۴۴)

آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ مدینہ منورہ مقام عیر سے لیکر مقام ثور تک حرم ہے سو جس نے اس میں کوئی بدعت ایجاد کی یا کسی بدعتی کو پناہ دی تو اس پر اللہ تعالیٰ کی اور فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت ہو نہ تو اس کی فرضی عبادت قبول کی جائے گی نہ ہی نفلی۔

غور فرمائیں یہ سخت ترین الفاظ اور وعید کس کی زبان مبارک سے نکل رہے ہیں؟ جس کا لقب ہی رحمۃ للعالمین ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ

من وقر صاحب بدعة فقد اعان على هدم الاسلام "۔

(مشکوۃ۔ ج ا۔ ص: ۳۱)

جس شخص نے کسی بدعتی کی تعظیم وتوقیر کی تو اس نے اسلام کو گرانے پر اس کی مدد کی۔

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کے پاس ایک شخص کسی کا سلام لایا تو آپؓ نے فرمایا:

"بلغني انه قد احدث فان كا ن احدث فلا تقرئه مني السلام "۔

(ترمذی۔ ج ۲۔ ص: ۳۸ ودارمی، ابوداود، ابن ماجہ، مشکوۃ)

مجھے سلام بھیجنے والے کی یہ شکایت پہنچی ہے کہ اس نے کوئی بدعت ایجاد کی ہے اگر واقعی اس نے کوئی بدعت ایجاد کی ہے تو میرا سلام اس کو نہ دینا۔

یہ بدعت ہی کی نحوست ہے کہ بدعتی اپنی بدعت کو انجام دینے کیلئے ہر قسم کی سختی مجاہدہ برداشت کرتا ہے مگر افسوس کہ وہ مجاہدہ وسختی ودشواریاں آخرت میں اس کیلئے وبال جان بن جاتی ہے وہی عبادات جسے یہ قرب کا ذریعہ سمجھتا رہا اس کیلئے عذاب کا باعث بن جائے گی اس سے زیادہ کیا رسوائی ہوگی کہ ایک غلام سارا دن جان جھوکوں میں ڈال کر مالک کی رضا کی نیت کیلئے

کام کرتا رہا مگر رات مالک اسے ذلیل ورسوا کر کے اس کی محنت اسی کے منہ پر مار دے۔

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

''اللہ تعالی نے بدعتی کے عمل کو قبول کرنے سے انکار کردیا ہے جب تک کہ وہ اپنی بدعت کو ترک نہ کردے''۔(ابن ماجہ۔ص:۶)

حقیقت یہ ہے کہ بدعت سے دین کا اصل حلیہ اور نقشہ ہی بدل جاتا ہے۔اصل ونقل، حق و باطل کوئی تمیز باقی نہیں رہتی۔دین کے مٹ جانے کے اصولی دو ہی طریقے ہیں:

(۱) کتمان حق

(۲) تلبیس حق وباطل

اسی اختلاط اور تلبیس کی وجوہ سے دین الٰہی لوگوں کی خواہشات اور اہواء کا ایک کھلونا بن جاتا ہے۔جس کا دل چاہے اپنی مرضی سے کسی چیز کو دین بنا ڈالے جس چیز کو چاہے دین سے خارج کردے۔یادرہے کہ کسی کام کو باعث اجر وثواب اور موجب عذاب ہونے کا فیصلہ صرف باری تعالی کا کام ہے اور اس کو لوگوں تک پہنچانا نبی اور رسول کا بیان ہے۔لہٰذا اپنی طرف سے کسی چیز کو کار ثواب اور کسی چیز کو کار عتاب کہنے والا گویا اپنے لئے منصب الوہیت و رسالت تجویز کرتا ہے۔امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

" مَنِ ابْتَدَعَ فِيْ الْاِسْلَامِ بِدْعَةً يُرَاهَا حَسَنَةً فَقَدْ زَعَمَ اَنَّ مُحَمَّداً ﷺ خَانَ الرِّسَالَةَ لانَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ اَلْيَوْمَ اكملت لكم دينكم و اتممت عليكم نعمتى رضيت لكم الاسلام دينا فَلاَ يَكُنْ يَوْمَئِذٍ دِيْناً فَلا يَكُوْنُ اليوم دِينا

(الاعتصام ج ۱ص ۴۹ دارالمعرفہ بیروت)

''جس نے اسلام میں کوئی بدعت ایجاد کی اور اسے حسنہ سمجھا تو اس نے یہ گمان کیا کہ نبی ﷺ نے رسالت میں خیانت کی (معاذ اللہ) اس لئے کہ اللہ تعالی فرما چکے ہیں کہ الیوم اکملت لکم۔۔۔پس جو چیز اس دن دین نہ ہو سکی تو وہ چیز آج بھی دین نہیں ہو سکتی''۔

اللہ کے رسول ﷺ نے واضح طور پر فرما دیا کہ:

اما بعد فان خير الحديث كتاب الله و خير الهدى هدى

محمد ﷺ و شر الامور محدثاتها و کل بدعة ضلالة
(مسلم۔ج۱۔ص:۲۸۵۔مشکوۃ۔ج۱۔ص۔۲۷)

اما بعد! بہترین بیان اللہ تعالی کی کتاب ہے اور بہترین نمونہ اور سیرت محمد ﷺ کی سیرت ہے اور وہ کام برے ہیں جو نئے نئے گھڑے جائیں اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

اس حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی ہدی اور سیرت کا بدعت سے تقابل کر کے یہ بات واضح کر دی کہ آپ ﷺ کی سیرت اور نمونہ کے خلاف جو کچھ ایجاد کیا جائے گا وہ سب بدعت ہوگا۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر بدعت مذمومہ وہ بدعت ہے جو قرآن و حدیث کے خلاف نبی کریم ﷺ کے مقابلے میں ہو لہٰذا یہ کہنا کہ جہاز بھی تو حضور ﷺ کے زمانے میں نہیں تھے ریل بھی تو نہیں تھی پنکھے بھی تو نہیں تھے ان کو بھی بدعت و ناجائز کہو درست نہیں۔

ایک اور جگہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ:

من عمل عملا لیس علیه امرنا فهو رد
(بخاری۔ج:۲۔ص:۱۰۹۲، مسلم و مسند احمد)

جس نے کوئی ایسا کام کیا جس پر ہماری طرف سے ثبوت موجود نہیں تو وہ کام مردود ہو جائے گا

اس حدیث سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ دین کا وہ کام جس پر آپ ﷺ سے کوئی ثبوت نہ ہو جس پر آپ ﷺ کی طرف سے مہر نہ ہو وہ مردود ہے۔

بعض لوگوں کو جب بدعات سے منع کیا جاتا ہے تو فوراً جواب دیتے ہیں اجی اس میں برا کیا ہے دیکھو کتنے فائدہ ہیں اللہ کا ذکر لوگ کر رہے ہیں، مسلمان کھانا کھا لیتے ہیں محفل میں آ کر، لوگوں کیلئے دعا ہو جاتی ہے اس میں برا کیا ہے اس میں یہ تو یہ فائدے ہیں، لیکن اگر اس فلسفہ کو استعمال کیا جائے تو شائد دنیا میں کوئی بھی چیز بری نہ ہو شراب اور جوئے جیسی قبیح ترین، نجس اور حرام چیز کے متعلق بھی تو قرآن میں آیا ہے کہ

فيهما اثم كبير و منافع للناس (پ۲۔رکوع ۲۷۔بقرہ)

ان دونوں میں گناہ بڑا ہے اور لوگوں کیلئے ان میں کچھ منافع بھی ہیں

ٹھیک ہے کہ کسی غلط چیز میں کوئی نفع بھی ہوگا مگر اس کے مقابلے میں اس کا نقصان بھی تو

دیکھا جائے۔ یہ قلیل نفع ہرگز اسے جواز کے درجے پر نہیں پہنچا سکتا۔
حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب کہا ہم سمجھتے ہیں کہ ان باتوں کو بدعت پسند آب زر سے لکھ کر اپنے دل کی تختی پر محفوظ کرلیں وہ فرماتے ہیں کہ:

"اما بعد اوصیک بتقوی اللہ والاقتصاد فی امرہ واتباع سنۃ نبیہ ﷺ و ترک ما احدث المحدثون بعد ما جرت بہ سنتہ و کفوا مؤنتہ فعلیک بلزوم السنۃ فانھا لک باذن اللہ عصمۃ ثم اعلم انہ لم یبتدع الناس بدعۃ الا قد مضی قبلھا ما ھو دلیل علیھا او عبرۃ فیھا فان السنۃ انما سنھا من قد علم ما فی خلافھا من الخطا و الزلل والحمق والتعمق فارض لنفسک ما رضی بہ القوم لانفسھم فانھم علی علم وقفوا ببصر نافذ کفوا ولھم علی کشف الامور کانوا اقوی و بفضل ما کانوا فیہ اولیٰ فان کل الھدی ما انتم علیہ لقد سبقتموھم الیہ". (ابوداود۔ج ۲۔ص:۲۷۷)

اما بعد میں تجھے خدا تعالیٰ سے ڈرنے اور اس کے حکم میں میانہ روی اختیار کرنے اور اس کے نبی ﷺ کی سنت کی اتباع کرنے کی وصیت کرتا ہوں اور یہ وصیت کرتا ہوں کہ اہل بدعت نے جو بدعتیں ایجاد کی ہیں ان کو ترک کرنا، جبکہ سنت اس سے قبل جاری ہے اور سنت کی موجودگی میں بدعت کی ایجاد کی کیا مصیبت ہے؟ سنت کو مضبوطی سے پکڑنا کیونکہ خدا تعالیٰ کے حکم سے سنت حفاظت کا ذریعہ ہے اور یہ جان لے کہ لوگوں نے جو بدعات ایجاد کی ہیں اس سے قبل ہی وہی چیز گزر چکی ہے جو اس پر دلیل ہوسکتی تھی یا اس میں عبرت ہوسکتی تھی کیونکہ سنت ان پاک ہستیوں کی طرف سے آئی جنہوں نے اس کے خلاف خطاء، لغزش حماقت اور تعمق کو بغور دیکھ لیا تھا اور اس کو اختیار نہ کیا۔ تو بھی صرف اسی چیز پر راضی رہ جس پر قوم راضی ہوچکی ہے کیونکہ انہوں نے علم پر اطلاع پائی اور وہ دوررس نگاہ سے دیکھ کر بدعت سے اجتناب کیا اور البتہ وہ معاملات کی تہہ تک پہنچنے پر

قوی تر تھے اور جس حالت پر وہ تھے وہ افضل تر حالت تھی۔ سو اگر ہدایت
وہ ہے جس پر تم گامزن ہو تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ تم ان سے فضیلت میں
بڑھ گئے''۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا ارشاد واضح ہے کہ سنت جناب نبی کریم ﷺ کا بتلایا ہوا اور آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا متعین کیا ہوا راستہ ہے۔ سنت کے خلاف جو بدعت تھی اس طریقے پر بھی ان کی نگاہ اٹھی مگر انہوں نے ہرگز اس کو اختیار نہ کیا اور آج جو دلائل اہل بدعت پیش کرتے ہیں بعینہا یہی دلائل اس وقت بھی موجود تھے مگر نہ تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو ان دلائل سے بدعات کا جواز معلوم ہوا نہ انہیں ان بدعات میں کوئی آنکھ بھانے والی عبرت نظر آئی۔ پھر کیا وجہ ہے کہ کل جن دلائل سے بدعات کا جواز نہ مل سکا آج ان سے بدعات کا جواز ثابت ہو رہا ہے؟ لہٰذا تم اپنے لئے اسی چیز کو پسند کرو جس کو وہ اپنے لئے پسند کر چکے ہیں۔ اگر آج کی یہ بدعات جائز اور باعث ثواب ہے تو اس کا مطلب یہی نکلے گا کہ ہم علم وتقوی، دیانت وامانت میں ان سے سبقت لے گئے۔ (العیاذ باللہ)

یہ کہنا کہ ٹھیک ہے حضور ﷺ نے نہیں کیا لیکن اگر ہم کرلیں تو کیا حرج ہے؟ تو جواباً گزارش ہے کہ کسی فرد و بشر کو اپنی طرف سے عبادت کے کسی خاص طریقہ کو وضع کرنے کی اجازت نہیں ہے اور جو شخص از خود عبادت کا طریقہ وضع کرتا ہے تو گویا وہ شارع بننا چاہتا ہے، حالانکہ شارع صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے، نیز اگر کیا حرج والی منطق کو تسلیم کرلیا جائے تو ہم کہیں گے کہ عید کی نماز کی اذان و تکبیر نہیں ہے، اگر عید کی نماز کیلئے اذان و تکبیر کہہ لی جائے تو کیا حرج ہے؟ اسی طرح نماز جنازہ میں چوتھی تکبیر کے بعد سلام پھیر دیا جاتا ہے، چوتھی تکبیر سے پہلے دعا کا کوئی بھی قائل نہیں، اگر مانگ لی جائے تو کیا حرج ہے؟ چار رکعات والی نماز میں پہلے التحیات میں درود شریف نہیں پڑھا جاتا اگر کوئی پڑھ لے تو کیا حرج ہے؟ پس واضح ہو گیا کہ ''کیا حرج ہے'' کہہ کر بدعات کو دین میں داخل کرنا بالکل غلط ہے۔

یہاں ایک بات اور یاد رکھیں کہ جس طرح دین میں کوئی نئی چیز داخل کرنا بدعت ہے اسی طرح شریعت نے جس عبادات کو مطلق رکھا ہے انہیں مقید کر دینا، ان کی کیفیت بدل دینا یا اپنی طرف سے ان عبادات کیلئے کوئی خاص اوقات کو متعین کرنا بھی بدعت اور شریعت سازی کہلائے گی۔

علامہ شاطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"و منها التزام الكيفيات والهيئات المعينة كالذكر بهيئة الاجتماع على صوت واحد (الى ان قال) و منها التزام العبادات المعينة فى اوقات معينة لم يوجد لها ذالك التعيين فى الشريعة".

(الاعتصام۔ج۱ص: ۲۸دارالکتاب العربی بیروت)

اور انہی بدعات میں سے کیفیات مخصوصہ اور ہیئات معینہ کو التزام ہے جیسے کہ ہیئت اجتماع کے ساتھ ایک آواز پر ذکر کرنا (پھر آگے فرماتے ہیں کہ) اور انہی بدعات میں سے خاص اوقات کے اندر ایسی عبادات معینہ کا التزام کرلینا بھی ہے جن کیلئے شریعت نے وہ اوقات مقرر نہیں کیے۔

اس مسئلہ پر بیسیوں حوالے پیش کئے جاسکتے ہیں لیکن چونکہ ہماری کتاب کا موضوع بدعت نہیں ہے اس لئے بقدر کفایت چند حوالے اور ضروری باتیں گوش گزار کردیں۔اس تمام تر تفصیل کو سامنے رکھ کر اب آئے کہ لاثانی سرکار اور اس کے مریدوں نے اپنے سلسلے میں دین کے نام پر کیسی کیسی بدعات کو رواج دیا ہے اور ظلم یہ کہ ان بدعات کیلئے سب سے بڑی دلیل وہی "خوابوں کی دنیا"۔

جشن ولادت لاثانی سرکار کی بدعت

"آپ کی ولادت باسعادت ۱۹۶۰ء کے آخری مہینوں میں ہوئی لیکن آپ سرکار کے مریدین آپ کا جشن ولادت ماہ جولائی کی ۴ تاریخ کے بعد آنے والی پہلی جمعرات کو مناتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ بذریعہ خواب ۱۹۹۱ء میں مرشد اکمل جناب صدیقی لاثانی سرکار کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا کہ لوگ ہر سال سالگرہ (برتھ ڈے) مناتے ہیں تم ان کی مخالفت کرتے ہوئے ہر سال جولائی کی پہلی جمعرات کو جشن ولادت کے نام سے سالانہ محفل ذکر ونعت کا انعقاد کرو"۔

(ماہنامہ لاثانی انقلاب انٹرنیشنل۔ص:۲۰۔جولائی ۲۰۲۱)

صوفی صاحب کے ایک اور مرید لکھتے ہیں:

''ولی اللہ کا کوئی عمل بھی رضائے الٰہی کے بغیر نہیں آتا ۱۹۹۱ء میں میرے مرشد اکمل حضرت صدیقی لاثانی سرکار کو اللہ تعالی کی طرف سے حکم ہوا لوگ ہر سال سالگرہ (برتھ ڈے) مناتے ہیں تم ان کی مخالفت کرتے ہوئے ہر سال جولائی کی پہلی جمعرات کو جشن ولادت کے نام سے سالانہ محفل ذکر و نعت کا انعقاد کرو۔ یہ جشن ولادت تمہاری پوری زندگی میں نہایت شان و شوکت اور باوقار انداز میں منایا جانا چاہئے اور تمہارے پردہ کر جانے کے بعد اسی محفل پاک کو عرس مبارک کا نام دیا جائے گا یعنی یہ آپ کا عرس مبارک ہوگا''۔ (نوری کرنیں۔ ص:۱۶۹)

قارئین کرام! غور فرمائیں جس جشن کا حکم اللہ نے اپنے نبی کو نہیں دیا، کسی صحابی کو نہیں دیا، ۱۴ ویں صدی کے کسی ولی کو نہیں دیا یہ لاثانی کہتا ہے کہ مجھے اس کا حکم ہوا ہے اور دلیل کیا ہے؟ وہی خوابوں کی بھول بھلیاں۔ صوفی صاحب نے اپنے ان خوابوں کی بنیاد پر دین اسلام کا حلیہ بگاڑ دیا ہے۔ پھر اس بدعت کو جشن کہنا بھی عجیب مذاق ہے اس لئے کہ صوفی خود کہتا ہے کہ ولادت تو آخری مہینے میں ہوئی مگر اس کا جشن سال کے درمیان منایا جارہا ہے کیا یہ کھلا جھوٹ اور تضاد نہیں؟ جب اللہ نے جشن کا حکم ہی دینا تھا تو اسی تاریخ کو دیتا جس دن صوفی پیدا ہوا۔ جب بدعت کی ابتداء ہی جھوٹ پر ہو تو انجام کیا ہوگا۔ پھر ان کی عقل پر ماتم کریں کہ برتھ ڈے کی مخالفت میں یہ جشن مناتے ہیں، بھائی اگر برتھ ڈے غیر شرعی تھا تو تمہیں یہ کس نے اجازت دی کہ ایک غیر شرعی کام کو ختم کرنے کیلئے خود ایک اور غیر شرعی کام کا ارتکاب شروع کردو۔ کل کو لوگ شراب پیا کریں گے تو کیا معاذ اللہ صوفی کو یہ خواب آئے گا کہ لوگ شراب پیتے ہیں لہٰذا تم ان کی مخالفت کرتے ہوئے اللہ کا نام و ذکر کر کے شراب پیو۔ صوفی صاحب اور اس کے تمام مریدین ہمیں جواب دیں آخر وہ کونسی دلیل ہے جس کی بنیاد پر برتھ ڈے منانا تو گمراہی ہوا اور صوفی صاحب کا برتھ ڈے منانا عین اسلام ہو؟۔

پھر اس نام نہاد صوفی برتھ ڈے میں خدا کے نام پر خدا کی کھلی نافرمانیاں ہوتی ہیں بے پردہ عورتوں مردوں کا مخلوط اجتماع ہوتا ہے۔ عورتیں اور مرد جماعتی طور پر ناچتے ہیں، دنیا کے سارے فساق و فجار جمع ہو کر ڈھول سارنگی کی تھاپ پر مست ہو جاتے ہیں۔ قوالی گانے

باجے کی محفل گرم ہوتی ہے نمازوں کا کوئی اہتمام نہیں ہوتا۔ چنانچہ صوفی صاحب کی ایک مریدنی اس خرافاتی محفل کا حال یوں بیان کرتی ہے:

''روبینہ اشرف صاحب (فیصل آباد) سالانہ محفل بسلسلہ جشن ولادت لاثانی سرکار کی تیاریاں اپنے عروج پر تھیں کہ خواب میں دیکھا کہ ایک عظیم الشان جلوس جس کی قیادت پیرو مرشد قبلہ لاثانی سرکار فرمارہے ہیں اور'' ڈھول کی تھاپ'' پر'' اللہ ہو'' کا ورد ہو رہا ہے یہ جلوس چلتے چلتے'' خانہ کعبہ'' شریف پہنچ گیا اور ایک بہت بڑے، سٹیج پر قبلہ لاثانی سرکار جلوہ افروز ہوئے اور محفل پاک لاثانی کا آغاز ہوا'' سبحان اللہ'' جو محفل اللہ عزوجل کے گھر میں ہو رہی ہو اس کی فضیلت و اہمیت کا اندازہ کون کرسکتا ہے؟''۔

(نوری کرنیں۔ص:۴۰۴)

یا خدا!!! آسمان پھٹ کیوں نہیں پڑتا؟ زمین شق کیوں نہیں ہوتی؟ جس محفل میں ڈھول کی تھاپ پر اللہ کا ذکر ہو اس کے فضائل و اہمیت بتانا اور یہ کہنا کہ خانہ کعبہ میں ڈھول بج رہا تھا کیا خانہ خدا اور ذکر خدا کی کھلی توہین نہیں؟

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

''احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ اگر طعام مشتبہ ہو یا دعوت کا مکان اور وہاں کا فرش حلال نہ ہو یا وہاں ریشمی فرش اور چاندی کے برتن ہوں یا چھت یا دیوار پر حیوانوں کی تصویریں ہوں یا باجے یا سماع کی کوئی چیز موجود ہو یا کسی قسم کا لہو ولعب کھیل کود کا شغل موجود ہو یا غیبت اور بہتان اور جھوٹ کی مجلس ہو تو ان سب صورتوں میں دعوت قبول کرنا منع ہے۔ بلکہ یہ سب امور اس کی حرمت اور کراہت کا موجب ہیں''۔

(مکتوبات: مکتوب نمبر ۲۶۵۔ دفتر اول۔ حصہ چہارم)

غور فرمائیں اگر حلال مجلس میں بھی بینڈ باجے اور آلات مزامیر شامل ہو جائیں تو اس مجلس میں شرکت حرام ہو جائے تو جو محفل ہو ہی بدعت اس پر مستزاد بینڈ باجے تو اس کو حلال بلکہ باعث اجر و ثواب بلکہ ایسی محفل کو خانہ کعبہ میں منعقد محفل کہنا کس قدر شنیع امر ہے۔ ہر صاحب عقل اس کا فیصلہ خود کرسکتا ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ نبی ﷺ کے جشن ولادت کے متعلق بھی

صوفی صاحب کی طرح ایک خواب کسی نے حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بھیجا کہ مجھے خواب میں اس محفل کی بڑی برکات نظر آئیں تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا:

''میرے مخدوم! اگر واقعات کا کچھ اعتبار ہوتا اور منامات اور خوابوں کا کچھ بھروسہ ہوتا تو مریدوں کو پیروں کی حاجت نہ رہتی اور طرق میں سے کسی ایک طریقہ کا لازم پکڑنا عبث معلوم ہوتا کیونکہ ہر ایک مرید اپنے واقعات کے موافق عمل کر لیتا اور اپنی خوابوں کے مطابق زندگی بسر کر لیتا''۔

(مکتوب ۲۷۳۔ دفتر اول حصہ پنجم)

غور فرمائیں اگر جشن منانا ہی ہوتا تو سب سے زیادہ نبی ﷺ اس بات کے حق دار تھے ان کا جشن منایا جاتا جب علماء نے جشن میلاد النبی ﷺ کو بدعت لکھتا ہے تو صوفی کون ہوتا ہے جو کہے کہ میری ولادت کا جشن مناؤ؟۔ ہمیں ذکر و نعت سے معاذ اللہ کوئی اختلاف نہیں مگر اس کیلئے ہر سال مخصوص تاریخ و دن مقرر کر لینا اور پھر یہ کہنا کہ یہ اللہ کا حکم ہے افتراء علی اللہ، شریعت گھڑنا اور بدعت کے سوا کچھ نہیں۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں:

''لاتختصوا ليلة الجمعة لقيام من بين الليالي ولا تختصوا يوم الجمعة لصيام من بين الايام الا ان يكون في صوم يصوم احدكم''.(مسلم . ج ۱ . ص ۳۶۱)

جمعہ کی راتوں کو دوسری راتوں سے نماز اور قیام کیلئے خاص نہ کرو اور نہ جمعہ کے دن کو دوسرے دنوں سے روزے کیلئے خاص کرو مگر ہاں اگر کوئی شخص روزے رکھتا ہو اور جمعہ کا دن بھی اس میں آجائے تو الگ بات ہے۔

غور فرمائیں! جب جمعہ کا دن جس کی فضیلت احادیث سے ثابت ہے اسے کسی عبادت کیلئے خاص کرنا جائز نہیں تو صوفی کون ہوتا ہے کہ اپنے لئے جمعرات کے دن کو جشن منانے کیلئے خاص کرے؟۔

مخصوص ٹوپی کی بدعت

اس فرقے کی بدعات میں سے ایک بدعت یہ بھی ہے کہ انہوں نے ایک مخصوص قسم کی ٹوپی پہننے کو اپنا شعار اور انفرادی پہچان بنالیا ہے۔ چنانچہ اس فرقے کے لوگوں کا کہنا ہے:

"آپ (لاثانی سرکار) نے یہ بھی فرمایا تھا کہ اہل سلسلہ کے سفید رنگ کی ٹوپی کی منظوری آئی ہے۔ جو کہ منفرد ڈیزائن کی ہے اور ہمارے سلسلہ کے لوگ اس ٹوپی کی وجہ سے پہچانے جائیں گے اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی انشاءاللہ۔ (نوری کرنیں۔ص:۱۶۲)

صوفی صاحب کا ایک مرید اس مخصوص ٹوپی کے فضائل بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ:

"۔۔میری طرف اشارہ کر کے کہا یہ شخص ہر روز میرے آقا ﷺ کے شہر کی طرف تھوکتا ہے اس کو کیا سزا دی جائے۔ وہ بزرگ کہتے ہیں جو مرضی سزا دو۔ وہ مجھے کمرے میں لے جاتا ہے اور کہتا ہے کہ میں تمہیں کوڑے ماروں گا جب وہ مجھے مارنے لگتا ہے تو میرے سر پر سلسلہ کی ٹوپی دیکھتا ہے اور پھر کہتا ہے میں مارتا تو ضرور لیکن کیا کروں تم لاثانی سرکار کے مرید ہو ۔۔۔۔۔آپ کا جو سلسلہ قیامت تک چلے گا ان سب کیلئے سلسلہ کی مخصوص ٹوپی ہوگی اور سلسلہ کی یہ ٹوپی بارگاہ الٰہی میں پسند ہے سبحان اللہ جس طرح سے دنیا میں آپ کے مریدین کی پہچان ٹوپی سے ہوتی ہے اسی طرح آخرت میں بھی ٹوپی سے ہوگی"۔

(نوری کرنیں۔ص:۱۶۲۔۱۶۳)

دوسری طرف نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد بھی سن لیجئے

و عن ابن عمر رضی الله تعالى عنهما قال قال رسول الله ﷺ من لبس ثوب شهرة فى الدنيا البسه الله ثوب مذلة يوم القيامة". (مشکوۃ:ص ۳۷۵)

جس کسی نے اپنے آپ کو معروف ومشہور کرنے کیلئے دنیا میں ایسا لباس پہنا تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو قیامت کے دن ذلت کا لباس پہنائے گا۔

ملا علی قاریؒ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ:

"ای ثوب تكبر و تفاخر و رتجبر او ما يتخذه المتزهد ليشهر نفسه بالزهد او ما يشعر به المستهد من علامة السيادة كالثواب الاحضر او ما يلبسه المتفيقهة والحال انه

من جملة السفهاء ". (مرقاة. ج۸. ص ۲۲۱)

یعنی جس نے تکبر وفخر وجابرانہ انداز کا لباس پہنایا اپنے آپ کوزہد ونیکی سے مشہور ومعروف کرنے کیلئے کوئی مخصوص لباس اختیار کیا یا اپنی بزرگی کی نمائش کیلئے سبز رنگ کا کپڑا اپنی علامت بنالیا یا عالم دین نہ تھا مگر وضع قطع علماء کی اختیار کی اور حقیقت یہ ہے کہ ایسی تمام باتیں بے وقوف لوگوں کی ہیں۔

پگڑی پہنا سنت ہے مگر نہ تو محض پگڑی کی بنیاد پر قیامت کے دن کسی کی بخشش ہوگی نہ دوزخ سے آزادی ملے گی مگر یہ صوفی کیسے اللہ ورسول ﷺ کا مقابلہ کررہا ہے۔ پھر صحیح احادیث میں ہے کہ مومنوں کی پہچان قیامت کے روز ان کے ان اعضاء کے چمکنے سے ہوگی جن کو وضوء میں دھویا کرتے تھے مگر صوفی کہتا ہے کہ ہماری تو ٹوپی سے پہچان ہوگی مجھے تو ایسا لگتا ہے کہ یہ لوگ پہلے قرآن وحدیث کو دیکھتے ہیں جب اس سے کوئی مسئلہ مل جائے تو اس کے مقابلے میں نیا مسئلہ گھڑنے کو عین اسلام سمجھتے ہیں خدا ہدایت دے ان کو۔

مخصوص محفل ذکر کی بدعت

قارئین کرام! اللہ کا ذکر ہر وقت ہر حال میں کرنا مشروع اور باعث اجر وثواب ہے۔ مگر اس کے لئے اپنی طرف سے کوئی مخصوص ہیئت مقرر کر لینا مخصوص دن اور مخصوص انداز مقرر کر لینا جس پر شریعت میں کوئی دلیل نہ ہو بدعت اور اپنی طرف سے شریعت سازی ہے۔ صوفی مسعود نے دیگر بدعات کی طرح سالانہ مخصوص محفل ذکر کی بدعت بھی ایجاد کی ہوئی ہے اور پھر اس کے جواز وفضائل پر سب سے بڑی دلیل وہی شیطانی خواب وخیال چنانچہ لاثانی کی اس محفل ذکر کے متعلق انکا عقیدہ ہے:

''میرے قبلہ لاثانی سرکار نے فرمایا کہ محفل پاک لاثانی کے بارے میں اللہ تعالی نے کرم فرمایا کہ اگر کوئی عقیدت مند ان محافل کا انعقاد اخلاص اور عقیدت سے کرے گا تو ہم اسے سات سو سال کی عبادت کا اجر عطا فرمائیں گے اور فرمایا کہ ان محافل میں باقاعدگی کے ساتھ محبت وخلوص سے شرکت کرنے والوں کا کم از کم مقام ولایت کبری ہوگا''۔

(نوری کرنیں۔ص:۱۶۵)

حضرت علامہ شاطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"و ذالک انہ وقع السوال عن قوم یستمعون بالفقراء یزعمون انھم سلکوا طریقۃ الصوفیۃ فیجتمعون فی بعض اللیالی و یاخذون فی الذکر الجھری علی صوت واحد ثم فی الغناء الرقص الی آخر اللیل ویحضر سھمھم بعض المتسمین بالفقھاء یزعمون برسم الشیخ الھداۃ الی سلوک ذالک الطریق ھل ھذا العمل صحیح فی الشرع ام لا؟

فوقع الجواب بان ذالک کلہ من البدع المحدثات المخالفۃ طریقۃ رسول اللہ ﷺ و طریقۃ اصحابہ والتابعین". (الاعتصام۔ج ا۔ص: ۱۶۰)

قوالی گانے کی بدعت

صوفیاء نے بعض شرائط کے ساتھ سماع کی اجازت دی ہے جس کی حقیقت صرف اتنی ہے کہ کوئی خوش آواز صاحب سلسلہ اشعار سنائے اور محفل میں موجود صاحب سلسلہ لوگ وہ اشعار جو اللہ کی یاد کی طرف متوجہ کریں سنیں۔ اس میں نہ تو مزامیر ہوتے ہیں، نہ ڈھول سارنگی نہ فاسق فاجر، نہ بے ریش لڑکے۔ مگر موجودہ زمانے کے دیگر نام نہاد پیروں کی طرح صوفی مسعود بھی قوالی سنتا ہے اور غضب خدا کا کہ یہ قوالیاں بالکل فاسق فاجر بے ریش لڑکوں بلکہ بعض اوقات ہندوں مراثیوں سے پڑھائی جاتی ہیں۔ قوالی کی اس محفل میں مرد وعورت کا مخلوط اجتماع ہوتا ہے اور تمام حاضرین قوالیوں پر مست ہوکر دھمال کے نام پر ناچتے ہیں۔ ہمارے پاس ان محافل کی سی ڈی ریکارڈنگ موجود ہے اور کوئی بھی شخص Utube پر جاکر خود بھی ملاحظہ کرسکتا ہے۔ مروجہ قوالیاں بالکل ناجائز اور لہوولعب پر مشتمل ہیں۔ اس کی حرمت پر تفصیلی گفتگو کرنے کے بجائے صوفی صاحب کے ممدوں اور مجدد امام اہلسنت احمد رضا خان صاحب کا فتوی بطور اتمام حجت کے نقل کردیتے ہیں:

"مسئلہ بعالی خدمت امام اہل سنت، مجدد دین وملت معروض کہ آج میں جس وقت آپ سے رخصت ہوا اور واسطے نماز مغرب کے مسجد میں گیا۔ بعد

نمازمغرب کے میرے ایک دوست نے کہا کہ چلو ایک جگہ عرس ہے میں چلا گیا وہاں جا کر کیا دیکھتا ہوں بہت سے لوگ جمع ہیں اور قوالی اس طریقے سے ہو رہی ہے کہ ایک ڈھول دو سارنگی بج رہی ہے اور چند قوال پیران پیر کی شان میں اشعار کہہ رہے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی نعت کے اشعار اور اولیاء اللہ کی شان میں اشعار گا رہے ہیں اور ڈھول سارنگیاں بج رہی ہیں ۔ یہ باجے شریعت میں قطعی حرام ہیں ۔ کیا اس فعل سے رسول اللہ ﷺ اور اولیاء اللہ خوش ہوتے ہوں گے؟ اور یہ حاضرین جلسہ گناہ گار ہوئے کہ نہیں ؟ اور ایسی قوالی جائز ہے کہ نہیں؟ اور اگر جائز ہے تو کس طرح؟

لاثانی سرکار کے امام اہل سنت نے اس کا جو جواب دیا ملاحظہ فرمائیں:

''ایسی قوالی حرام ہے ۔ حاضرین سب گناہ گار ہیں اور ان سب کا گناہ ایسا عرس کرنے والوں اور قوالوں پر ہے اور قوالوں کا بھی گناہ اس عرس کرنے والوں پر بغیر اس کے کہ عرس کرنے والے کے ماتھے قوالوں کا گناہ جانے سے قوالوں پر سے گناہ کی کچھ کمی آئے یا اس کے اور قوالوں کے ذمہ حاضرین کا وبال پڑھنے سے حاضرین کے گناہوں میں کچھ تخفیف ہو نہیں ، بلکہ حاضرین میں ہر ایک پر اپنا پورا گناہ ، اور قوالوں پر اپنا گناہ الگ ، اور سب حاضرین کے برابر جدا ، اور ایسا عرس کرنے والے پر اپنا گناہ الگ ، اور قوالوں کے برابر جدا اور سب حاضرین کے برابر علیحدہ ۔ وجہ یہ ہے کہ حاضرین کو عرس کرنے والے نے بلایا ان کیلئے اس گناہ کا سامان پھیلایا اور قوالوں نے اس میں سنایا ۔ اگر وہ سامان نہ کرتا یہ ڈھول سارنگی نہ سناتے تو حاضرین اس گناہ میں کیوں پڑتے ۔ اس لئے ان سب کا گناہ ان دونوں پر ہوا پھر قوالوں کے اس گناہ کا باعث وہ عرس کرنے والا ہوا ۔ وہ نہ کرتا نہ بلاتا تو یہ کیونکر آتے لہٰذا قوالوں کا بھی گناہ اس بلانے والے پر ہوا:

(تنگی کی وجہ سے عربی فارسی عبارتوں کے صرف ترجمے نقل کئے جا رہے ہیں جو کتاب ہی میں موجود ہیں)

جیسے کہا ہے فقہاء نے اس سائل کے بارہ میں جو طاقتور تندرست ہو کہ ایسا

خیرات لینے والا اور ایسے کو دینے والا دونوں گناہ گار ہیں۔ کیونکہ دینے والے اگر نہ دیں تو وہ بھی یہ گداگری کا مذموم کاروبار نہ کریں۔ پس ان کی عطا ان کی گداگری کا باعث بنی اور یہ سب قواعد شرعیہ جاننے والے پر ظاہر ہے، اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہی ہے توفیق۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

جو کسی امر ہدایت کی طرف بلائے جتنے اس کا اتباع کریں ان سب کے برابر ثواب پائے اور اس سے ان کے ثوابوں میں کچھ کمی نہ آئے اور جو کسی امر ضلالت کی طرف بلائے جتنے ان کے بلانے پر چلیں ان سب کے برابر اس پر گناہ ہو اور اس سے اس کے گناہوں میں کچھ تخفیف راہ نہ پائے۔

باجوں کی حرمت میں احادیث کثیرہ وارد ہیں۔ ازاں جملہ اجل و اعلیٰ حدیث صحیح بخاری شریف ہے کہ حضور سید عالم ﷺ فرماتے ہیں:

ضرور میری امت میں وہ لوگ ہونے والے ہیں جو حلال ٹھرائیں گے عورتوں کی شرمگاہ یعنی زناء اور ریشمی کپڑوں اور شراب اور باجوں کو۔

اخرجه ایضا احمد و ابو داود و ابن ماجه والاسمعیلی و ابو نعیم باسانید صحیحة لا مطعن فیها و صححه جماعة اخرون من الائمة بما قاله بعض الحفاظ قاله الامام ابن حجر فی کف الرعاع.

بعض جہال بدمست یا نیم ملا شہوت پرست یا جھوٹے صوفی باد بدست کہ احادیث صحیحہ مرفوعہ محکمہ کے مقابل بعض ضعیف قصے یا محتمل واقعے یا متشابہ پیش کرتے ہیں انہیں اتنی عقل نہیں یا قصداً بے عقل بنتے ہیں کہ صحیح کے سامنے ضعیف، متعین کے آگے محتمل، محکم کے حضور متشابہ واجب الترک ہے۔ پھر کہاں قول کہاں حکایت فعل، پھر کجا محرم کجا مبیح ہر طرح یہی واجب العمل، اسی کو ترجیح۔ مگر ہوس پرستی کا علاج کس کے پاس ہے۔ کاش گناہ کرتے اور گناہ جانتے اقرار لاتے۔ یہ ڈھٹائی اور بھی سخت ہے کہ ہوس بھی پالیں اور الزام بھی ٹالیں اپنے لئے حرام کو حلال بنالیں۔ پھر اسی پر بس نہیں بلکہ معاذ اللہ اس کی تہمت محبوبانہ خدا اکابر سلسلہ عالیہ چشتیہ قدست اسرارھم کے سر دھرتے ہیں

۔نہ خدا سے خوف نہ محبوبان خدا سے شرم کرتے ہیں۔حالانکہ خود حضور محبوب الٰہی سیدی و مولائی نظام الحق والدین سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم و عنا بہم فوائد الفواد شریف میں فرماتے ہیں:

''مزامیر حرام است''

مولانا فخر الدین زرادی خلیفہ حضور سید محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضور کے زمانہ مبارکہ میں خود حضور کے حکم احکم سے مسئلہ سماع میں رسالہ ''کشف القناع عن اصول السماع'' تحریر فرمایا۔اس میں صاف ارشاد فرمایا کہ:

ہمارے مشائخ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا سماع اس مزامیر کے بہتان سے بری ہے وہ صرف قوالی کی آواز ہے ان اشعار کے ساتھ جو کمال صنعت الٰہی سے خبر دیتے ہیں۔

للہ انصاف! اس امام جلیل خاندان عالی چشت کا یہ ارشاد مقبول ہوگا یا آج کل کے مدعیان خامکار کی تہمت بے بنیاد، ظاہرۃ الفساد۔لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

سیدی مولانا محمد بن مبارک بن محمد علوی کرمانی مرید حضور پرنور شیخ العالم فرید الحق والدین گنج شکر و خلیفہ حضور سیدنا محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کتاب مستطاب سیر الاولیاء میں فرماتے ہیں:

حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز فرماتے تھے کہ چند شرائط ہوں تو سماع مباح ہوگا کچھ شرطیں سنانے والے ہیں، کچھ سننے والے ہیں اس کلام میں جو سنائی جائے۔کچھ آلہ سماع میں یعنی سننے والے کامل مرد، چھوٹا لڑکا نہ ہو اور عورت نہ ہو۔سننے والا یاد خدا سے غافل نہ ہو اور جو کلام پڑھی جائے فحش اور تمسخرانہ انداز کی نہ ہو۔اور آلات سماع یعنی مزامیر جیسے رانگی اور رباب وغیرہ۔چاہئے کہ ان چیزوں میں سے کوئی موجود نہ ہو۔اس طرح کا سماع حلال ہے۔

مسلمانو! یہ فتویٰ ہے سرور و سردار سلسلہ عالیہ چشتیہ حضرت سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا۔کیا اس کے بعد بھی مفتریوں کو منہ دکھانے کی گنجائش ہے۔

نیز سیر الاولیاء شریف میں ہے:

ایک آدمی نے حضرت سلطان المشائخ کی خدمت میں عرض کی کہ ان ایام میں بعض آستانہ دار درویشوں نے ایسے مجمع میں جہاں چنگ رباب اور دیگر مزامیر تھے رقص کیا۔ فرمایا انہوں نے اچھا کام نہیں کیا جو چیز شرع میں ناجائز ہے ناپسندیدہ ہے اس کے بعد ایک نے کہا جب یہ جماعت اس مقام سے باہر آئی لوگوں نے ان سے کہا کہ تم نے یہ کیا کیا۔ وہاں تو مزامیر تھے تم نے سماع کس طرح سنا اور رقص کیا انہوں نے کہا کہ ہمیں یہ معلوم ہی نہیں ہوا کہ یہاں مزامیر ہیں یا نہیں سلطان المشائخ نے فرمایا یہ جواب کچھ نہیں اس طرح تو تمام گناہوں کے متعلق کہہ سکتے ہیں۔

مسلمانو! کیسا صاف ارشاد ہے کہ مزامیر ناجائز ہیں اور اس عذر کا کہ ہمیں استغراق کے باعث میز امیر کی خبر نہ ہوئی کیا مسکت جواب عطا فرمایا کہ ایسا حیلہ ہر گناہ میں چل سکتا ہے۔ شراب پیے اور کہہ دے شدت استغراق کے باعث ہمیں خبر نہ ہوئی کہ شراب ہے یا پانی۔ زنا کرے اور کہہ دے غلبہ حال کے سبب ہمیں تمیز نہ ہوئی کہ جرواہے یا بیگانی اسی میں ہے:

حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا میں نے منع کر رکھا ہے کہ مزامیر اور دیگر محرمات درمیان نہ ہوں اور اس بات میں آپ نے بہت مبالغہ کیا۔ یہاں تک کہ فرمایا اگر امام نماز میں بھول جائے مرد تو سبحان اللہ کہہ کر امام کو مطلع کرے اور عورت سبحان اللہ نہ کہے کیونکہ اس کو اپنی آواز سنانا نہ چاہئے پس ایک ہاتھ ہتھیلی دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی پر نہ مارے کہ اس طرح یہ کھیل ہوگا بلکہ ہاتھ کی پشت دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی پر مارے جب یہاں تک لہو ولعب کی چیزوں اور ان کی طرح چیزوں سے پرہیز آئی ہے تو سماع میں مزامیر بطریق اولیٰ منع ہیں۔

مسلمانو! جو آئمہ طریقت اس درجہ احتیاط فرمائیں کہ تالی کی صورت کو ممنوع بتائیں ،وہ اور معاذ اللہ مزامیر کی تہمت ،للہ انصاف ،کیسا خبط بے ربط ہے۔ اللہ تعالی اتباع شیطان سے بچائے اور ان سچے محبوبان خدا کا سچا اتباع عطا فرمائے"۔

(احکام شریعت۔ حصہ اول۔ ص:۵۶ تا ۶۱:۔ مدینہ پبلشنگ کراچی)

ہم سمجھتے ہیں کہ احمد رضا خان صاحب نے قوالیاں منعقد کرنے والوں کی ایسی خبر لی ہے کہ

ہمیں اس مسئلہ پر مزید لب کشائی کی ضرورت نہیں۔اب رہا یہ مسئلہ کہ احمد رضا خان صاحب کا مقام ومرتبہ لاثانی فرقہ کے ہاں کیا ہے تو اس کیلئے اس فرقے کے ترجمان رسالے کی یہ عبارت ملاحظہ ہو:

''علم وحکمت کے بے تاج بادشاہ مجدد دین وملت عظیم المرتبت محدث فقیہ اعظم پاسبان ناموس رسالت امام اہلسنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ''۔

(ماہنامہ لاثانی انقلاب انٹرنیشنل۔جنوری ۲۰۱۲۔ص:۴)

سونا پہننے کی بدعت

اسلام میں مردوں کو سونا پہننا حرام ہے پیارے آقا ﷺ کی حدیث ہے کہ:

"عن ابی موسی الاشعری رضی الله تعالی عنه ان النبی ﷺ قال احل الذهب والحریر للاناث من امتی و حرم علی ذکورها".

(ترمذی، مشکوۃ ج۲ص:۳۸۷۔مسند احمد بحوالہ مرقاۃ ج۸ص:۲۱۷)

وقال الترمذی هذا حدیث حسن صحیح .

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ آقا ﷺ نے فرمایا کہ سونا اور ریشم میری امت میں سے عورتوں کیلئے حلال کیا گیا اور مردوں پر حرام کیا گیا ہے۔

مگر نوری کرنیں نامی کتاب کے آخر میں صوفی صاحب کی دو تصویریں دی گئی ہیں جس میں اس نے سونے کا گولڈ میڈل پہنا ہوا ہے اور نیچے یہ لکھا ہوا ہے کہ:

''سال ۲۰۱۲ کا بین الاقوامی ایوارڈ سونے کا تمغہ جناب صدیقی لاثانی سرکار کو پہنایا گیا''

مریدنیوں سے پردہ نہ کرنے کی بدعت

پردہ حکم شرعی ہے غیر محرم سے پردہ فرض ہے جس میں غیر محرم پیر بھی شامل ہے۔مگر صوفی صاحب پردہ تو دور اگر کوئی مریدنی اعتراض کردے کہ یہ کیسا پیر ہے جو جوان لڑکیوں سے پردہ نہیں کرتا تو انہیں عذاب کی وعیدیں سناتا ہے چنانچہ ایک ایسا ہی واقعہ ملاحظہ ہو:

''قریب ہی ایک عورت بھی کھڑی تھی (جو کہ غلام محمد آباد، فیصل آباد سے آئی

تھی) یہ تمام منظر دیکھ کر اس کے ذہن میں اعتراض پیدا ہوا اور اس نے سوچا! یہ کیسے پیر صاحب ہیں کہ لڑکیاں ان کے روبرو ہو کر ان سے محو گفتگو ہیں اور انہیں منع نہیں کر رہے ہیں۔ یہ تو خلاف شرع کام ہے یہ تو صحیح درویش نہیں ہیں (نعوذ باللہ) وغیرہ وغیرہ۔ اسی قسم کی باتیں ذہن و دل میں لئے وہ مہمان خانے میں آ کر بیٹھ گئی لیکن ابھی اسے اندر گئے چند ہی منٹ گزرے تھے کہ اس نے شور مچانا شروع کر دیا کہ سرکار کو بلاؤ۔ خدا کیلئے سرکار کو بلا دو۔۔ میں اندھی ہو گئی ہوں۔ مجھے کچھ نظر نہیں آ رہا۔ وہ مسلسل روئے جا رہی تھی اور یہی لفظ دہرائے جا رہی تھی وہاں سینکڑوں خواتین موجود تھیں اسکا شور سن کر بہت سی خواتین اس کے گرد جمع ہو گئیں اور کہنے لگیں!'' کیا ہوا ابھی تو تم اچھی بھلی اندر آئی تھی''۔ خیر آپ سرکار کی بارگاہ میں معاملہ عرض کیا گیا۔ آپ وہاں تشریف لائے اور پوچھا!'' کیا بات ہے؟'' اس نے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگی اور رو رو کر عرض کی!'' سرکار آپ کو اللہ رسول ﷺ کا واسطہ مجھے معاف فرما دیں۔'' آپ سرکار تو چشم بینار کھتے ہیں فوراً سمجھ گئے کہ کیا معاملہ ہے اور یہ کہ یہ کوئی بیماری نہیں ہے جسے دم سے آرام آ جائے گا بلکہ وہ عذاب الٰہی کی گرفت میں آ چکی ہے۔ آپ سرکار کیلئے اللہ رب العزت نے بشارت فرمائی ہوئی ہے!

'' جو چیز بھی آپ کے جسم سے چھو جائے گی۔ وہاں سے عذاب دور کر دیا جائے گا''

آپ جانتے تھے کہ اس کا علاج کیا ہے چنانچہ آپ نے توجہ فرمانے کے ساتھ ساتھ اس عورت کی آنکھوں پر اپنا دست شفاء پھیرا تو اسی وقت اس کی آنکھوں کی بینائی لوٹ آئی''۔

(مخزن کمالات۔ ص: ۱۰۹۔۱۱۰)

خدا کا غضب دیکھو اور شریعت کا مقابلہ دیکھو ایک عورت بالکل ٹھیک اعتراض کرتی ہے کہ قرآن و حدیث سے غیر محرم عورتوں سے پردہ فرض ہے یہ کیسا بے دین پیر ہے جو جوان لڑکیوں سے کوئی پردہ نہیں کرتا بجائے یہ کہ اس شرعی گرفت پر صوفی صاحب توبہ کرتے

عذاب الٰہی کا ایک افسانہ گھڑ لیا معاذ اللہ یعنی اگر کوئی صوفی صاحب کے سامنے قرآن و حدیث کا حکم انہیں بتلائے گا تو وہ عذاب الٰہی میں گرفتار ہو جائے گا۔

حالانکہ خود صوفی صاحب کا ارشاد ہے کہ:

''عورت کو چاہئے کہ اپنی کسی سہیلی کو اپنے باپ اور بھائی کے سامنے لانے کی کوشش نہ کرے موجودہ دور کے پیش نظر سب جانتے ہیں کہ ایسا کرنے اور اس بے پردگی کی وجہ سے اکثر غلط نتائج برآمد ہوتے ہیں''۔

(نوری کرنیں۔ص:۲۶۴)

صوفی صاحب یہی بات تو وہ عورت کر رہی تھی لیکن آپ اسے عذاب سے ڈرا رہے ہیں یہ قول و فعل کا تضاد آخر کیوں؟ آخر میں اپنے مجدد صاحب کا فتویٰ بھی پڑھتے جائیں:

''کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ (۱) پیر سے پردہ ہے یا نہیں (۲) ایک بزرگ عورتوں سے بغیر حجاب کے حلقہ کراتے ہیں اور حلقہ کے بیچ میں بزرگ صاحب بیٹھتے ہیں توجہ ایسی دیتے ہیں عورتیں بے ہوش ہو جاتی ہیں اچھلتی کودتی ہیں اور ان کی آواز مکان سے باہر دور سنائی دیتی ہے ایسی بیعت ہونا کیسا ہے؟ بینوا توجروا

الجواب: پیر سے پردہ واجب ہے جبکہ محرم نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔(۲) یہ صورت محض خلاف شرع و خلاف حیاء ہے ایسے پیر سے بیعت نہ ہونا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم''۔

(احکام شریعت۔حصہ دوم۔ص:۱۸۱)

تصویر سازی کی بدعت

قارئین کرام! نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

قدم رسول اللہ ﷺ من سفر و قد ستر بقرام لی علی سهولة فيه تماثيل فلما راه رسول الله ﷺ هتكه و قال اشد الناس عذابا يوم القيامة الذين يضاهون بخلق الله ".

(بخاری ص: ۸۸۰ باب التصاویر)

اماں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک سفر سے تشریف لائے میں نے طاق پہ تصویردار پردہ لٹکایا ہوا تھا آپ ﷺ نے جب اسے دیکھا تو پھاڑ دیا اور فرمایا کہ قیامت کے روز ان لوگوں کو سخت ترین عذاب ہوگا جو صفت تخلیق اللہ میں اللہ تعالیٰ کی نقل اتارتے ہیں۔

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا فعل بھی بتلا دیا گیا اور قول بھی۔ اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے کہ:

لاتدخل الملائکة بیتا فیه کلب ولا تصاویر"۔ (متفق علیہ ۔ ج ۱ ص: ۳۹۸)

شیخ الاسلام علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"قال اصحابنا و غیرهم من العلماء تصویر صورة الحیوان حرام شدیدالتحریم وهو من الکبائر لانه متوعد علیه بهذا الوعید الشدید مذکور فی الاحادیث و سوآء صنعه بما یمتهن اولغیره فصنعه حرام بکل حال لان فیه مضاهاة لخلق الله تعالی سوآء ما کان ثوب او بساط او درهم او دینار او فلس او اناء او حائط او غیرها و اما تصویر صورة شجر و رحال الابل وغیر ذالک لما لیس فیه صورة حیوان فلیس بحرام ... ولا فرق فی هذا کله بین ماله ظل وما لا ظل له هذا تلخیص مذهبنافی المسئلة و بمعناه قال جماهیر العلماء من الصحابة رضی الله تعالی عنهم والتابعین ومن بعدهم وهو مذهب الثوری ،و ابی حنیفة وغیرهم رحمهم الله تعالی و قال بعض السلف انما ینهی عما کان له ظل ولا باس بالصورة التی لیس لها ظل و هذا مذهب باطل فان الستر الذی انکر النبی ﷺ الصورة فیه لاشک احد انه مذموم ولیس لصورته ظل مع باقی الاحادیث المطلقة فی کل صورة"۔ (شرح نووی علی المسلم۔ ج ۲۔ ص: ۱۹۹)

ہمارے علماء (شافعیہ) اور دوسرے علماء نے فرمایا کہ جاندار کی تصویر سخت حرام اور گناہ کبیرہ ہے اسی لئے اس پر سخت وعیدیں آئی ہیں جو احادیث میں

مذکور ہیں خواہ تصویر پامال اور ذلیل کرنے کی غرض سے بنائی گئی ہو یا کسی دوسرے مقصد کیلئے انکا بنانا بہرحال حرام ہے کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی صفت تخلیق کا مقابلہ ہے اور خواہ وہ کپڑے پر بنائی جائے یا بچھونے، درہم دینا پیسے، برتن یا دیوار یا کسی اور چیز پر البتہ درخت اور دوسری بے جان چیزوں کی تصویر بنانا جائز ہے۔ ان تمام احکام میں سایہ دار (مورت) اور بے سایہ صرف نقش تصویر کے مابین کوئی فرق نہیں (دونوں قسمیں ایک طرح حرام ہیں) یہ اس مسئلہ میں ہمارے مذہب کا خلاصہ ہے اور یہی قول ہے جمہور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم، تابعین اور مابعد کے علماء اور یہی مذہب ہے امام سفیان ثوری، مالک اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین وغیرھم کا۔ اسلاف میں سے بعض کا قول یہ ہے کہ سایہ دار تصویر سے منع کیا جائے گا اور ان تصویروں میں کوئی حرج نہیں جو بے سایہ ہیں لیکن یہ مذہب باطل ہے۔ اس لئے کہ جس پردہ کی تصویر پر حضور نے نکیر فرمائی بے شک وہ شبیہ و تصویر مذموم تھی حالانکہ اس تصویر کا کوئی سایہ نہ تھا دوسری احادیث اس پر مستزاد ہیں جو ہر تصویر کے متعلق مطلق ہیں۔

مگر اب ذرا صوفی صاحب کا مذہب بھی معلوم کر لیں ان کا ایک مرید خاص لکھتا ہے کہ:

''صوفیاء کی نظر میں (جو شریعت کی روح کو سمجھتے ہیں) تصویر کھنچوانا یا رکھنا حرام ہے''۔ (میرے مرشد۔ ص: ۱۳۲)

غور فرمائیں اتنے بڑے بڑے آئمہ کو تو شریعت کی روح سمجھ میں نہ آئی اور چودھویں صدی میں پیدا ہونے والا یہ صوفی صاحب جنہیں یہ بھی پتہ نہیں کہ شریعت صیغہ کونسا ہے انہیں شریعت کی روح میں سمجھ آ گئی۔ ایک مریدنی صاحبہ لکھتی ہیں:

''جب ناچیز (راقم الحروف) اپنے اہل خانہ کے ہمراہ اس علاقہ (پہلے میں گئی تھی تو مجھے بھی ان کی زیارت کا موقع ملا۔ جب ہم ان کے پاس گئے تو حضرت لاثانی سرکار کی نسبت کی وجہ سے انہوں نے ہم پر بھی بہت شفقت فرمائی اور حضرت لاثانی سرکار کی تعریف فرماتے رہے ہیں میں نے ایک خاص بات یہ دیکھی کہ انہیں بظاہر (شکل وصورت کے لحاظ سے بھی) اپنے شیخ بہت زیادہ پسند زیادہ فنائیت حاصل تھی اور ان کا چہرہ بہت زیادہ اپنے

مرشد کے چہرہ مبارک جیسا ہو گیا تھا ان کے حجرہ مبارک میں ان کے مرشد کی تصویر مبارک لگی ہوئی تھی میں نے خیال کیا کہ شائد یہ ان کی اپنی تصویر ہے بعد میں ان کی زوجہ محترمہ نے بتایا کہ وہ تو ان کے مرشد کی تصویر ہے اور پھر باباجی کی کافی عرصہ پہلے کی تصاویر دکھائیں تو میں یہ دیکھ کر بہت حیران ہوئی کہ پہلے کی تصاویر اور اب میں کوئی چیز بھی مشترک نہیں تھی ان پر قلندری فیض ہے اور میرے مرشد لاثانی سرکار نے بھی انہیں دیکھ کر فرمایا تھا کہ یہ لبالب بھرے ہوئے ہیں"۔(فیوض وبرکات۔ص:۵۷)

اول تو غور فرمائیں کہ کیا ایک جوان غیر محرم عورت کا اس طرح کسی غیر مرد کی زیارت کو جانا پھر اتنا ڈوب کر زیارت کرنا جائز ہے۔ پھر تصویر حرام کو تصویر مبارک کہنا پھر ظلم در ظلم تو یہ کہ ماقبل میں حضور کی ظاہری صورت کو اپنانے والے کو فنائیت کے درجہ پر پہنچا دیا۔

ایک اور مرید صاحب لکھتے ہیں کہ:

ایک دن خواب میں حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ کی زیارت بابرکت نصیب ہوئی تو آپ نے مجھے ایک انگوٹھی دی اور فرمایا اس میں دیکھو جب میں نے اس میں دیکھا تو مجھے خانہ کعبہ نظر آیا اس کے بعد آپ نے ایک کتاب اور چند بزرگان دینؒ کی تصاویر مبارک (عکسی) دیں جس میں حضرت پیران پیر غوث الاعظم سرکارؒ، حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ حضرت سلطان باہو سرکارؒ اور حضرت قبلہ لاثانی سرکار کے عکس مبارک نمایاں تھے"۔(فیوض وبرکات۔ص:۹۵)

تصویر (عکس) دیکھ کر چور کچھ نہ چرا سکا

یہ عنوان خود لاثانیوں نے دیا ہے اور نیچے یہ واقعہ لکھا ہے کہ:

"قارئین محترم! حضرت لاثانی سرکار صاحب کے آستانہ عالیہ پر ہمیں ہر روز نت نئے واقعات سننے کو ملتے ہیں جس سے بھی پوچھ لیں فیض وکرم کی ایک کتاب سننے کو ملے گی ایسے ہی خوش قسمت فیض یافتگان میں سے ایک عورت نے آستانہ عالیہ پر ہمیں اپنا واقعہ سنایا اور کہنے لگی! میرے پیر و مرشد لاثانی سرکار کے فیض وکرم اور دستگیری کے کیا کہنے ایک دن ہمارے

گھر ڈاکو گھس آئے ہمیں ذرا دھمکا کر الماری کی چابیاں حاصل کر لیں۔ الماری میں زیورات اور نقدی موجود تھی خوف کے مارے ہمارا برا حال ہو گیا اگر ہم چابیاں نہ دیتے تو وہ ہمیں جان سے مار دیتے انہوں نے ہماری کنپٹیوں پر پستول رکھی ہوئی تھی۔ سوائے اللہ و رسول ﷺ اور پیر و دستگیر کے کوئی ہمیں بچانے والا نہیں تھا۔ موت کو یوں سر پر کھڑا دیکھ کر مارے خوف کے ہماری آواز بھی نہیں نکل رہی تھی۔ ہم نے ایسے مشکل وقت میں اللہ تعالیٰ سے مدد مانگی اور اس کے محبوب اور اپنے پیر و مرشد لاثانی سرکار صاحب کا وسیلہ پیش کیا اور عرض کی! یا اللہ! پیر و مرشد کے طفیل ہماری مدد فرما۔ ہمارے دل اور زبان پر یہی ورد تھا اور ایک امید تھی کہ اللہ تعالیٰ مرشد کا وسیلہ رد نہیں کرے گا ہماری دستگیری ضرور ہوگی جس الماری میں زیورات وغیرہ تھے اس کے اوپر مرشد لاثانی سرکار صاحب کی تصویر مبارک رکھی ہوئی تھی جیسے ہی ایک ڈاکو نے الماری کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ اچانک اس کی نظر تصویر پر پڑی جونہی تصویر پر نظر پڑی وہ چونک گیا اسے ایک جھٹکا سا لگا اور وہ بہت خوفزدہ نظر آنے لگا ہم اس کے چہرے کے بدلتے ہوئے تاثرات دیکھ رہے تھے اس پر بہت زیادہ گھبراہٹ طاری تھی۔ وہ خوفزدہ ہو کر پیچھے ہٹنے لگا اور پھر کانپتی ہوئی آواز میں پوچھا! یہ کس کی تصویر ہے؟ ہم نے کہا! ہمارے پیر و مرشد کی تصویر ہے ۔ وہ خود کلامی کے انداز میں پیچھے ہٹتے ہوئے بولا! پیر و مرشد کی تصویر، پیر و مرشد کی تصویر۔ اس کے ساتھ ہی اس نے چابیاں پھینک دیں اور بغیر کچھ لئے کمرے سے باہر نکل گیا باہر جا کر اس اپنے ساتھیوں سے نجانے کیا کہا (ہمیں سرگوشیوں کی آواز آرہی تھیں) اور وہ بھی بغیر کچھ لئے واپس چلے گئے۔ یوں پیر و مرشد نے ہمیں اتنے بڑے نقصان سے بچا لیا''۔

(مخزن کمالات۔ ص:۱۴۱)

قطع نظر کہ یہ کہانی بنانے والے نے نسیم حجازی کے ناولز کا کتنی گہرائی سے مطالعہ کیا ہوگا ملاحظہ فرمائیں یہاں بھی پیر صاحب کی تصویر کی مشکل کشائی کے ثبوت کے ساتھ اس بات پر بھی

غور کریں کہ شروع میں کہا اللہ سے مانگا پیر کا صرف وسیلہ دیا مگر جب بچ گئے تو وہی مشرکین مکہ والا عقیدہ خدا کو بھول کر اپنے ان پیروں فقیروں اور بتوں کا شکریہ کہ انہوں نے بچالیا۔ ایک اور عنوان ذرا ملاحظہ فرمائیں۔

تصویر (عکس) نے کالا جادو نا کام بنادیا

''ایک دن حضرت ثانی سرکار کا ایک مرید (فیصل آباد) آستانہ عالیہ پر آیا اور اس نے بتایا کہ میں اپنے گھر کے ڈرائینگ روم میں اپنے پیر و مرشد لا ثانی سرکار صاحب کی تصویر مبارک لگا رکھی ہے۔ اس کی وجہ سے تصور شیخ میں آسانی ہو جاتی ہے اور ہم کئی گناہوں سے باز رہتے ہیں (مگر تصویر و بت سازی کا گناہ؟؟؟۔۔ ناقل) اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ پیر مرشد ہمیں دیکھ رہے ہیں ایک دن میرا ایک عامل دوست میرے پاس آیا اور کہنے لگا' میں کچھ مقاصد کیلئے عملیات کر رہا ہوں میرے گھر میں کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں تنہائی میسر ہو اور میں وہ عمل کر سکوں چونکہ تمہاری بیٹھک رات کے وقت کو فارغ ہی ہوتی ہے۔ اس لئے مجھے اجازت دو کہ چند دن کیلئے رات کو تمہارے اس کمرے میں آ کر اپنا عمل کر لیا کروں میں نے سوچا اس میں کوئی حرج نہیں اور اسے اجازت دے دی۔ وہ رات کے وقت میرے گھر آ کر ڈرائنگ روم میں عمل کرنے لگا لیکن تیسرے ہی دن اس نے ہاتھ جوڑ کر مجھ سے کہا! یار خدا کیلئے تم اپنے مرشد کی تصویر کو یہاں سے ہٹا دو کیونکہ آج تیسرا دن ہو گیا میں جب بھی عمل کرنے کی کوشش کرنے لگتا ہوں اس تصویر میں سے ایسی شعاعیں نکلتی ہیں جو میرے عمل کو ناکام بنا دیتی ہے میں نے بہت کوشش کر کے دیکھ لی لیکن آج تیسرا دن ہو گیا ہے میرا کوئی عمل بھی کامیاب نہیں ہو سکا (تب مجھے پتہ چلا کہ وہ کوئی کالا علم کرتا تھا اور میرے آقا تو انوار ربانی کا مخزن ہیں اور کالا علم نرا اندھیرا۔ نور کے سامنے ظلمات اور اندھیرا بھلا کہاں ٹھہر سکتا ہے) بے شک آپ گمراہی۔ اندھیرے اور جہالت کو مٹانے والے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی تصویر مبارک کے سامنے اس کے بھی عمل نے کام نہ کیا یہ تو تصویر کا عالم

ہے جہاں آپ اپنے وجود مسعود کے ساتھ موجود ہوں اس جگہ کی فضیلت کا عالم کیا ہوگیا؟۔ (مخزن کمالات۔ص:۷۱۔۷۲)

غور فرمائیں! اللہ کے رسول ﷺ تو فرما رہے ہیں کہ جس گھر میں تصاویر ہوں وہاں رحمت کے فرشتوں کا نزول نہیں ہوتا اور یہ لاثانی فرقہ کے ماننے والے اپنے پیر کی تصاویر کو بھی متبرک اور مشکل کشا بنائے ہوئے ہیں کیا شریعت محمدی ﷺ اور ارشادات نبوی ﷺ کے ساتھ اس سے زیادہ کھلا مذاق کیا جا سکتا ہے؟ ہم پوچھتے ہیں کہ آخر صوفی مسعود پر چودہ سو سال میں کونسی وحی نازل ہوئی کہ چودہ سو سال سے تو تصویر سازی حرام تھی چودہ سو سال میں تو کسی بزرگ کی تصویر سے کسی فیض کے آثار نمودار نہ ہوئے مگر چودھویں صدی میں اس صوفی نے نئی شریعت گھڑ لی کہ میرے وجود کے تو کیا کہنے میری تصویر بھی مشکل کشا ہے۔ اس پہلے پر بھی غور کریں کہ گھر میں قرآن بھی رکھا ہوگا حدیث رسول ﷺ کی کتاب بھی رکھی ہوگی اس کی برکت سے تو چوہے نہ بھاگیں ان کی مشکل کشائی تو ظاہر نہ ہوں مگر صوفی صاحب کی تصویر یہ سب کچھ کر دے کیا یہ اس بات کی دلیل نہیں کہ صوفی صاحب کی محض تصویر کو بھی قرآن سے بلند تر مقام دیا جا رہا ہے؟ العیاذ باللہ۔

صوفی صاحب کی ایک اور مریدنی اپنا واقعہ لکھتی ہیں کہ:

> "آستانہ عالیہ سے آپ کی تصویر مبارک گھر لے آئے رات کے وقت نماز و ظائف وغیرہ سے فارغ ہونے کے بعد ہم دیر تک آپ کی تصویر مبارک کی زیارت کرتے رہے نجانے اس میں ایسی کیا بات تھی کہ نظریں ہٹانے کو دل نہیں چاہتا تھا یونہی زیارت کرتے کرتے، نجانے کتنی رات بیت گئی اس کے بعد ہم سو گئے نیند سے بیدار ہوئے تو میرے شوہر نے بہت خوش اور حیرانگی کی ملی جلی کیفیت کے ساتھ مجھے بتایا کہ انکا جبڑا بالکل ٹھیک ہو چکا ہے ریشہ بھی ختم ہو چکا ہے اور دانتوں میں کوئی تکلیف نہیں"۔ (مخزن کمالات۔ص:۸۹)

غور فرمائیں! کیا اس سے زیادہ بے شرمی کی بات بھلا کوئی اور ہو سکتی ہے کہ ایک عورت ایک غیر محرم مرد جسے وہ اپنا پیر کہتی ہے کی تصویر گھر لا کر دیر تک اس کا دیدار کرتی رہے پھر اس کے حسن و عشق میں ایسی کھو جائے کہ نظر ہٹانے کو دل ہی نہیں کرتا۔ بالکل بے حیاء عورتیں جب اجنبی مردوں کو دیکھتی ہیں تو واقعہ ان کی دلی کیفیت یہی ہوتی ہوگی کہ نظریں ہٹانے کو دل ہی

نہیں چاہتا ہوگا۔ پھر ظلم دیکھیں کہ کہتی ہے وظائف پڑھتے نماز پڑھتی اللہ کو یاد کیا اس سے تو منہ کی تکلیف دور نہ ہوئی مگر پیر صاحب کی تصویر کے دشنوں نے بیڑا پار کروادیا۔

ایک اور مرید کا واقعہ سنیں:

''جناب محترم چوہدری اکبر صاحب (میانچھوں) بیان کرتے ہیں کہ میں کسی وجہ سے تقریباً ڈیڑھ سال کا عرصہ گھر سے باہر رہا گھر واپس آیا تو گھر کا نقشہ بدلا ہوا تھا گھر والے پابند صوم وصلوۃ ہو چکے تھے پوچھنے پر پتہ چلا وہ کسی بزرگ لاثانی سرکار کے مرید ہو چکے تھے اور انہوں نے گھر کے کمرے میں بھی تصویر لگا رکھی تھی باقی سب تو ٹھیک تھا لیکن مجھ کو تصویر لگانا پسند نہیں آیا میں نے کچھ اعتراض کیا لیکن گھر والوں نے کہا کہ ہم تصویر نہیں ہٹائیں گے میں اپنے والد صاحب کے پیر صاحب کے پاس گیا اور ان سے سارا مسئلہ بیان کیا تو انہوں نے کچھ دیر مراقبہ کیا اور فرمایا:

تمہارے گھر والے بڑی عظیم ہستی کے بیعت ہو چکے ہیں اور تمہیں بھی اس ہستی سے فیض حاصل ہوگا ان کی مخالفت نہ کرنا۔ گھر آ کر میں نے گھر والوں کو ساری بات بتائی تو انہوں نے مجھے حضرت لاثانی سرکار کے فیض و کرم کے متعلق ایسے واقعات سنائے کہ میں حیران رہ گیا پھر میں نے توبہ کی اور میں بھی بذریعہ پیپر بیعت حضرت لاثانی سرکار کے سلسلہ عالیہ میں داخل ہو گیا''۔ (مخزن کمالات۔ ص: ۹۲)

غور فرمائیں! اس بیچارے نے غیرت کا مظاہرہ کیا کہ گھر میں نوجوان عورتیں ہیں ایک اجنبی مرد کی تصویر مناسب نہیں پھر شریعت بھی اس کی اجازت نہیں دیتی مگر بجائے یہ کہ شریعت پر عمل کیا جاتا حدیث رسول ﷺ کا پاس کیا جاتا صوفی صاحب کے مریدین نے اس کی مخالفت شروع کر دی اور ڈرا دھمکا کر نہ صرف اس سے بھی بیعت کروائی بلکہ توبہ بھی کروادی سبحان اللہ! آج تک تو ہم یہی سنتے رہے کہ فعل حرام و گناہ کے ارتکاب پر توبہ کی جاتی ہے مگر صوفی صاحب کی یہ نئی شریعت ہے جہاں گناہ سے رد کنے پر توبہ کروائی جاتی ہے۔

اب آخر میں ہم ایک بار پھر صوفی صاحب کے امام اہل سنت کا فیصلہ کن فتویٰ نقل کئے دیتے ہیں تا کہ ہر طرح سے اتمام حجت ہو جائے۔

''بالقصد تصویر کی عظمت و حرمت کرنا اسے معظم دینی سمجھنا اسے بوسہ دینا سر پر رکھنا آنکھوں سے لگانا اس کے سامنے دست بدستہ کھڑا ہونا اس کے لائے جانے پر قیام کرنا اسے دیکھ کر سر جھکانا وغیرہ ذلک افعال تعظیم بجالانا یہ سب سے اخبث اور قطعاً یقیناً اور اجماعاً اشد حرام و سخت کبیرہ ملعونہ ہے اور صریح کھلی بت پرستی سے ایک ہی قدم پیچھے ہے''۔

(رسائل رضویہ۔ ج ا ص: ۲۶۶)

ماہ محرم کی بدعات

''ایام محرم میں آپکی حالت دیدنی ہوتی تھی۔ حضرت امام حسینؓ کے فضائل و مصائب مریدوں کے سامنے بیان فرماتے تو خود بھی زار و قطار روتے اور سامعین کو بھی رلاتے اور ایام محرم کا بہت احترام فرماتے۔ ۹،۸ اور ۱۰ تاریخ کو گھر میں کوئی بلب روشن نہ کرتے ایک دن گھر میں کسی نے موم بتی جلا کر فریزر پر رکھدی تو فریزر ہی جل گیا۔ ایام محرم میں

اگر کوئی حاجی آتا تو اسکے گلے میں ہار نہ ڈالتے

کسی کی شادی کا کارڈ وصول نہ کرتے

کسی بھی خوشی کی بات پر لفظ ''مبارک'' قطعاً استعمال نہ کرتے''۔

(مرشد اکمل۔ ص: ۲۱)

حالانکہ ان تمام امور کا شریعت سے کوئی تعلق نہیں یہ اس صوفی کی خانہ ساز بدعات ہیں محرم میں رونا پیٹنا، ماتم کرنا یہ سب شیعہ مذہب کی خرافات و بدعات ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تعلیمات نقشبندیہ بمقابلہ تعلیمات لاثانیہ

قارئین کرام! صوفی مسعود احمد صاحب اپنے نام کے ساتھ نقشبندی لکھتا ہے اور اپنے مریدوں کو بھی اسی سلسلہ میں بیعت کرتا ہے۔ صوفی صاحب کے نام نہاد سلسلے میں جو وظائف دئے جاتے ہیں ان پر یہ عنوان ہے:

''سلسلہ عالیہ نقشبندیہ چادریہ لاثانیہ کے وظائف

(نوری کرنیں۔ص:۶۴)

اسی طرح صوفی صاحب نے اپنا جو شجرہ دیا ہے اس میں نقشبندی سلسلے کے سرخیل حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں یہ اشعار ہیں:

قلب میں تجدید نور معرفت ہوتی رہے

الف ثانی کے مجدد و مقتدا کے واسطے

(نوری کرنیں۔ص:۹۷)

مگر حقیقت یہ ہے کہ اس شخص کو نقشبندی سلسلے سے دور دور تک کوئی واسطہ نہیں۔ نقشبندی سلسلے کا نام صرف لوگوں کو دھوکہ دینے کیلئے استعمال کیا جارہا ہے۔ ورنہ صوفی صاحب نقشبندی سلسلے کا کھلم کھلا باغی ہے۔ جو آدمی مریدوں کے خوابوں کی بنیاد پر قرآن و حدیث کے مقابلے پر اتر آئے تو اس کیلئے یہ کونسا مشکل ہے کہ وہ نقشبندی سلسلے کے مقابلے میں اپنا ایک سلسلہ گھڑ لے اور نقشبندی سلسلے کے مقابلے میں من مانے طریقے نکال کر یہ کہہ دے کہ مجھے خواب آیا تھا کہ اس سلسلے میں یہ چیز بھی کرو۔ اس باب میں ہم صوفی صاحب کے ان عقائد یا تعلیمات کا جائزہ لیں گے جو نقشبندی سلسلے سے بالکل متصادم ہیں تاکہ ان کے مریدوں کو ہوش آجائے کہ آپ کے پیر صاحب زمزم کے نام پر معاذ اللہ شراب فروخت کر رہے ہیں۔

ذکر بالجہر

سلسلہ نقشبندیہ میں ذکر بالجہر کو پسند نہیں کیا جاتا چنانچہ حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں کہ:

''نیز آپ نے پوچھا تھا کہ ذکر بالجہر سے منع کرتے ہیں کہ بدعت ہے''۔

(مکتوبات۔ مکتوب ۲۳۱۔ مترجم سعید احمد نقشبندی بریلوی۔ ج ۲۔ ص:۵۳۴ مطبوعہ دہلی)

مزید فرماتے ہیں:

''ایک دن میں حضرت ایشاں رحمۃ اللہ علیہ کی ملازمت میں مجلس طعام میں حاضر تھا شیخ کمال نے جو حضرت خواجہ قدس سرہ کے مخلص دوستوں

میں تھا کھانا شروع کرتے وقت حضرت ایشان کے حضور میں اسم اللہ کو بلند کیا حضرت کو بہت ناخوش معلوم ہوا اور یہاں تک جھڑکا اور فرمایا کہ اس کو کہہ دو کہ ہماری مجلس طعام میں حاضر نہ ہوا کرے اور میں نے حضرت ایشان سے سنا کہ حضرت خواجہ نقشبندی قدس سرہ علمائے بخارا کو جمع کر کے حضرت امیر قدس سرہ کو خانقاہ میں لے گئے تھے تا کہ ان کو ذکر جہر سے منع کریں علماء نے حضرت امیر کی خدمت میں عرض کیا کہ ذکر جہر بدعت ہے نہ کیا کریں انہوں نے جواب میں فرمایا کہ نہ کریں گے۔ جب اس طریقے کے بزرگوار ذکر جہر سے منع کرنے میں اس قدر مبالغہ کرتے ہیں تو پھر سماع اور رقص اور وجد کا ذکر کیا''۔

(مکتوبات۔مکتوب ۲۶۶۔جلد دوم۔ص ۶۷۴)

ان حوالوں سے معلوم ہوا کہ مشائخ نقشبندیہ ذکر بالجہر کو پسند نہیں کرتے بلکہ اس کو بدعت کہتے ہیں مگر دوسری طرف صوفی مسعود احمد نام نہاد نقشبندی کی تعلیمات بھی ملاحظہ فرمالیں:

''مرد باآواز بلند اور خواتین دھیمی آواز سے اللہ کا ذکر شروع کر دیں''۔

(نوری کرنیں۔ص:۱۶۰)

ایک اور حوالہ ملاحظہ ہو:

''کہیں ذکر جلی اختیار کیا گیا تو کہیں ذکر خفی کو اختیار کیا گیا اگرچہ سلسلہ نقشبندیہ میں ذکر بالجہر کا بالکل تصور نہ تھا مگر موجودہ زمانے کے حالات کے مدنظر رکھتے ہوئے نقشبندی سلسلے کے کئی صوفیاء عظام نے اپنے سلاسل میں ذکر بالجہر کی اجازت دے دی کیونکہ اس سے نہ صرف ذوق وشوق پیدا ہوتا ہے بلکہ وسواس کو دور کرنے کیلئے ذکر بالجہر اکسیر اعظم ہے بعض نادان لوگ اجتماعی ذکر اور حلقہ ذکر کو بدعت کہہ دیتے ہیں''۔

(نوری کرنیں۔ص:۴۲)

غور فرمائیں خود صاف اقرار کر رہے ہیں کہ ذکر بالجہر کا نقشبندی سلسلے میں بالکل تصور نہیں مگر موجودہ دور کے صوفیاء نے اس کی اجازت دی ہے ہم پوچھنا چاہتے ہیں کہ یہ صوفیاء کون ہیں؟ اور آخر انہیں نقشبندی تعلیمات میں یہ من مانی تحریفات کا اختیار کس نے دیا؟ پھر بدبختی

کی انتہاء ملاحظہ فرمائیں کہ اکابر نقشبند تو ذکر بالجہر کو بدعت کہہ رہے ہیں اور یہ ان پر نادان ہونے کا فتوی لگا رہے ہیں۔کیا اب بھی ان کو یہ حق ہے کہ خود کو نقشبندی کہیں؟
حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

''جن لوگوں نے اس سلسلہ میں بعض نئی اور بے اصل باتیں داخل کی ہیں ان سے اس سلسلے کی تکمیل نہیں بلکہ اس سلسلے کی تخریب اور اسے ضائع کرنا ہے''۔

(مکتوب نمبر:۱۳۱۔دفتر اول حصہ سوم)

جشن ولادت

ماقبل میں ہم نے لاثانی فرقے کی کتابوں کے حوالے پیش کئے کہ صوفی مسعود ہر سال دھوم دھام سے اپنا جشن ولادت مناتا ہے۔حالانکہ حضرت مجدد الف ثانی نے حضور ﷺ کی ولادت کے جشن منانے کی بھی سختی سے تردید کی ہے تو کسی اور کا جشن ولادت منانا ان کی تعلیمات کی رو سے کس طرح جائز ہوسکتا ہے؟بطور مشتے نمونہ از خروارے صرف چند حوالے ملاحظہ ہوں۔حضرت مجدد صاحب ؒ کو ان کے ایک مرید نے خط لکھا کہ اگر میلاد کی محفل تمام خرافات سے پاک ہو تو کیا اس کے جواز کی کوئی صورت نکل سکتی ہے تو آپ نے فرمایا:

''اگر ایسے طریقے سے مولود پڑھیں کہ قرآنی کلمات میں تحریف واقع نہ ہو اور قصائد پڑھنے میں شرائط مذکورہ متحقق نہ ہوں اور اس کو بھی صحیح غرض سے تجویز کریں تو پھر کونسی رکاوٹ ہے۔میرے مخدوم!فقیر کے دل میں یہ خیال آتا ہے کہ جب تک اس دروازہ کو پوری طرح بند نہ کریں گے بوالہوس باز نہ آئیں گے اگر تھوڑا سا جائز کرو گے تو وہ زیادہ ہو جائے گا مشہور مقولہ ہے کہ تھوڑی چیز زیادہ بن جاتی ہے۔والسلام''۔

(مکتوب۔۲۷۔دفتر سوم۔جلد سوم۔ص:۱۴۴۷)

ایک اور جگہ مولود خوانی کے متعلق لکھتے ہیں:

''یہ مجلس واجتماع ان کی موجودگی میں منعقد ہوتا تو حضرت قدس سرہ اس امر سے راضی ہوتے اور اس اجتماع کو پسند کرتے یا نہ۔فقیر کا یقین ہے کہ حضرت قدس سرہ ہرگز اس کو پسند نہ کرتے بلکہ انکار کرتے''۔

(مکتوب ۲۷۳۔ دفتر اول۔ حصہ پنجم جلد دوم۔ ص ۷۳۳)

اس عبارت سے چند سطر پہلے لکھتے ہیں کہ:

''اس منع کرنے میں فقیر کا مبالغہ اپنی طریقت کی مخالفت کے باعث ہے طریقت کی مخالفت خواہ سماع ورقص سے ہو خواہ مولود خوانی وشعر خوانی سے''۔

(مکتوبات۔ جلد دوم۔ ص: ۷۳۲)

غور فرمائیں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ تو جشن میلاد، قوالیوں، رقص، سماع کی محافل کو نقشبندی سلسلہ کی مخالفت بتا رہے ہیں مگر صوفی مسعود احمد کیسا نقشبندی ہے جو آج ان تمام بدعات کو زور وشور سے سرانجام دے رہا ہے اور ان کے فضائل پر من گھڑت خواب سنا رہا ہے۔

قوالیاں رقص

صوفی مسود احمد ہر سال اپنی محافل میں پابندی کے ساتھ نوجوان امرد لڑکوں، فاسق فاجر مسلم وغیر مسلم قوالوں سے ڈھول، بینڈ باجے، پر قوالیاں پڑھواتا ہے اور اس پر مرد عورت ناچتے ہیں ہمیں صوفی کے مریدوں نے صوفی صاحب پر بنی ہوئی جو ڈاکومینٹری ویڈیو دی ہے اس کے آخر میں ایک محفل کا حال دیکھا جا سکتا ہے جس میں عورتوں اور مرد کس طرح بدمست ہاتھیوں کی طرح نام نہاد وجد کے نام پر دھمال ڈال رہے ہیں ناچ رہے ہیں ان شیطانی محافل کی ویڈیوز آپ اپنی آنکھوں سے YouTube اور لاثانی سرکار کی ویب سائٹ پر ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ مگر مجدد الف ثانیؒ اس قسم کی محافل کے متعلق فرماتے ہیں کہ:

''ان شرائط میں سے اکثر آج کل کے سماع سننے والوں میں مفقود ہیں بلکہ اس قسم کا سماع اور رقص جو اس وقت عام ہے اور اس قسم کا اجتماع جو آج کل مروج ہے کوئی شک نہیں کہ یہ سراسر مضر اور تربیت باطنی کے بالکل خلاف ہے ایسے سماع سے عروج کا خیال کرنا بالکل بے معنی اور اس صورت میں روحانی ترقی متصور نہیں ہو سکتی اس مقام میں سماع سے امداد و اعانت معدوم ہے بلکہ اس کی جگہ ضرر اور منافات موجود ہے''۔

(مکتوب نمبر ۲۸۵۔ دفتر اول۔ حصہ پنجم)

اس مکتوب میں تفصیل کے ساتھ سماع کی نفی کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ ماقبل میں بھی ایک

حوالہ گزر چکا ہے جس میں سماع کو طریقہ نقشبندیہ کی مخالفت کہا گیا ہے۔ حضرت مجددؒ تو ان قوالیوں کو تربیت باطنی کے بالکل خلاف سمجھتے ہیں مگر صوفی اس کو تصوف کی معراج تصور کرتا ہے۔ آخر صوفی کی کن کن باتوں اور گمراہیوں کا ذکر کیا جائے؟

صوفیاء کے بعض سلاسل میں جو "سماع" کو مباح لکھا اس کی حقیقت صرف اتنی ہے کہ کسی خوشحان شخص جو خود بھی باشرع ہو اور تصوف کے رموز کو جانتا ہو صاحب سلسلہ ہو اس سے نصائح و عبرت پر مشتمل اشعار سن لینا۔ صوفی صاحب کا سماع اور موجودہ دور کی قوالیاں کسی کے ہاں بھی جائز نہیں جیسا کہ ہم ماقبل میں مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی کے حوالے سے تفصیل پیش کر چکے ہیں۔ امام غزالیؒ نے پانچ اسباب اگر سماع میں ہوں تو اسے ناجائز لکھا ہے:

(۱) اشعار پڑھنے والا امرد یا عورت ہو (امرد وہ لڑکا جس کی داڑھی مونچھ نہ ہو)

(۲) سماع مزامیر، طبلہ سارنگی کے ساتھ پڑھا جائے۔

(۳) فحش یا غیر شرعی اشعار ہوں

(۴) سننے والے نوجوان یا فاسق ہوں

(۵) سماع کو پیشہ بنالیا جائے

(ملخصاً کیمیائے سعادت۔ جلد اول۔ ص: ۳۷۶ تا ۳۸۱ فارسی طبع ایران)

مروجہ قوالیوں میں یہ تمام اسباب بوجہ اتم پائے جاتے ہیں پڑھنے والے قوال پیشہ ور ہوتے ہیں بھاری بھاری رقوم نہ صرف معاوضے میں لیتے ہیں بلکہ لاکھوں مالیت کے نوٹ ان پر نچھاور کئے جاتے ہیں، پڑھنے والے اور سننے والوں دونوں فاسق و فاجر سب کے سب سنت داڑھیوں سے محروم، اور قوالیاں باقاعدہ طبلہ سارنگی پر تالیاں بجا کر پڑھی جاتی ہیں جبکہ اکثر قوالیاں غیر شرعی اشعار پر مشتمل ہوتی ہیں۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے سماع کے جواز و عدم جواز پر تفصیلی گفتگو کی اور ان کا رجحان بھی سماع کے جواز کی طرف ہے (وہ سماع جس کی حقیقت ہم ماقبل میں بیان کر چکے ہیں نہ کہ موجودہ دور کی قوالیاں) مگر وہ بھی یہ اقرار کرتے ہیں کہ:

"دوسری قسم وہ اشتعال وگانا جسے فنکار فن موسیقی کے تحت گاتے ہیں اور اشعار میں گدازگی اختیار کرتے ہیں اور آوازوں میں ایسا اتار چڑھاؤ

کرتے ہیں جس سے نفس میں ہیجان وسرور آتا ہے اور دلوں کو خوشی و
مسرت سے گرماتا ہے یہ قسم علماء کے درمیان مختلف فیہ ہے ایک گروہ مباح
رکھتا ہے اور ایک گروہ حرام قرار دیتا ہے اور ایک گروہ مکروہ بتاتا ہے علماء
فرماتے ہیں کہ امام مالکؒ امام شافعیؒ امام ابوحنیفہؒ اور امام احمدؒ سے زیادہ
مشہور و اصح قول کراہت ہے اگرچہ حرام کا اطلاق بھی ہے چنانچہ قاضی ابو
الطیب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے حرمت کا قول نقل کرتے ہیں اور شیخ
شہاب الدین سہروردی عوارف المعارف میں فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ
رحمۃ اللہ علیہ غنا کو ذنوب و معصیت میں شمار کرتے ہیں''۔

(مدارج النبوۃ۔ ج ۱۔ ص: ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ مدینہ پبلشنگ کراچی)

غور فرمائیں کہ جب اشعار کو صرف گانوں کے طرز پر گنگنا کر پڑھنا اتنے بڑے آئمہ کے ہاں مکروہ اور حرام ہے تو ان اشعار کو باقاعدہ گانا بنا کر تالیاں ڈھول سارنگی بجا کر پڑھنے کی حرمت میں بھلا کس کو اختلاف ہوسکتا ہے؟ بات دور نکل گئی اب ہم اپنے اصل موضوع کی طرف پھر آتے ہیں۔

بدعت حسنہ وسیئہ

صوفی مسعود احمد صاحب بدعت کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

''ہر وہ کام جو حضور کے بعد شروع ہو ''بدعت'' ہے اچھا کام بدعت حسنہ
اور برا کام بدعت سیئہ کہلاتا ہے۔ بدعت حسنہ جائز اور بدعت سیئہ منع
ہے''۔ (راہنمائے اولیاء مع روحانی نکات۔ ص: ۲۲۴)

اس صفحے کے اوپر یہ عبارت ہے

کفر کے بعد سب سے بڑا گناہ کسی کی دل آزاری ہے
(حضرت مجدد الف ثانیؒ)

آیئے اب انہی حضرت مجدد الف ثانیؒ کے اقوال کی روشنی میں بدعت حسنہ کی حقیقت معلوم کر لیتے ہیں:

''سنت اور بدعت دونوں پورے طور پر ایک دوسرے کی ضد ہیں ایک کا

وجود دوسرے کے نقیض و نفی کو مستلزم ہے پس ایک کا زندہ کرنا دوسرے کو مارنے کا مستلزم ہے یعنی سنت کا زندہ کرنا بدعت کے مارنے کا موجب ہے اور بالعکس۔ پس بدعت خواہ اس کو حسنہ کہیں یا سیئہ رفع سنت کو مستلزم ہے۔ شائد حسن نسبی یعنی اضافی کا اعتبار ہوگا کیونکہ حسن مطلق وہاں گنجائش نہیں رکھتا کیونکہ تمام سنتیں حق تعالیٰ کے نزدیک مقبول و پسندیدہ ہیں ان کے اضداد یعنی بدعتیں شیطان کی پسندیدہ ہیں۔ آج یہ بات بدعت کے پھیل جانے کے باعث اکثر لوگوں کو ناگوار معلوم ہوتی ہے لیکن ان کو معلوم ہو جائے گا کہ ہم ہدایت پر ہیں یا یہ لوگ۔ منقول ہے کہ حضرت مہدی رضی اللہ تعالیٰ اپنی سلطنت کے زمانے میں جب دین کو رواج دیں گے اور اس کو حسن خیال کر کے دین کے ساتھ ملا لیا ہوگا تعجب سے کہے گا اس شخص نے ہمارے دین کو دور کر دیا۔ اور ہمارے مذہب وملت کو مار دیا اور خراب کر دیا ہے۔ حضرت مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس عالم کے قتل کا حکم فرمائیں گے اور حسنہ کو سیئہ خیال کریں گے"۔

(مکتوب نمبر ۲۵۵۔ دفتر اول، حصہ چہارم)

اللہ اکبر! صوفی صاحب اس مکتوب کو بار بار پڑھیں حضرت مجدد فرماتے ہیں کہ بدعت خواہ حسنہ ہو یا سیئہ سنت کی ضد اور سنت کو ختم کرنے والی ہے۔ آپ لوگوں کے سامنے حضرت مجددؒ کے اقوال تو پیش کرتے ہیں مگر خود نقشبندی سلسلے کے باغی بنے ہوئے ہیں۔ ہمارے بریلوی بھائی بھی ذرا غور فرمائیں کہ حضرت امام مہدیؒ کے دور میں ان کا کیا حشر ہوگا؟ فاعتبروا

حضرت مجدد مزید فرماتے ہیں:

"جو بدعت بھی ہو وہ ضرور سنت کو مٹاتی ہے اور اس کے مخالف ہوتی ہے لہٰذا بدعت میں کوئی خیر وحسن نہیں اور کاش کہ میں جان لیتا کہ دین کامل میں پیدا شدہ بدعت کو حسن کہنے والوں نے کیسے اسے حسن کہنے کا فیصلہ کر لیا حالانکہ دین کامل ہو چکا ہے اور پسندیدہ اسلام کی نعمت مکمل ہو چکی ہے اور انہیں یہ معلوم نہ ہو سکا کہ دین کے اکمال واتمام کے بعد اس میں بدعت کا اجراء اور اس سے رضائے الٰہی کا حاصل ہونا درستی سے دور ہے تو

حق کے بعد نہیں مگر گمراہی اور اگر وہ جانتے کہ دین کامل میں کسی محدث (بدعت) کو حسن کہنا اس کے عدم کمال کو مستلزم ہے اور نعمت کے ناکمل ہونے سے خبر دیتا ہے تو وہ ایسا کہنے کی جرات نہ کرتے اے اللہ ہمیں نہ پکڑ اگر ہم بھول جائیں یا خطاء کر بیٹھیں"۔

(مکتوب نمبر ۱۹۔ دفتر دوم حصہ اول جلد دوم۔ ص: ۹۸۸)

یہ مکتوب اس قدر واضح ہے کہ اس پر کسی قسم کے تبصرے کی بھی ضرورت نہیں۔

نبی ﷺ نور ہیں یا بشر

صوفی صاحب اپنے پیر صاحب چادر والی سرکار کا قول نقل کرتے ہیں کہ:

"آپؒ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں کئی مرتبہ فرمایا کہ "ایک جلسہ عام کراؤ وہاں ہم دنیا والوں کے سامنے یہ راز کھولیں گے کہ نبی پاک ﷺ نور ہیں"۔

(مرشد اکمل۔ ص: ۱۷۶)

جبکہ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"دوسری بات جو ان بزرگوں کے ساتھ خاص ہے یہ ہے کہ حضرات (یعنی انبیاء) دوسرے لوگوں کی طرح اپنے آپ کو بشر ہی کہتے ہیں"۔

(مکتوب نمبر ۶۳)

مجدد الف ثانیؒ تو انبیاء کو بشر مانتے ہیں اور یہ لا ثانی کہتے ہیں کہ نہیں نبی ﷺ تو نور تھے۔ پھر عبارت پر غور فرمائیں "دنیا والوں کے سامنے راز کھولیں گے" یعنی چودہ سو سال سے یہ بات راز چلی آ رہی ہے کہ حضور ﷺ نور ہیں چودہ سو سال سے اس راز کو کسی فقیہ کسی محدث کسی عالم کسی پیر کسی ولی صوفی نے نہیں کھولا، اب نہ معلوم صوفی صاحب کے پیر پر یہ راز کہاں سے افشاء ہوا کہ حضور ﷺ "نور" ہیں۔ پھر ہم صوفی صاحب سے سوال کرتے ہیں کہ جب آپ کے پیر صاحب بار بار جلسہ منعقد کرنے کا کہہ رہے ہیں تو کیا آپ حضرات نے یہ جلسہ منعقد کیا؟ اگر نہیں تو چودہ سو سال بعد جو راز آپ کے پیر صاحب پر کھلا کیا امت مسلمہ کو یہ راز بتائے بغیر شیعہ کے امام غائب کی طرح اس دنیا سے چلے جانے پر وہ گناہ گار اور مجرم

ہوئے کہ نہیں؟ آپ کے مریدین کا آپ کے متعلق عقیدہ ہے کہ آپ مردے زندہ کر سکتے ہیں اور خود آپ کا بھی عقیدہ ہے کہ آپ کے پیر صاحب مرے نہیں جب چاہیں آ سکتے ہیں تو اب اپنے پیر صاحب کو بلا لیجئے جلسے کے تمام انتظامات ہمارے ذمہ اس سے جہاں امت مسلمہ پر اس عظیم راز کا انکشاف ہو جائے گا وہیں آپ کی اس کرامت کا ظہور اور امتحان بھی ہو جائے گا۔ کیا خیال ہے؟

یاد رہے اگر نور سے مراد آپ ﷺ کی تعلیمات، آپ ﷺ کا لایا ہوا دین، آپ ﷺ کی سنتیں ہیں تو ہمیں اس سے انکار نہیں مگر یہ چیزیں راز نہیں جس کو کھولنے کی ضرورت پڑے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب ہشتم
متفرقات

عرب کے مشرکین اور لاثانی فرقے کے مشرکین کا عقیدہ

قارئین کرام قرآن پاک میں اللہ رب العزت عرب کے مشرکین کا ایک شرکیہ عقیدہ بیان فرماتا ہے کہ:

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَ الْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَ هٰذَا لِشُرَكَآئِنَا فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ

(سورہ انعام، آیت ۱۳۶، پارہ ۸)

اور ان لوگوں نے اللہ کیلئے ایک حصہ کھیتیوں اور مویشیوں میں سے مقرر کر دیا جو اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزیں ہیں سو انہوں نے اپنے خیال سے یوں کہا کہ یہ اللہ کیلئے ہے اور یہ ہمارے شرکاء کیلئے ہے سو جو ان کے معبودوں کیلئے ہے وہ اللہ کی طرف نہیں پہنچتا اور جو اللہ کیلئے ہے وہ ان کے شرکاء کی طرف پہنچ جاتا ہے یہ لوگ کیا ہی برا فیصلہ کرتے ہیں۔

مفسرین کرامؒ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ مشرکین نے اپنے اموال میں خود ساختہ تقسیمیں کی ہوئی تھیں کچھ حصہ تو بتوں کیلئے مقرر کرتے کچھ اللہ کیلئے اب ہوتا یہ کہ جو حصہ اللہ کیلئے مقرر ہوتا اس میں سے کوئی چیز اگر بتوں والے حصہ میں چلی جاتی تو رہنے دیتے اور کہتے بھلا اللہ کو اس کی کیا حاجت اور اگر بتوں والے حصہ میں سے کوئی چیز اللہ کے نام کئے ہوئے حصہ میں چلا جاتا تو فوراً اس کو جدا کر کے دوبارہ بتوں والے حصہ میں شامل کر لیتے۔

اب آئیے ہم آپ کو پاکستان کے ایک ایسے ہی مشرک یعنی صوفی مسعود احمد المعروف لاثانی سرکار کے عقیدے سے واقف کراتے ہیں جس نے اپنی شریعت میں بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے درمیان اسی طرح تقسیم کی ہوئی ہے اور جو حصہ اللہ کے نام پر ہوا سے تو ہر ایک کے نصیب میں دینے کا عقیدہ رکھتے ہیں اور جو حصہ نبی ﷺ کے نام پر ہو تو اسے صرف مخصوص لوگوں کو دینے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔۔ چنانچہ اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ:

''میرے پیرو مرشد سیدنا چادر والی سرکار کا طریق یہ تھا کہ آپ اگر کبھی اللہ کے نام پر دینا چاہتے تو خواہ کیسا ہی انسان ہوتا اس کو خیرات کر دیتے لیکن

جب بھی حضور نبی کریم ﷺ، اہل بیت، یا بزرگان دین کے نام پر کسی کو کچھ
(کھانا، لباس، یا استعمال کی کوئی چیز) دیتے تو ہمیشہ یہ احتیاط فرماتے کہ
کوئی نیک مومن یا پرہیزگار آدمی کو ہی خیرات کریں۔
(راہنمائے اولیاء مع روحانی نکات، ص۲۵۲)

کیا صوفی صاحب اپنے پیر جی کی اس خودساختہ تقسیم کا ثبوت قرآن وحدیث یا فقہ کی کتاب سے دینے کی جرات کریں گے؟

اسی طرح اللہ رب العزت مشرکین مکہ کا ایک اور شرکیہ عقیدہ بیان فرماتے ہیں کہ:

وَ قَالُوْا هٰذِهٖۤ اَنْعَامٌ" وَّ حَرْثٌ" حِجْرٌ" لَّا یَطْعَمُهَاۤ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ (انعام،۱۲۶)

اور انہوں نے اپنے خیال کے مطابق یوں کہا کہ یہ مویشی اور کھیتی ہے جس پر پابندی ہے اس کو بس وہی لوگ اس میں سے کھائیں گے جس کو ہم چاہیں

آگے اللہ تعالیٰ ان کا ایک اور عقیدہ بیان فرماتا ہے کہ:

وَ قَالُوْا مَا فِیْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَ مُحَرَّمٌ" عَلٰۤى اَزْوَاجِنَا (سورہ انعام، آیت ۱۲۹)

اور انہوں نے کہا کہ جو کچھ ان جانوروں کے پیٹوں میں ہے وہ ہمارے مردوں کیلئے خالص ہے اور ہماری بیویوں پر حرام قرار دیا گیا ہے

یعنی ان مشرکین کا ایک شرکیہ عقیدہ یہ بھی تھا کہ نذر و نیاز پر خودساختہ پابندیاں لگائی ہوئی تھیں کہ اسے صرف وہی لوگ کھا سکتے ہیں جسے ہم چاہیں یا اس مال کو مرد تو کھا سکتے ہیں عورتوں پر حرام ہے۔ جیسے یہ بھی عقیدہ پاکستان کے مشرک "لاثانی سرکار" کا بھی ہے بس فرق یہ ہے کہ مشرکین نے عورتوں پر حرام قرار دیا تھا اس نے اپنی خودساختہ شریعت میں مردوں پر حرام قرار دیا ملاحظہ ہو:

"آپ کی احتیاط کا تو یہ عالم تھا کہ ازواج مطہرات کے نام پر دی جانے والی چیزیں کو تو کسی مرد کو ہاتھ بھی نہ لگانے دیتے تھے اور ازواج مطہرات کے نام پر دیتے وقت نیک اور پرہیزگار خواتین کو ہی دیتے"۔

(رہنمائے اولیاء مع روحانی نکات، ص۲۵۲)

ہم نام نہاد صوفی صاحب سے مطالبہ کرتے ہیں کہ اگر ان میں جرات ہے تو اپنے پیر کی اس خود ساختہ شریعت کا ثبوت قرآن و حدیث یا مستند کتب فقہ سے دیں بصورت دیگر ہم یہ فیصلہ اپنے پڑھنے والوں پر چھوڑتے ہیں کہ وہ قرآن کی آیات پڑھ کر ان مشرکوں پر لعنت بھیجتے ہیں یا اس کے ہاتھ پر بیعت ہو کر مشرکین مکہ کے گروہ میں شامل ہونا پسند کرتے ہیں۔۔ یاد رہے کہ نذر و نیاز منت وغیرہ صرف اللہ کیلئے ہے انبیاء یا بزرگوں کے نام کی نذر و نیاز کا مال خنزیر سے بھی زیادہ نجس و مردار ہے مطالبے پر ثبوت بھی انشاءاللہ فراہم کر دئے جائیں گے۔

صوفی مسعود المعروف لاثانی سرکار کا گمراہ کن عقیدہ

طبلہ سارنگی حرام نہیں

قارئین کرام میرے نبی کریم رؤف رحیم ﷺ کا فرمان ہے کہ:

''بلاشبہ اللہ تعالی نے مجھے جہانوں کیلئے رحمت بنا کر اور جہانوں کیلئے ہدایت بنا کر بھیجا ہے اور میرے رب نے مجھے حکم دیا کہ گانے بجانے کے آلات کو اور بتوں کو اور صلیب کو اور جہالیت کے کاموں کو مٹادوں''۔ (مشکوۃ المصابیح، ص۳۱۸)

نبی ﷺ تو فرما رہے ہیں کہ میری بعثت کے مقاصد میں سے ایک مقصد گانے باجے کے آلات مثلاً ڈھول، طبلہ، سارنگی وغیرہ کو مٹانا بھی ہے اور اس کے مٹانے کا حکم مجھے اللہ نے دیا مگر ''شیطانی حرکتوں میں لاثانی'' فرقے والے کہتے ہیں کہ:

طبلہ سارنگی حرام ہے جب وہ غلط طرف لیکر جائے لیکن جب یہی چیزیں روحانیت کی جانب لیکر جائیں تو حرام نہیں

(میرے مرشد، ص132، اشاعت چہارم 2005)

اب آپ فیصلہ کریں کہ نبی ﷺ کے فرمان پر عمل کرتے ہوئے عشق رسالت کا ثبوت دیتے ہیں یا ایسے گمراہوں کا ساتھ دیکر گمراہ ہوتے ہیں۔

صوفی مسعود احمد لاثانی کافر یا مسلمان؟

قارئین کرام مشہور حنفی فقیہ ابن نجیم حنفی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور و معروف فتاوی کی کتاب ''البحر الرائق'' میں فرماتے ہیں کہ:

لو تزوج بشهادة الله ورسوله لا ينعقد ويكفر لاعتقاده ان النبی ﷺ يعلم الغيب

(البحر الرائق، ج۳، ص ۱۵۵، کتاب النکاح)

کسی شخص نے نکاح کیا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو گواہ بنا کر تو نکاح منعقد نہ ہوگا اور یہ شخص کافر ہو جائے گا اس لئے کہ اس نے یہ اعتقاد کر لیا کہ نبی ﷺ غیب جانتے ہیں۔

یہاں نبی ﷺ کو عالم الغیب جاننے والے کو صریح طور پر کافر کہا جا رہا ہے اب ذرا لاثانی سرکار کی کتاب کا ایک حوالہ بھی ملاحظہ فرماتے جائیں:

ان دونوں مثالوں سے نہ صرف حضور ﷺ کے اختیارات ظاہر ہوتے ہیں بلکہ حضور ﷺ کا علم الغیب بھی ثابت ہوتا ہے۔

(راہنمائے اولیاء مع روحانی نکات، ص: ۱۵)

اب صوفی مسعود لاثانی کے مرید خود ہی فیصلہ کر لیں کہ تمہارا یہ پیر کافر ہے یا مسلمان اور اس کے ہاتھ پر بیعت کرنے والے جہنمی ہیں یا جنتی۔؟

صوفی مسعود احمد لاثانی سرکار ولی اللہ یا عیسائی پادری؟

فیصلہ آپ کریں

نام نہاد صوفی مسعود احمد عیسائیوں سے اپنی یاری نبھاتے ہوئے ہر سال اپنے آستانے پر جشن میلاد عیسیٰ علیہ السلام مناتا ہے جو خالصۃ عیسائی شعار ہے اس جشن میں ایک عیسائی پادری صوفی مسعود بریلوی کے آستانے کے متعلق کیا کہتا ہے یہ ای کی زبانی پڑھئے:

''پاسٹر یکسن معراج نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آج ہمیں صوفی مسعود احمد صدیقی لاثانی سرکار کے آستانہ عالیہ آ کر بہت خوشی ہوئی اور یہاں کا روحانی ماحول ہمیں بالکل گرجا گھر جیسا ماحول لگا''۔

﴿ماہنامہ لاثانی انقلاب انٹرنیشنل، فروری ۲۰۱۱ء ص ۲۰﴾

آپ خود اندازہ لگائیں کہ ایک مسلمان کے ہاں روحانی ماحول اسلامی ہونا چاہئے یا گرجا گھر جیسا؟ معلوم ہوا کہ صوفی مسعود کا آستانہ اسلامی مرکز نہیں بلکہ عیسائیوں کا گڑھ اور گرجا ہے اور صوفی مسعود اس گرجا کا چیف پوپ اور پادری ہے۔

اب آپ کی مرضی کہ آپ ایک ایسے آستانے سے تعلق جوڑتے ہیں جہاں کا روحانی ماحول خالصۃً اسلامی ہو یا ایک ایسے آستانے سے جہاں عیسائی روحانی سکون حاصل کریں۔

اسلام، کرسمس اور لاثانی سرکار

قارئین اہلسنت! عیسائی اسلام کی نظر میں کافر ہیں اور ان کی نجات اس وقت تک ممکن نہیں جب تک اپنے باطل مذہب کو چھوڑ کر اسلام قبول نہ کرلیں چنانچہ رب تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَ قَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَ رَبَّكُمْ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ.

(سورۃ المائدہ: آیت ۷۲۔۷۳)

ترجمہ: بے شک کافر ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ اللہ وہی مسیح ابن مریم کا بیٹا ہے حالانکہ مسیح نے تو یہ کہا تھا کہ اے بنی اسرائیل اللہ کی عبادت کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی بلاشبہ جس نے اللہ کا شریک ٹھرایا تو اللہ نے اس پر جنت حرام کردی اور جہنم اس کا ٹھکانہ ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں اور بے شک کافر ہیں وہ جو کہتے ہیں کہ بے شک اللہ تین خداؤں میں سے ایک ہے اور خدا تو نہیں ہے مگر ایک اور اگر یہ اپنے بات سے باز نہ آئے تو جو ان میں کافر (مریں گے) ضرور ان کو دردناک عذاب پہنچے گا۔

ان آیات مبارکہ میں واضح طور پر اللہ پاک نے عیسائیوں کو کافر کہا اور واضح فرمادیا کہ اگر یہ اپنے مشرکانہ عقائد سے توبہ نہ کریں تو ان کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ اور عیسائیوں اور

یہودیوں سے دوستی کے متعلق ارشاد فرماتا ہے کہ:

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَهُوْدَ وَ النَّصٰرٰی اَوْلِیَآءَ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ وَ مَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۔(سورۃ المائدہ: آیت ۵۱)

ترجمہ: اے ایمان والو! یہود ونصاریٰ کو دوست نہ بنانا، ان میں بعض بعض کے دوست ہیں اور جو کوئی تم میں سے ان کی طرف پھرا تو وہ انہی میں سے ہے اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔

اس آیت میں واضح طور پر ارشاد فرمادیا کہ عیسائیوں اور یہودیوں سے ہرگز دوستی اور محبت کے پینگے نہ بڑھانا یہ تمہارے دوست نہیں بلکہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اس واضح ممانعت کے بعد بھی اگر تم باز نہ آئے تو پھر یہی سمجھو کہ تم خود بھی انہی میں سے ہو۔ حضرت قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

''ومن لم یکفر احدا من النصاری والیهود وکل من فارق المسلمین او وقف فی تکفیرهم او شک قال القاضی ابو بکر لان التوقیف والاجماع اتفقا علی کفرهم فمن وقف فی ذالک فقد کذب النص التوقیف والشک فیه والتکذیب او الشک فیه ولا یقع الا من کافر۔

(الشفاء: ج ۲: ص ۱۷۰۔حقانیہ)

ترجمہ: اجماع ہے اس کے کفر پر جو کسی عیسائی یہودی یا کسی ایسے شخص کو جو دین اسلام سے جدا ہوگیا ہو کافر نہ کہے یا اس کے کافر کہنے میں توقف کرے یا شک کرے امام قاضی ابوبکر نے اسکی وجہ یہ فرمائی کہ نصوص شرعیہ واجماع امت ان لوگوں کے کفر پر متفق ہیں تو جو ان کے کفر میں توقف کرتا ہے وہ نص وشریعت کی تکذیب کرتا ہے یا اس میں شک رکھتا ہے اور یہ بات کافر ہی سے ہوسکتی ہے۔

ان تمام نصوص سے یہ بات واضح ہوئی کہ عیسائی کافر ہیں انہیں کافر نہ سمجھنے والا بھی کافر ہے ان سے دوستی وموالات حرام ہے مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ صوفیت کا

لبادے اوڑھے ہوئے فیصل آباد کا جعلی پیر صوفی مسعود احمد صدیقی لاثانی سرکار امن کے نام پر عیسائیوں کے ساتھ پیار و محبت دوستی یاری کے ایسے تعلقات قائم رکھنا چاہتا ہے کہ تمام مذاہب ایک گلدستہ کی شکل اختیار کرلیں اور امن کے نام پر عیسائیوں کے مذہبی تہوار "کرسمس" کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جنم دن مان کر بڑے دھوم دھام سے اس دن کو عیسائیوں کے ساتھ اپنے آستانے پر منا رہا ہے۔ حالانکہ علماء اسلام نے کافروں کے تہواروں کی تعظیم اور اس میں شرکت کو کفر لکھا ہے۔

کرسمس کے دن خدا کا غضب نازل ہوتا ہے

اخبرنا ابو بکر الفارسی انا ابو اسحاق الاصبهانی نا ابو احمد بن فارس نا محمد بن اسماعیل البخاری :قال :ابن ابی مریم نا نافع بن یزید سمع سلیمان بن ابی زینب و عمرو بن الحارث سمع سعید بن ابی سلمة سمع اباه سمع عمر بن الخطاب رضی الله تعالی عنه انه قال:اجتنبوا اعدآء الله الیهود والنصاری فی عیدهم یوم جمعهم فان السخط ینزل علیهم فاخشی ان یصیبکم و لا تعلموا بطانتهم تخلقوا بخلقهم.

(شعب الایمان: ج ۷: ص ۴۳ ۔ دار الکتب العلمیہ بیروت)

ترجمہ :ہمیں خبر دی ابو بکر فارسی نے ان کو ابو اسحٰق نے ان کو ابو احمد نے ان محمد بن اسمٰعیل بخاری نے وہ کہتے ہیں کہ ابن مریم نے انکو خبر دی نافع بن یزید سے اس نے سنا سلیمان بن ابو زینب سے اور وہ عمر بن حارث سے اس نے سعید بن ابو سلمہ سے اس نے اپنے والد سے سنا اور انہوں نے حضرت عمرؓ سے کہ آپؓ نے فرمایا کہ **اللہ کے دشمنوں یہود و نصاریٰ سے بچو ان کی عید میں اور ان کے اکٹھے ہونے کے دنوں میں بے شک ان پر اللہ کی ناراضی اترتی ہے میں ڈرتا ہوں کہ کہیں وہ تمہیں بھی نہ پہنچ جائے** اور ان کی اندرونی باتیں مت جانا کرو کیونکہ تم ان کی عادتیں سیکھ جاؤ گے۔ (یعنی ان سے متاثر ہو جاؤ گے)۔

اسی طرح ایک اور روایت میں ہے کہ:

اخبرنا ابو القاسم عبد الرحمن بن عبد الله الحرفی نا علی بن محمد بن الزبیر الکوفی نا الحسن ابن علی بن عفان نا زید بن الحباب نا عبد الله بن عقبه حدثنی عطاء بن دینار الھذلی ان عمر بن الخطاب قال: ایاکم و مواطنة الاعاجم و ان تدخلوا علیھم فی بیعھم یوم عیدھم فان السخط ینزل علیھم.

(شعب الایمان: ج ۷: ص ۴۳)

حضرت عمرؓ نے فرمایا تم اپنے آپ کو بچاؤ اہل عجم کے ساتھ بود و باش سے اور اوراس بات سے منع کیا کہ ان کے عبادت خانوں میں ان کے عید کے ایام میں داخل ہوا کریں کہ اللہ کا غضب اس دن نازل ہوتا ہے۔

قارئین اہلسنت! حضرت عمرؓ تو عیسائیوں کو اللہ کا دشمن کہہ رہے ہیں اور کرسمس کے موقع پر جمع ہونے سے منع کر رہے ہیں کہ اس دن اللہ کا غضب و ناراضگی نازل ہوتی ہے مگر یہ جعلی صوفی کہتا ہے کہ یہ خیر و برکت والا دن ہے۔ اب ہم اس کی مانیں یا حضرت عمرؓ کی؟

کافروں کے ایام کی تعظیم کرنا کفر ہے

ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

فی فتاوی الصغری من اشتری یوم النوروز شینا و لم یکن یشتریه قبل ذالک اراد به تعظیم النوروز، کفر ای لانه عظم عید الکفرة. (شرح فقہ الاکبر: ص ۴۹۹۔ بیروت)

اگر کسی نے نوروز (مجوسیوں کی عید) کے دن کوئی ایسی چیز خریدی جو اس سے پہلے نہیں خریدتا تھا، اس کا ارادہ اس اشتراء سے نوروز کے دن کی تعظیم کرنا تھا تو کافر ہو جائے گا، اس لئے کہ اس نے کافروں کی عید کی تعظیم کی۔

مزید لکھتے ہیں کہ:

لو ان رجلا عبد الله خمسین عاما ثم جاء یوم النوروز فاھدی الی بعض المشرکین یرید تعظیم ذالک الیوم فقد

کفر با اللہ العظیم و حبط عملہ خمسین عاما.

(شرح فقہ الاکبر: ص ۵۰۰)

اگر کسی شخص نے پچاس سال تک اللہ کی عبادت کی پھر نوروز کا دن آ گیا اور اس نے کسی مشرک کو کوئی ہدیہ کر دیا اس کی نیت اس ہدیہ سے اس دن کی تعظیم کرنا تھی تو اس نے اللہ کے ساتھ کفر کیا اور اس کی پچاس سال کی عبادت برباد ہو گئی۔

اور آگے لکھتے ہیں کہ:

"و علی قیاس مسالۃ الخروج الی النیروز المجوسی الموافقۃ معھم فیما یفعلون فی ذالک الیوم یوجب الکفر"

یعنی اسی طرح مجوسیوں کے نوروز کے جشن کے دن نکلنا اور جو کچھ مجوسی اس دن کرتے ہیں ان میں ان کی موافقت کرنا یہ بھی کفر کو لازم کرتی ہے۔

اب صوفی اور اس کے چیلے جو کرسمس کے دن کیک کاٹتے ہیں عیسائیوں کی طرح گیت گاتے ہیں جشن مناتے ہیں کیا یہ مسلمان رہے؟

علامہ محمد بن شھاب یوسف الکردری الحنفیؒ لکھتے ہیں کہ:

"و کذا اجتماع المسلمین یوم فصح النصاری لو موافقۃ لھم۔ (فتاوی بزازیہ: ج۳: ص۱۸۶)

اسی طرح مسلمانوں کا اجتماع عیسائیوں کی عید کے دن اگر ان کی موافقت کرنے کیلئے ہے تو یہ سب بھی کافر ہو گئے۔

علامہ بزازی نے ایک بڑی عجیب بات کی جو صوفی مسعود کے حالات کے بالکل موافق ہے وہ کہتے ہیں کہ نوروز کے دن نکلنا اور وہ افعال سرانجام دینا جو مجوسی اس دن کرتے ہیں اس دن کی تعظیم کی وجہ سے تو یہ کفر ہے، اور یہ کام اکثر وہ مسلمان کرتے ہیں جو مجوسیت چھوڑ کر اسلام لائے پس وہ اس دن ان مجوسیوں کی طرف نکلتے ہیں اور مجوسیوں کی موافقت کرتے ہیں اور اس کی وجہ سے کافر ہو جاتے ہیں اور افسوس کہ انہیں علم بھی نہیں ہوتا"۔ (فتاوی بزازیہ: ج۳: ص۱۸۶)

صوفی مسعود کی اندھی تقلید کرنے والوں غور سے پڑھو یہ شخص تم سے جنت کے

وعدے کرتا ہے اس بدبخت نے تو تمہیں ایمان ہی سے محروم کر دیا ہے۔

مولوی امجد علی گھوسوی لکھتا ہے کہ:

''کفار کے میلوں تہواروں میں شریک ہو کر ان کے میلے اور جلوس مذہبی کی شان وشوکت بڑھانا کفر ہے''۔

(بہار شریعت: حصہ نہم: ص۱۵۰)

بہار شریعت کا حوالہ ہم نے اس لئے دیا کہ مولوی امجد علی احمد رضا خان کے خلیفہ اور شاگرد ہیں اور اس کتاب پر احمد رضا خاں صاحب کی تقریظ ہے اور احمد رضا خان کے متعلق لاثانی رسالے میں ہے کہ:

''علم وحکمت کے بے تاج بادشاہ مجدد دین وملت عظیم المرتبت محدث فقیہ اعظم پاسبان ناموس رسالت امام اہلسنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی''۔(لاثانی انقلاب: جنوری ۲۰۱۲: ص۴)

قارئین کرام ان تمام حوالہ جات سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ کفار کے مذہبی تہواروں کی تعظیم کرنا، اس دن ان کے ساتھ جمع ہونا، وہ جو افعال کرتے ہیں ان کو کرنا یہ سب کفر ہے اور ان سب کا کرنے والا اسلام کی نظر میں کافر ہے۔ اسلام کے احکام تو آپ نے ملاحظہ فرمائے اب ذرا لاثانی سرتے کی شریعت کے کرتوت بھی ملاحظہ فرمالیں:

لاثانی سرکار اور کرسمس

''امیر تنظیم مشائخ عظام پاکستان صوفی مسعود احمد صدیقی لاثانی سرکار کا یوم ولادت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شاندار تقریب سے صدارتی خطاب''۔

(ماہنامہ لاثانی سرکار: ص۲۰: فروری ۲۰۱۱)

''۲۰ دسمبر ۲۰۱۱ بروز منگل لاثانی سکریٹریٹ پر مذاہب عالم عیسائی، سکھ، ہندو، پارسی، اور بہائی کمیونٹی کے اسکالرز، دانشوروں، مذہبی رہنماؤں اور اعلیٰ شخصیات نے سالانہ عظیم الشان بین المذاہب امن کانفرنس بسلسلہ ولادت باسعادت حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کا یوم ولادت منایا''۔(لاثانی انقلاب: ص۲۴: جنوری ۲۰۱۲)

ان تقاریب میں عیسائی پادری کیا کہتے ہیں وہ بھی پڑھ لیں:

فادر جیمز: آستانہ عالیہ پر کرسمس کی خوشیاں منا کر لاثانی روایات کا آغاز کیا ہے۔ پاکستان کی تاریخ میں اس سے پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا تھا کہ کسی ولی کے آستانہ پر مذاہب عالم یوں جمع ہوں اور ایسی بھائی چارے کی فضاء قائم ہو۔ ایسی روایتیں ملکوں اور قوموں کو نئی زندگی عطا کرتی ہے۔" (فیوض و برکات: ص ۱۴۶)

چیلکر ک جیکب گل کہتا ہے کہ: مذاہب عالم کی شخصیات کا ایک پلیٹ فارم بیٹھ کر کرسمن کا دن اتنے دھوم دھام اور جوش و جذبے سے منانا اور ایسے روح پرور مناظر دیکھ کر مجھے دلی سکون محسوس ہو۔۔۔۔یہ پہلا پروگرام دیکھا ہے جس میں مسلمانوں کی طرف سے کسی مذہبی شخصیت بالخصوص صوفیا کی طرف سے یہ آواز دی گئی کہ آئیں ہم آپ مل کر کرسمن منائیں"۔ (لاثانی انقلاب: ص ۲۵: جنوری ۲۰۱۲)

صوفی مسعود احمد کا آستانہ گرجا گھر کی طرح

پاسٹر یمسن معراج کہتا ہے کہ:

"لاثانی سرکار کے آستانہ عالیہ پر آکر بہت خوشی ہوئی اور یہاں کا روحانی ماحول ہمیں بالکل گرجا گھر جیسا ماحول لگا"۔

(لاثانی انقلاب: ص ۲۰: جنوری ۲۰۱۱)

قارئین کرام دیکھیں اس پادری کو آستانے کا ماحول اسلام قرآن و سنت کے مطابق نہیں لگا بلکہ گرجے گھر کی طرح لگا کیوں؟ کیونکہ گرجا گھر میں بھی ایک خدا کو چھوڑ کر بت کی عبادت کی جاتی ہے اور لاثانی فرقے کے ماننے والے بھی خدا کو چھوڑ کر لاثانی کی عبادت کرتے ہیں۔ گرجا گھر میں بھی ڈھول کی تھاپ پر گیت گائے جاتے ہیں لاثانی کے آستانے پر بھی قوالیوں کے نام پر مستیاں کی جاتی ہیں۔ گرجا گھر میں عورتوں مردوں کا مخلوط اجتماع ہوتا ہے لاثانی کے آستانے پر بھی عورت اور مرد ایک دوسرے میں گھسے ہوئے ہوتے ہیں اس لئے اس پادری کو یہ ماحول بالکل گرجا گھر جیسا لگا۔

دوستو! آپ نے دیکھ لیا کہ قرآن وسنت اور فقہ حنفی کے مطابق کافروں کے دنوں کی تعظیم کرنا حتی کہ اس دن کوئی ایسی چیز خریدنا جو عام دنوں میں نہیں خریدتا بھی کفر ہے تو جو ان دنوں جو دھوم دھام سے منائے کیا اس شخص پر کفر کے یہ تمام فتوے نہیں لگیں گے؟

اس لئے ہم صوفی مسعود کو مخلصانہ مشورہ دیں گے کہ وہ یہ سب خرافات چھوڑ کر تجدید ایمان کرے ورنہ آخرت میں اس کا ٹھکانہ بھی اس کے حقیقی بھائیوں یعنی عیسائیوں کے ساتھ جہنم میں ہوگا۔

صوفی مسعود احمد لاثانی سرکار اور اس کے مرید پاکستان کے غدار انڈیا کے ایجنٹ ہیں

صوفی مسعود احمد کا ایک مرید اپنے پیر لاثانی سرکار کی تعریف کرتے ہوئے پاکستان کے متعلق ہرزہ سرائی کرتا ہے کہ:

> ''پاکستان کی عظمت، پاکستان کی شان وشوکت اللہ کے اس بندے کے پاکستان میں قیام سے وابستہ ہے، ورنہ پاکستان کی بذات خود کوئی اہمیت نہیں ہے''۔ ﴿میرے مرشد: ص: ۱۸۵﴾

غور فرمائیں ان لوگوں نے اس ملک کی کتنی بڑی توہین کی کہ اس کی اپنی کوئی حیثیت نہیں حالانکہ یہ ملک اسلام کا قلعہ ہے اسی ملک سے ہم سب کی حیثیت ہے ہم سب کی پہچان ہے جس وقت یہ بدخت پیدا نہیں ہوا تھا اس وقت بھی یہ ملک قائم تھا اور جب یہ مردود نہیں ہوگا تب بھی یہ ملک اسی طرح قائم رہے گا اور اس کی غیر موجودگی میں پہلے سے زیادہ ترقی پسند اور خوشحال ہوگا پاکستان کو غیر اہم کہنا پاکستان کیلئے قربانیاں دینے والے لاکھوں مسلمانوں کے خون سے غداری ہے دراصل لوگوں کے دلوں سے پاکستان کی عظمت و حیثیت کو ختم کرنا انڈیا کا مشن ہے اور پاکستان میں ''را'' کا یہ ایجنٹ اپنے مریدوں کے ذریعہ یہ کام کر کے دن رات وطن عزیز کے خلاف سازشوں میں مصروف ہے

اللہ پاک دین وملت کے ان غداروں کے شر سے اس وطن اور اس میں بسنے والے لوگوں کی حفاظت فرمائے۔

لاثانیوں کی ای میل کا منہ توڑ جواب

قارئین کرام ۱۰ اکتوبر ۲۰۱۱ کو نام نہاد لاثانی انقلاب تنظیم کی آفیشل میل ایڈریس (info@lasanisarkar.org) سے ہمیں ایک ای میل موصول ہوئی ۔۔الحمد للہ ہماری طرف سے A4-Pages کے 7 صفحات پر اس ای میل کا منہ توڑ جواب دیا گیا اور لاثانیوں سے جواب الجواب کا مطالبہ کیا گیا مگر تا حال ان کی طرف سے ہمیں کوئی جواب موصول نہیں ہوا لہذا اب ہم افادہ عام کیلئے اس جواب کو آپ کی عدالت میں پیش کرتے ہیں اور فیصلہ کریں کہ یہ شخص لاثانی تو ضرور ہے مگر دجل وفریب جھوٹ ومکر میں ۔

ھمارا جواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ایک گمراہ پیر نام نہاد صوفی مسعود احمد لاثانی سرکار کی ای میل کا جواب

جناب سب سے پہلے تو ہم آپ کے شکر گزار ہیں کہ آپ لوگوں نے اپنی زبانوں پر لگے ہوئے تالوں کو توڑا اور جواب دیا مگر آپ لوگوں کا جواب پڑھ کر بے ساختہ زبان سے نکلا

ہزاروں منتوں پر بھی جفا کی

تلافی بھی کی تو ظالم نے کیا کی

آپ نے گلہ کیا کہ آپ لوگوں کی زبان شائستہ اور معقول نہیں ہے اس لئے آپ لوگ لائق جواب نہیں ۔

اقول: محترم ہم نے بقول آپ کے زبان تو اس ای میل میں ناشائستہ استعمال کی جس کا Reply آپ نے کیا کتابچے میں تو نہیں نہ ہی آپ نے اس کی طرف کوئی اشارہ کیا نہ گلہ کیا اگر جواب نہ دینے کی علت یہی ہے کہ زبان شائستہ نہیں ہے تو جواب Email کا نہ دیں ''' کتابچہ '' کا تو دیں یہ عجیب بات ہے کہ جس مقام پر زبان ناشائستہ استعمال کی اس کا جواب تو دیا جارہا ہے اور جہاں زبان معقول ہے اس کا جواب یہ کہہ کر نہیں دیا جارہا ہے کہ فلاں جگہ زبان شائستہ استعمال نہیں کی گئی

بریں عقل ودانش بباید گریست

پھر ہماری ای میل کو ناشائستگی پر محمول کرنا بھی انصاف ودیانت سے بعید ہے ہم نے اگر آپ

کو یا صوفی صاحب کے حواریوں کو حرام خور کہا تو کیا برا کیا؟ ہم نے پہلا اعتراض

Thu, Feb 24, 2011 at 2:42 PM

Sufi Masood Lasani Sarkar ka Gumrah kon Aqeeda Tabla Baja Sarangi Haram Nahe

کو آپ کو بھیجا اس کے بعد ایک اور اعتراض

info@lasanisarkar.org to

astanaalia@hotmail.com cc

astanalasania@yahoo.com bcc

Sat, Mar 5, 2011 at 9:57 AM date

Nam Neehad Sufi Lasani Sarkar ki Haqeeqat

کو بھیجا اس کے بعد ایک اور اعتراض

Sat, Mar 19, 2011 at 4:01 PM

Sufi Masood Lasani Sarkar k Kirdar or Hayat pr Ek Nazar

اس کے ایک اور ای میل آپ کو

Thu, Aug 11, 2011 at 12:49 PM

Sufi Masood Ahmad Siddiqi Barelvi Lasnai Sarkar Hafiz Shafiq Shahhed [RTA] Ka Qatil

مگر آپ کی طرف سے ان اعتراضات کا کوئی معقول جواب نہیں آیا اب دیکھیں آپ صوفی صاحب کے تنخواہ دار ہیں ان کا نمک کھاتے ہیں دن دہاڑے آپ کے پیر جی پر اعتراض ہو رہے ہیں کیا آپ کی ایمانی غیرت اور سب سے بڑھ کر تنخواہ (کیونکہ ایمان ہوتا تو اس شخص کے ہاتھ پر بیعت کیوں ہوتے) اس بات کا تقاضہ نہیں کرتے کہ آپ اپنے پیر جی کا دفاع کریں؟۔مگر آپ نے تو شائد چپ کا روزہ رکھ لیا اب بتائے کیا اس کے بعد بھی آپ کو ''حرام خور'' نہ کہا جائے تو کیا کہا جائے؟

پھر اگر ہم نے آپ کے پیر صاحب کو ''مکار'' اور ''جعلی پیر'' کہہ دیا تو کیا غلط کیا اس کی مکاری اور جعل سازی کا ثبوت تو صرف ہماری ایک ویڈیو میں دیکھ لو جو اس کی نام نہاد کرامت مرغ ذبح کرنے کا بھانڈا پھوڑ رہی ہے۔پھر قرآن پاک میں تو کافروں کو ''مکار'' کہا گیا ہے بتائے کیا فتوی ہے قرآن کریم کے متعلق؟

ہم سے ناشائستہ اور غیر معقول زبان کا گلہ کرنے والے ذرا اپنے گریبان میں بھی تو جھانک کر دیکھیں آپ کے صوفی جی کی ایک ''محبوبہ مریدنی'' جناب عائشہ رحمان لکھتی ہیں:

محفل کا انعقاد ہونے سے پہلے حاسدین ومخالفین (شیاطین) نے ہر ممکن کوشش کی کہ محفل پاک کا انعقاد نہ ہو سکے''۔

(فیوض و برکات: ص ۳۰۔ ناشر لاثانی انقلاب پبلیکیشنز دسمبر ۲۰۰۸)

کیوں جناب یہ اپنے مخالفین کو ''شیاطین'' کا لقب دینا اور ان کو شیطان کہنا کونسی معقول اور شائستہ زبان ہے؟

دیگر را نصیحت خود میاں فضیحت

پھر آپ کہتے ہیں کہ:

چھپ ہم نہیں رہے چھپ تو آپ لوگ رہے ہو۔۔۔

اقول: اول بات تو یہ ہے کہ ہم نے کہیں بھی چھپنے چھپانے کی بات نہیں کی پھر ہمیں سمجھ نہیں آرہی ہے کہ ہم آپ کے لاثانی جی اور آپ لوگوں سے چھپ کیسے سکتے ہیں؟ اس لئے کہ خود ایم ٹی طائر صاحب لکھتے ہیں کہ:

''اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے تابعین (خلفاء) کو علم الاسماء (علم لدنی، علم حضوری، علم غیب علم باطن) عطا کیا''۔

(میرے مرشد۔ ص ۸۷، اشاعت چہارم ۲۰۰۵)

جب آپ کے پیر جی کو علم لدنی علم باطن بھی علم غیب بھی حاصل ہے علم حضوری و باطنی بھی حاصل ہے تو ہم چھپ کیسے گئے؟ اس لئے اگر ہم حضور ہیں تو آپ کا ہمیں چھپا (باطن) کہنا جھوٹ اور اگر ہم باطن میں ہیں تو ایم ٹی طائر صاحب نے جھوٹ بولا۔ ویسے ایم ٹی طائر صاحب نے علم الاسماء کی وضاحت بریکٹ میں علم لدنی علم غیب علم باطن سے کی ہمیں بتانا پسند کریں گے کہ علم الاسماء کی یہ خود ساختہ مطلب کس کتاب میں لکھا گیا ہے؟

اور آگے لکھتے ہیں:

میرے پاس گنتی تو نہیں کہ کتنے ہزار لوگوں نے مجھے یہ بات بتائی لیکن حقیقتاً بے شمار پیر بھائی، دوسرے سلاسل کے پیر صاحبان اور سیاسی و دیگر

شخصیات نے یہ بات بتائی کہ قبلہ حضور جناب صدیقی لاثانی سرکار صاحب نے ان کی دل کی بات بوجھ لی وہ جو بات کہنا چاہتے تھے جو پوچھنا چاہتے تھے ابھی زبان پر بھی نہ آئی تھی کہ جواب دے دیا، کوئی محفل میں بیٹھا ہے اس کے دل میں کچھ سوالات اٹھتے ہیں حالانکہ اس وقت جو موضوع چل رہا ہے وہ اس کے سوالات سے مطابقت نہیں رکھتا لیکن اچانک قبلہ سرکار نے اس شخص کے دل میں پیدا ہونے والے سولات کے جوابات دے۔

(میرے مرشد: ص ۱۲۸)

جب آپ کے پیر جی ساری دنیا والوں کے دلوں کا حال جانتے ہیں تو ہم چھپ کیسے گئے؟ آپ کے پیر صاحب صوفی مسعود لکھتے ہیں کہ:

''غوث کو ہر طرف کی خبر ہوتی ہے کیونکہ فریادرسی اسی کا کام ہے احکام الٰہی سب سے پہلے اسی پر وارد ہوتے ہیں پھر جہاں میں نفاذ پاتے ہیں''۔

(مرشد اکمل: ص ۱۱۳ جولائی ۲۰۰۷ لاثانی انقلاب پبلیکیشنز)

اب یا تو آپ مانیں کہ آپ کے پیر جی مقام غوثیت میں نہیں یا پھر تسلیم کریں کہ آپ جھوٹ بول رہے ہیں کہ ہم چھپے ہوئے ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ آپ کہہ دیں کہ یہ تو میرے پیر صاحب سے متعلق ہے میں تو اپنا کہہ رہا ہوں کہ آپ مجھ سے چھپے ہوئے ہیں تو آپ کے خود ساختہ سلسلے کی مستندترین کتاب ''نوری کرنیں'' میں عنوان ہے:

''اولیاء کرام کا روحانی کشف''

اس عنوان کے تحت لکھا ہے کہ:

''جب جلال الٰہی کا نور بندہ خدا کے کان بنتا ہے تو وہ قریب اور دور سے سننے لگتا ہے اور جب یہی نور اس کی نگاہ کو تاباں کرتا ہے تو وہ قریب اور دور کو دیکھ لیتا ہے اور جب یہی نور جلال ولی خدا کا ہاتھ بن جاتا ہے تو وہ مشکل و آسان قریب و بعید کی چیزوں میں تصرف کرنے پر قادر ہو جاتا ہے''۔

(نوری کرنیں: ص ۲۵۵ مارچ ۲۰۰۹ ناشر فیضان لاثانی سرکار)

اور دوسری طرف آپ کے پیر و مرشد صاحب لکھتے ہیں کہ:

پھر آپ کہتے ہیں کہ صوفی صاحب کے پاس آستانے آجاؤ آپ کو آپ کے تمام سوالوں کا جواب مل جائے گا۔

اقول: یہ عجیب بات کہی آپ نے صوفی صاحب کے پاس آجاؤ، کیوں؟ صوفی صاحب کیا وزیراعظم کا بچہ ہے جو ہم اس سے ملنے آئیں؟ وہ اپنی گمراہ کن کتابیں چھاپ کر پوری دنیا خصوصا پورے ملک میں پھیلا رہا ہے اس نے اپنی ویب سائٹ پر اپنی کتابیں لگوائیں اور جب کوئی ان کتابوں پر اعتراض کرے تو ہم کھلے عام جواب نہیں دیں گے ہمارے آستانے آجاؤ یہ کونسا اصول ہے؟ کیا صوفی صاحب نے کتابیں لکھوا کر یہ کہا تھا کہ ان کو چھاپنا مت جس نے پڑھنی ہو میرے آستانے پر آکر پڑھ لیا کرے؟ گھر بلا کر بات کرنے والوں کے متعلق تو آپ نے سنا ہوگا کہ

گھر میں تو بلی بھی شیر ہوتی ہے

پھر یہ بھی آپ کی جہالت ہے کہ آپ کے تمام سوالوں کا جواب مل جائے گا ہم نے سوال کیئے کب ہم نے تو واضح طور پر حقائق پر مبنی اعتراض وانکشاف کیئے جن کے جوابات سے رب کعبہ کی قسم صوفی مسعود قیامت کی صبح تک عاجز رہے گا یہ ہمارا چیلنج ہے۔

پھر سوالوں کے جواب تو ہم اس وقت لینے آئے جب جوابوں کی ضرورت ہو جہاں بات بالکل واضح ہو کوئی ابہام نہ ہو وہاں جواب تحصیل حاصل ہے وھو باطل اس کی صرف ایک مثال ہم آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں اور یہ سوال ہم آپ سے کرتے ہیں آپ کے پیر جی نے

فرض فجر کے فورا بعد سنتوں کی نیت باندھی بتائے فقہ حنفی کی کونسی کتاب میں فجر کی سنتیں فرض کے فورا بعد پڑھی جاتی ہیں؟

پھر ہم نے کہیں بھی یہ تحدید نہیں لگائی کہ ہمارے اعتراضات کے جوابات صرف مسعود صاحب دیں جو ہمیں خود ان کے پاس آنا پڑے بلکہ ان کا کوئی بھی مرید ان اعتراضات کے جوابات دے سکتا ہے شرط یہ ہے کہ وہ جوابات یا تو لاثانی انقلاب رسالے میں شائع کیئے جائیں یا لالاثانی سرکار کی سائٹ پر لگائیں جائیں تا کہ ان کی کوئی حیثیت ہو اور کل کو آپ لوگ یہ نہ کہہ سکیں کہ جن کو آپ نے منہ توڑ جواب دیۓ ہیں وہ تو ہمارے سلسلہ کا بندہ ہی نہیں یار آخر کو آپ لوگ صوفی صاحب کے تنخواہ دار ہو آخر کچھ تو تنخواہ اور مریدی کا حق ادا کرو تم

ہمارے کسی اکابر پر اعتراض کر کے دیکھو پھر دیکھنا ہم کیسا جواب دیتے ہیں کیا تم میں سے کوئی بھی وہ مرد میدان نہیں جو صوفی صاحب کا دفاع کر سکے؟

فهل من مبارز

پھر ہم صوفی صاحب کے پاس آ جائیں تو کونسا ہمیں جواب مل جائے گا؟ تم نے حافظ شفیق بھائی شہید رحمۃ اللہ علیہ کو کونسا جواب دیا؟ انہوں نے تمہارے خلاف مضمون لکھا تو جس رسالے میں وہ مضامین چھپے اس پر تم نے دہشت گردی، فرقہ واریت، توہین رسالت سمیت کئی سنگین دفعات کے تحت مقدمات بنا لئے کا اسی کا نام جواب ہے؟ جب اس پر بھی بس نہ چلا تو بھائی شفیق کو ہی شہید کر دیا (ثبوت ہم دے چکے ہیں) کیا اسی قسم کے جواب دینے کیلئے ہمیں بلایا جا رہا ہے؟

صوفی صاحب کی مریدنی جی لکھتی ہے کہ:

> ایک شخص نے حاسدین و مخالفین کیساتھ مل کر حضرت لاثانی سرکار کے خلاف پمفلٹ شائع کروا کر لوگوں میں تقسیم کیئے چنانچہ کچھ ہی عرصہ میں ظاہری و باطنی طور پر تباہ و برباد ہو گیا''۔
>
> (مخزن کمالات: ص ۱۰۳ لاثانی انقلاب پبلیکیشنز دسمبر ۲۰۰۸)

بتاؤ ایک طرف تو پمفلٹ شائع کروانے والوں کو تباہی و بربادی کی دھمکیاں دیتے ہو دوسری طرف بلاتے ہو کہ آؤ جواب دیں گے یہ قول و فعل کا تضاد کیوں؟

قارئین کرام کے علم میں اضافہ کرنے کیلئے کہہ دیں کہ الحمد للہ ہمیں ۲ ماہ سے بھی زائد عرصہ ہو گیا ہے صوفی کے خلاف پمفلٹ شائع کئے ہوئے اس کام میں حصہ لینے والے حضرات کی ظاہری و باطنی بربادی تو کیا ہوتی دن رات ظاہری و باطنی ترقیاں ہو رہی ہیں بطور تحدیث نعمت کے کہہ رہے ہیں کہ جب سے اس بد بخت کے خلاف کام شروع کیا ہے خواب میں نبی کریم ﷺ تشریف لا کر بشارت بھی دے چکے ہیں و للہ الحمد۔ اسی طرح یہ مریدنی جی مزید لکھتی ہیں کہ:

> اسی طرح ایک شخص نے حسد و بغض کے تحت آپ کے فیض و کرم سے متعلق کتاب نوری کرنیں پر اعتراضات کیئے اور پھر اپنے اثر و رسوخ سے کام لیتے ہوئے اخبارات میں جھوٹی اور بے بنیاد خبریں لگوائیں اور احتجاج کیا

کہ انہیں گرفتار کیا جائے ۔ بے شک اللہ تعالی کی گرفت بہت شدید اور
اسکی لاٹھی بے آواز ہے ۔ اسے اس بغض و عناد کی ایسی سزا ملی کہ کچھ ہی
عرصہ میں وہ شدید مصائب و مشکلات کا شکار ہوگیا اور مزید یہ کہ پھر پولیس
اسے ہی قتل کے کیس میں گرفتار کر کے لے گئی ۔ ۔ ۔ الخ

(مخزن کمالات: ۱۰۴)

ایک طرف جوابات کیلئے دعوت دوسری طرف پولیس سے گرفتاری کی یہ دھمکیاں اپنے مخالفین کو؟ راہ سنت کی انتظامیہ کے خلاف بھی انہوں نے یہی کچھ کیا اس لئے قرین قیاس یہی ہے کہ اس شخص کو قتل کے کیس میں صوفی مسعود ہی نے پھنسایا ہوگا ۔ اسی طرح اسی کتاب کے ص ۱۰۵ پر لکھا ہے کہ آپ سے مناظرہ کرنے کیلئے کچھ مولوی آئے تو آپ نے آتے ہی ان کو بتادیا کہ تم نے کل فلاں فلاں عورت سے زنا کیا تھا اور پھر جنابت ہی کی حالت میں اذان دے دی تھی ۔

یہ کیا ڈرامہ بازی ہے ایک طرف بحث و مباحثہ کیلئے بلاتے ہو اور دوسری طرف بحث و مباحثہ کیلئے آنے والے کو یوں ذلیل کرتے ہو؟ صوفی صاحب ان مولویوں کو زناء کرنے پر تو ایسے شرمندہ کر رہے ہیں جیسے صوفی صاحب نے اپنی دکان میں کبھی کسی اکیلی عورت سے زنا کا ارتکاب نہ کیا ہو پھر نبی ﷺ کی حدیث ہے کہ **من رای من کم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ و ذالک اضعف الایمان** یہاں صوفی صاحب کو قدرت تھی کہ ان مولویوں کو زناء سے روکے مگر صوفی نے ایسا نہیں کیا اور مزے سے سارا منظر دیکھ رہا تھا معلوم ہوا کہ صوفی صاحب خود بھی اس گناہ میں برابر کے شریک تھے ۔

لیکن اس سب کے باوجود ہم آخری اتمام حجت کیلئے بھی تیار ہیں اور صوفی صاحب کے پاس آکر آمنے سامنے صوفی صاحب سے مناظرہ کرنے کیلئے تیار ہیں مگر اس شرط پر کہ صوفی صاحب خود اپنے ہاتھ سے اپنے لیٹر پیڈ پر لکھے کہ ہمارے درمیان ہونے والی تمام گفتگو کو باقاعدہ ویڈیو ریکارڈنگ کی جائے گی اور بعد میں اسے اپنے اپنے چینلز سے اپلوڈ کیا جائے گا گفتگو کے دوران میڈیا کے لوگوں کو آنے کی اجازت ہوگی تمام گفتگو کھلی عوامی مجلس میں ہوگی صوفی صاحب سے گفتگو کرنے والے کسی فرد کے خلاف کسی قسم کی کوئی قانونی کاروائی نہیں

کی جائے گی مناظرے میں شریک کسی بھی شخص کے مناظرے کے بعد یا دوران کسی بھی قسم کا جانی و مالی نقصان پہنچا تو اس کا ذمہ دار میں ہوں گا۔

صوفی صاحب اس لیٹر پیڈ کو ملک کے بڑے اخبارات مثلاً جنگ امت ایکسپریس وغیرہم میں شائع کروائے اور ساتھ ہی تاریخ اور وقت کا بھی اعلان کرے کہ اس دن مناظرہ ہوگا رب کعبہ کی قسم ہم اسی دن صوفی صاحب سے مناظرہ کیلئے پہنچ جائیں گے اور دنیا دیکھی گی کہ نام نہاد لاثانی کا کیا حشر ہوتا ہے میدان مناظرہ میں۔

بتاؤ تیار ہو اس کیلئے مگر۔۔۔
نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ پر جھوٹ

لاثانیوں کی مستند ترین کتاب میں لکھا ہے کہ:

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا''اکمل اولیاء اللہ کو اللہ تعالیٰ یہ قدرت عطا فرماتا ہے کہ وہ بیک وقت متعدد مقامات پر تشریف فرما ہوتے ہیں۔(مکتوب نمبر ۵۸ جلد دوم ص ۱۱۵)

انبیاء علیہ السلام و اولیاء کرام کی پاک روحوں کو عرش سے فرش تک ہر جگہ برابر کی نسبت ہوتی ہے کوئی چیز ان سے دور و نزدیک نہیں۔(امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ)

(مکتوب نمبر ۲۸۹ جلد اول ص ۳۷۱)

(نوری کرنیں۔ص:۳۳)

ہم لاثانیوں کو چیلنج کرتے ہیں کہ مندرجہ بالا حوالوں پر یہ عبارات بعینہ اسی طرح دکھا دو اور منہ مانگا انعام وصول کرلو۔حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف ان الفاظ کو منسوب کرنا بدترین خیانت، بہتان طرازی اور کذب بیانی ہے۔غضب خدا کا کہ جھوٹ لکھنے کے بعد آگے مکتوب نمبر اور صفحہ نمبر بھی دے دیا انہوں نے سمجھ لیا تھا کہ شائد ساری دنیا ہمارے مریدوں کی طرح اندھی بہری جاہل ہے۔ایسے جھوٹے حوالوں پر مشتمل کتاب کے بارے

میں یہ کہنا کہ اس کتاب کے لکھنے کا حکم رسول اللہ ﷺ اور امام حسین شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیا نبی کریم اور ان کے نواسے شہید کربلا پر بدترین جھوٹ ہے۔ کیا اللہ کے رسول ﷺ جھوٹ لکھنے کا حکم دیتے ہیں؟ العیاذ باللہ یہ کھلا کفر نہیں؟

آخری گزارش

لاثانی فرقے کی کتابوں میں اگرچہ مزید بھی کئی گمراہ کن عقائد موجود ہیں مگر چونکہ کتاب پہلے ہی کافی ضخیم ہو چکی ہے اور احباب کا اصرار روز بروز بڑھتا جا رہا ہے کہ اس کو جلد از جلد شائع کیا جائے اس لئے اب ہم اس فرقے پر مزید گفتگو کرنے کے بجائے کتاب کو یہیں ختم کرتے ہیں۔ ہم یہاں ایک بار پھر اس بات کو دہرانا چاہیں گے کہ ہم نے یہ کتاب کسی کی ذاتی رنجش یا مخاصمت سے مغلوب ہو کر واللہ نہیں لکھی بلکہ ہماری نیت خالص اللہ کی رضا اور سادہ لوح عوام کو ڈبہ پیروں کے چنگل سے آزاد کر کر صراط مستقیم پر گامزن کرانا ہے۔ خود لاثانی فرقے کی مستند ترین کتاب میں ہے کہ:

> ''آج ہمارے پاس وقت ہی نہیں کہ ہم اصل مقصد کی طرف رجوع کریں اور اگر کچھ لوگ ڈھونڈھنے کیلئے نکلتے بھی ہیں تو اللہ کے نیک بندوں کے لبادوں میں ملبوس دھوکے بازوں کے ہاتھ لگ جاتے ہیں جو انہیں اپنی شعبدہ بازیاں دکھا کر ان کو اپنی طرف راغب کر لیتے ہیں''۔
>
> (نوری کرنیں۔ص:۷)

پس ہمارا مقصد بھی یہی ہے کہ لوگ ایسے شعبدہ بازوں کی اصلیت کو پہچان لیں اور ان سے دور رہیں۔ حقیقی اللہ والوں کی صحبت اختیار کریں۔ قرآن وحدیث اور سنت رسول اللہ ﷺ پر عمل کر کے دین و دنیا کی بھلائیاں کمیئں۔ اللہ پاک ہمیں حق سچ قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

ضمیمہ

ہم آپ کے سامنے حافظ محمد شفیق بھائی شہید رحمۃ اللہ علیہ کا وہ مضمون پیش کر رہے ہیں جو دو قسطوں میں پہلی قسط لاثانی سرکار کون اور دوسری قسط تحفہ برائے لاثانی سرکار کے نام سے لاہور کے ایک مجلہ میں شائع ہوا۔

قارئین اسے پڑھ کر ہمیں جواب دیں کہ کیا یہ مضمون لکھنا اتنا بڑا جرم تھا جو مظلوم کی شہادت پر منتج ہوا؟

لاثانی سرکار کون؟
تحفہ برائے لاثانی سرکار!!!

حافظ محمد شفیق شہیدؒ

آپ حضرت کے سامنے بریلوی مسلک کی ایک ایسی جماعت کے عقائد پیش کئے جارہے ہیں جو لوگوں کے سامنے اپنے آپ کو بڑا نیک، صالح ولی کامل اور قطب ظاہر کرتے ہیں۔ اس جماعت کا نام ''لاثانی سرکار'' ہے۔ اس جماعت کا بانی مسعود احمد صدیقی ہے۔ اس کی پیدائش ۱۹۶۰ء میں خانیوال شہر میں ہوئی، اس جماعت کا مرکزی دفتر فیصل آباد ۴۰/۳۹ غلام رسول نگر ہے۔ نقشبندی سلسلے میں فقیر ولی محمد سے بیعت اور اس کا خلیفہ ہے جو بریلوی امیر ملت جماعت علی شاہ کا خلیفہ ہے۔ یہ جماعت بریلوی مسلک کی ترجمانی کے طور پر تمام دنیا میں انقلاب برپا کرنا چاہتی ہے جسے یہ لوگ ''لاثانی انقلاب'' کا نام دیتے ہیں۔ اس انقلاب کے پس پردہ ان کے عقائد اور عزائم کیا ہیں؟ اس جماعت کی سرپرستی کون کررہا ہے؟ آیئے ملاحظہ کیجئے۔ حقیقت حال یہ ہے کہ یہ جماعت اپنے پیشوا فاضل بریلوی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے صرف انگریز (امریکہ) کو خوش کررہی ہے۔ جس کی واضح مثال ماہنامہ لاثانی انٹرنیشنل ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ تفصیل عنقریب پیش کی جائے گی۔ عقائد کی چند جھلکیاں ملاحظہ ہوں۔

اس جماعت کی ایک کتاب ''نوری کرنیں'' کے نام سے ہے۔ بقول اس جماعت کے یہ کتاب نبی کریم ﷺ اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم پر لکھی گئی ہے۔ یہ کتاب سراپا جھوٹ ملمع سازی اور فریب کاریوں کا مجموعہ ہے۔ اس کتاب سے چند حوالہ جات ملاحظہ ہو:

یہ لوگ ہر سال سالانہ محفل کرتے ہیں جسے جشن ولادت لاثانی سرکار بھی کہا جاتا ہے، اس محفل کو منانے کی وجہ اس کتاب میں یہ لکھی ہے کہ

> ولی اللہ کا کوئی عمل بھی رضائے الٰہی کے بغیر نہیں ہوتا ۱۹۹۱ء میں میرے مرشد اکمل حضرت صدیقی لاثانی سرکار کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا لوگ ہر سال سالگرہ بڑے دھوم دھڑے سے مناتے ہیں، تم ان کی مخالفت کرتے ہوئے

ہر سال جولائی کی پہلی جمعرات کو جشن ولادت کے نام سے سالانہ محفل ذکر ونعت کا انعقاد کرو۔ یہ جشن ولادت تمہاری پوری زندگی میں نہایت شان وشوکت اور باوقار انداز میں منایا جانا چاہئے اور تمہارے پردہ کر جانے کے بعد اسی محفل پاک کو عرس مبارک کا نام دے دیا جائے یعنی یہ آپ کا عرس مبارک ہوگا"۔

(نوری کرنیں، ص:۱۶۹)(نعوذ باللہ استغفر اللہ)

یہ کتنا بڑا اللہ تعالیٰ کی ذات مقدس پر بہتان عظیم ہے جو مسعود احمد صدیقی نے اللہ تعالیٰ پر باندھا ہے کہ جو حکم اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو نہیں دیا، یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اسکا حکم دے دیا کہ تم اپنا جشن ولادت مناؤ اور عرس مناؤ۔ حدیث پاک میں تو آتا ہے کہ قبروں پر میلہ لگانا اور کسی قسم کی مجلس لگانا اور عرس کی محفلیں کرنا جائز نہیں۔ مثلاً حدیث مبارکہ میں ہے:

حدیث نمبر۱...... کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا وہ فرمارہے تھے کہ لوگو! میری قبر پر میلہ نہ لگانا اور مجھ پر درود پڑھنا تم جہاں کہیں بھی مجھ پر درود پڑھو وہ مجھ پر پہنچادیا جاتا ہے (نسائی)

خلاصۂ حدیث: اس حدیث مبارکہ میں حضور ﷺ نے صاف طور سے اپنی قبر پر میلہ لگانے سے منع فرمادیا اور درود شریف پڑھنے کی تلقین فرمائی ہے۔ روضۂ شریف پر درود شریف آپ ﷺ خود سنتے ہیں اور دور سے پہنچادیا جاتا ہے۔

حدیث نمبر۲...... حدیث مبارکہ میں ہے کہ حضرت ابو مرثد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قبروں پر مجالس مت لگاؤ اور نہ ان کی طرف منہ کرکے نماز پڑھو۔ (مسلم شریف)

خلاصۂ حدیث: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبروں پر کسی قسم کی مجلس لگانا اور عرس کی محفلیں کرنا جائز نہیں۔ حدیثوں سے تو ثابت ہوا کہ قبروں پر میلہ لگانا، مجلس لگانا اور عرس کی محفلیں کرنا جائز نہیں۔ لیکن مسعود احمد صدیقی کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ کام کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس بات کا فیصلہ آپ خود کریں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو تو اپنا جشن ولادت منانے کی اور عرس کرنے کا حکم کہیں نہیں دیا، جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے۔ تو کیا (نعوذ باللہ

استغفر اللہ)۔ حضور ﷺ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں اس مسعود احمد صدیقی کا درجہ بڑھ گیا ہے؟ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو حکم دیا کہ تم اپنا جشن ولادت اور عرس مناؤ؟ فیصلہ آپ کریں یہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ پر بہتان عظیم ہے اور کچھ نہیں۔

ہر بریلوی کی طرح اس جماعت کا بھی یہ شرکیہ اور کفریہ عقیدہ ہے کہ ولی مختار کل ہوتا ہے جب چاہے جس طرح چاہے جو چاہے کرسکتا ہے۔ چنانچہ اس کتاب میں یہ لوگ اپنا شرکیہ عقیدہ ان الفاظ کے ساتھ بیان کرتے ہیں:

درویش کی اپنی مرضی اور ارادہ ہوتا ہے تو انتقال کرتا ہے، جب درویش توفیق الٰہی سے مرتبہ قطبیت وغوثیت پر فائز ہوتا ہے تو تمام معاملات اس کے حضور پیش ہونا شروع ہو جاتے ہیں اور اسے ہر طرف کی خبریں ہو جاتی ہیں اور غوث کا کام دادرسی کرنا ہے جہاں چاہے تصرف کرسکتا ہے

(نوری کرنیں، ص:۴۴۶)۔

ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ صوفی مسعود لاثانی سرکار ہی اب ہمارا قبلہ اور کعبہ ہے اس لئے اب حج پر جانے کی ضرورت نہیں صوفی مسعود کا دیدار ہی تمہارا حج مبرور ہے:

(۱۱)

در مرشد اساں پہچان لیا اس در نوں کعبہ جان لیا
جس در تو ساڈا حج ہووے او در کنا لاثانی اے
میں وانگ بلال دے پیار کراں آقاتوں جان نثار کراں
لوکی آکھن کملی آقا دی ایہو ناں میرا لاثانی اے

(نوری کرنیں، ص:۲۲)

ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ مشکل اوقات میں اللہ کو پکارنے کی ضرورت نہیں بلکہ صوفی مسعود ہی خدائی اختیارات رکھتا ہے اسے ہم اپنے خدا یعنی صوفی مسعود کو ہی مشکل وقت میں پکارتے ہیں اور وہ ہماری مشکلات کو حل کرتا ہے:

(۱۳)

لاثانی آقا کی ہم پہ نظر ہوگئی
زندگانی جو رشک قمر ہوگئی
مشکلوں میں لاثانی پکارا جو میں نے
ہر دعا ہی میری پُر اثر ہوگئی

(نوری کرنیں ص:۵۵)

اس جماعت کا ایک شرکیہ عقیدہ ملاحظہ ہو:

(۱۴) تمام روئے زمین فقیر کے قدموں کے نیچے ہوتی ہے اس کو پیروں کے نیچے دیکھنے کی ضرورت نہیں۔

(نوری کرنیں، ص:۴۴۸)

قارئین کرام اگر تمام روئے زمین لاثانی سرکار کے قبضے میں ہے تو سوال یہ ہے کہ اپنے مریدوں سے روزانہ کی بنیاد پر چندہ کیوں لیتا ہے؟ اس کتاب میں ایسے بے شمار من گھڑت واقعات موجود ہیں جو گمراہی میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ ذرا سوچیں جس انسان کے اتنے گمراہ کن عقائد نظریات ہوں، ایسے شخص کے بارے میں حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور بزرگان دین رحمہم اللہ علیہم اجمعین لوگوں کو وصیت کریں کہ تم اس انسان کے ہاتھ پر بیعت کرو، ہرگز ایسا نہیں ہوسکتا۔ یہ حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور بزرگان دین پر بہتان عظیم ہے۔ بلکہ قرآن وحدیث اور بزرگان دین کی تصریحات کی روشنی میں یہ شخص سخت سے سخت سزا کا حقدار ہے۔ لہٰذا لوگوں سے گزارش ہے کہ اس شخص کا بائیکاٹ کریں جن لوگوں نے اس کے ہاتھ پر بیعت کی ہے وہ اس کی بیعت کو توڑ کر سچی توبہ کریں اور کسی سچے اللہ والے کو تلاش کریں جس کے عقائد و نظریات قرآن اور حدیث کے مطابق ہوں۔

لوگوں کے سامنے اس جماعت کے عقائد ونظریات لانے کا صرف ہمارا ایک ہی مقصد ہے کہ لوگ اس فتنے سے باخبر ہوجائیں اور اپنی آخرت کو برباد ہونے سے بچالیں۔ صوفی مسعود احمد صدیقی لاثانی سرکار لوگوں کے سامنے ایک نیا دین پیش کررہا ہے۔

صوفی مسعود احمد کے بتائے طریقوں پر چلنا اپنے لئے جہنم میں محل تعمیر کروانا ہے۔ جب ہم نے صوفی مسعود احمد کے ہاتھ کی لکھی ہوئی کتابیں پڑھیں تو اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ یہ شخص اپنے بارے میں خدائی صفات ظاہر کر رہا ہے۔ مثلاً حاضر و ناظر، علم غیب اور دین میں ردو بدل کا حق اس کو ہے۔ اب ہم آپ کے سامنے ایک حوالہ پیش کرتے ہیں جس سے صوفی مسعود احمد کا اپنے بارے میں علم غیب، اور دین میں ردو بدل کرنا ثابت ہو رہا ہے۔

صوفی مسعود احمد لکھتا ہے:

''لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم کچھ نہیں جانتے، ہم دور سے ان کے اعمال دیکھ لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کی شکلیں دکھا دیتا ہے۔ فرمایا: جتنے لوگ یہاں موجود ہیں کسی کی شکل کتے جیسی ہے تو کسی کی بندر جیسی، اور یہ جو تم نے اپنے چہروں پر داڑھیاں لٹکائی ہوئی ہیں، یہ داڑھیاں نہیں جھاڑیاں ہیں جو دکھاوے کے لئے چہروں پر سجا رکھی ہیں۔ دل میں داڑھی ہونی چاہئے۔ اللہ چہروں کو نہیں دلوں کو دیکھتا ہے۔ جو کوئی بات پوچھنا چاہتے ہو ہم سے پوچھ لو، ہم سے اپنے فوت شدہ لوگوں کا شجرۂ نسب، ان کے حالات پوچھ لے، قبروں میں ان کے ساتھ جو ہو رہا ہے، ہم سے وہ پوچھ لے، جو لوگ ہمارے سلسلے میں داخل ہوں گے قیامت تک آنے والے ان لوگوں کے نام، ان کے آباؤ اجداد کے نام ہم سے پوچھ لے، ان کے نام، ان کے والدین اور آباؤ اجداد کے نام ہمیں پتہ ہیں''۔

صوفی مسعود احمد صدیقی نے داڑھی کی کتنی بڑی توہین کی ہے، کہتا ہے یہ داڑھی نہیں جھاڑیاں ہیں، حالانکہ داڑھی تمام انبیاء علیہم السلام اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین کی سنت ہے۔ یہ منظر ہم نے کئی مرتبہ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ صوفی مسعود احمد صدیقی کے مرید جب کسی محفل میں جاتے ہیں تو داڑھی کٹوا کر جاتے ہیں۔ اور صوفی مسعود احمد صدیقی کا اپنے متعلق حاضر و ناظر ہونے کا عقیدہ ہے، اس پر ہم صرف ایک حوالہ پیش کرتے ہیں۔

خانیوال سے خالد محمود اپنی بیٹی کا ایک واقعہ لکھتا ہے کہ میری بیٹی نے ایک ضعیف عورت سے قبلہ لاثانی سرکار کا ذکر کیا۔ بوڑھی عورت کے دل میں قبلہ لاثانی سرکار سے عقیدت پیدا ہوگئی۔ میری بیٹی نے بیعت کے لئے اس سے کہا، وہ تیار ہوگئی۔ جمعہ سے پہلے ہی میں اپنی بیٹی کو واپس خانیوال

لے آیا۔ چند دن بعد پتہ چلا اس ضعیف عورت کا انتقال ہو گیا۔ میری بیٹی نے خواب میں دیکھا کہ ان کی قبر بہت کشادہ ہے، اور قبلہ لا ثانی سرکار بھی وہاں تشریف فرما ہیں، ان کی قبر میں تین کھڑکیاں لگی ہوئی ہیں۔ دو مکمل کھلی ہوئی ہیں اور ان سے جنت کا نظارہ کر رہی ہیں، تیسری آدھی کھلی ہے ۔قبلہ لا ثانی سرکار نے فرمایا کہ اس کے دل میں ہماری محبت وعقیدت پیدا ہو گئی تھی، اور بیعت کے لئے بھی تیار تھی، اس لئے مرنے کے بعد ہم فوراً اس کی قبر میں آئے اللہ تعالیٰ سے اس کی بخشش کروائی۔ اگر بیعت ہو جاتی تو جنت کی طرف سے تیسری کھڑکی بھی کھول دی جاتی۔

(کتاب نوری کرنیں ص: ۲۲۷)

اللہ تعالیٰ پر بہتان عظیم:

صوفی مسعود احمد لکھتا ہے:

''بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ رنگ دار چیزیں فیشن کے طور پر استعمال کرتا ہوں، میں نے اپنی مرضی اور خواہش سے نہیں بلکہ اللہ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے شروع کیا ہے۔ آج سے کئی سال پہلے میرے مالک ومعبود اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: ''تم سرخ، سبز، سیاہ، سفید، سنہری، گولڈن، اور جوگیا رنگ پہنا کرو۔' پھر چند سال بعد اللہ تعالیٰ شانہٗ نے دوبارہ کرم فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اپنے پرانے کپڑے اور جوتے استعمال نہ کیا کرو، یہ تقسیم کر دیا کرو، ہم چاہتے ہیں کہ تمہارا لباس، جوتا، رہائش کی جگہ اور دیگر استعمال کی چیزیں برتن، بستر وغیرہ بہت اچھے، بیش قیمت ہوں''۔

(راہنمائے اولیاء معہ روحانی نکات ص ۲۳۲)

یہ کتنا بڑا اللہ تعالیٰ کی ذات پر بہتان عظیم ہے کہ جو حکم اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو دیا نہیں یہ کہتا ہے کہ مجھ کو یہ حکم ہوا۔ احادیث مبارکہ میں مردوں کو سرخ کپڑا پہننے کی ممانعت موجود ہے اس کے برعکس یہ کیسے شریعت کی مخالفت کر رہا ہے

حدیث مبارکہ سے تو ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لباس سادہ ہوتا تھا، تکلف سے پاک بسا اوقات پرانا پیوند لگا ہوا۔ مگر صاف ستھرا، اور اکثر خوشبو سے معطر۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد تھا جب تک پیوند نہ لگوالیا جائے، کپڑا نہ اتارا جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جن کپڑوں میں وفات پائی وہ موٹے کپڑے تہہ بہ تہہ پیوند لگے ہوئے تھے۔ (تاریخ اسلام کامل ص: ۴۳، ۴۴، ۴۵ از حضرت مولانا محمد میاں صاحبؒ)۔ جس شخص کی زندگی شریعت کی تعلیمات کے برعکس ہے، وہ کیسے پیر ہوسکتا ہے..... ؟

مخزن کمالات ان کی ایک کتاب ہے، اس میں لکھا ہوا ہے کہ ایک آدمی جمعہ کے دن آیا۔

> اس نے دیکھا کہ سرکار نے اپنے آستانہ عالیہ میں اکیلے ہی نماز جمعہ ادا کی۔ اور کہا یہ کیسا پیر ہے جو دوسروں کو تو نماز باجماعت کی تلقین کرتا ہے خود اکیلا نماز ادا کرتا ہے۔ اس کے بعد اس آدمی نے لنگر کھایا اور گھر چلا گیا۔
> اس رات تقریباً چار، پانچ بجے کے قریب وہ آدمی آستانہ عالیہ پر آیا وہ بہت گھبرایا ہوا تھا۔ لوگوں نے پوچھا تمہارے ساتھ کیا مسئلہ پیش آیا تو اس نے اپنا واقعہ سنایا اور پھر کہا کہ جب میں گھر جا کر سویا ہوں تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرے آقا رحمۃ اللعالمین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے، آپ ﷺ کو دیکھتے ہی میرا دل باغ باغ ہوگیا، میں اپنے مقدر پہ ناز کرنے لگا لیکن اگلے ہی لمحے میں نے جو سنا اس سے میری ساری خوشی خاک میں مل گئی، آپ ﷺ نے فرمایا تم کون ہوتے ہو لاثانی سرکار پر اعتراض کرنے والے، لاثانی سرکار نے تو کل نماز جمعہ ہمارے ساتھ پڑھی ہے روحانی طور پر"۔ (مخزن کمالات ص ۱۲۲)۔

کاش! کہ احادیث میں اس شخص کے بارے میں جہنم کی وعید پڑھ لیتے جو ساری زندگی عبادت کرے مگر جمعہ نہ پڑھے۔

> صوفی مسعود احمد صدیقی کا ایک مرید اپنی ایک کتاب میں لکھتا ہے کہ:
> فقیر اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ میرے پاس گنتی تو نہیں کہ کتنے بزرگوں نے مجھے یہ بات بتائی لیکن حقیقتاً بے شمار پیر بھائیوں، دوسرے سلاسل کے

پیر صاحبان اور سیاسی و دیگر شخصیات نے یہ بات بتائی کہ قبلہ حضور جناب لاثانی سرکار صاحب نے ان کے دل کی بات بوجھ لی۔ وہ جو بات کہنا چاہتے تھے، جو پوچھنا چاہتے تھے، ابھی زبان پر بھی نہ آئی تھی کہ جواب دے دیا، کوئی محفل میں بیٹھا ہے، اس کے دل میں کچھ سوالات اٹھتے ہیں، حالانکہ اس وقت جو موضوع چل رہا ہے، وہ اس کے سوالات کے مطابق بھی نہیں رکھتا۔ لیکن اچانک قبلہ سرکار صاحب نے اس شخص کے دل میں پیدا ہونے والے سوالات کے جوابات دیئے اور دوبارہ سے سابقہ موضوع پر بات شروع کر دی۔ لیکن جس شخص کے لئے وہ بات فرمائی گئی، اس کو علم ہو گیا اور اس کی اصلاح بھی ہو گئی، لیکن اسے نہ تو سوال کرنا پڑا اور نہ ظاہر ہونا پڑا بلکہ ادھر دل میں سوالات آئے، ادھر فقیر کی زبان سے جوابات مل گئے۔ درویش کی شان دیکھنے کے لئے عقیدت اور محبت ضروری ہے۔ فقیر اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

(میرے مرشد ص: ۱۲۸، از ایم بی طاہر)

اس جماعت کے لوگوں کا عقیدہ ہے کہ صوفی مسعود احمد صدیقی کی تصویر بھی حاجت روا اور مشکل کشا ہے۔

ایک عورت نے آستانہ عالیہ پر ہمیں ایک واقعہ سنایا اور کہنے لگی۔ ایک دن ہمارے گھر ڈاکو گھس آئے، ہمیں ڈرا دھمکا کر الماری کی چابیاں حاصل کر لیں۔ ہم نے ایسے مشکل وقت میں اللہ تعالیٰ سے مدد کی دعا مانگی اور اس کے محبوب اور اپنے پیر و مرشد لاثانی سرکار کا وسیلہ پیش کیا اور عرض کی یا اللہ پیر و مرشد کے طفیل ہماری مدد فرما۔ جیسے ہی ایک ڈاکو نے الماری کی طرف ہاتھ بڑھایا، اچانک اس کی نظر الماری پر رکھی تصویر پر پڑی۔ وہ چونک گیا، اسے ایک جھٹکا سا لگا اور وہ بہت خوفزدہ نظر آنے لگا، ہم اس کے چہرے کے بدلتے ہوئے تأثرات دیکھ رہے تھے، اس پر بہت زیادہ گھبراہٹ طاری تھی، وہ خوفزدہ ہو کر پیچھے ہٹنے لگا، اور پھر کانپتی ہوئی آواز میں پوچھا یہ کس کی تصویر ہے؟ ہم نے کہا ہمارے پیر و مرشد کی تصویر ہے

۔وہ خود کلامی کے انداز میں پیچھے ہٹتے ہوئے بولا! پیر مرشد کی تصویر، پیر مرشد کی تصویر۔(مخزن کمالات ص:۴۱)

اور دوسری جگہ پر لکھا ہوا ہے کہ ایک مرید کا کہنا ہے کہ

میں نے اپنے ڈرائنگ روم میں اپنے پیرومرشد لاثانی سرکار کی تصویر مبارک لگا رکھی ہے۔اس کی وجہ سے تصور شیخ میں آسانی ہو جاتی ہے۔اور ہم کئی گناہوں سے باز رہتے ہیں اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ مرشد ہمیں دیکھ رہے ہیں۔آگے لکھا ہے کہ تصویر کی برکت سے میرے گھر پر کالا جادو نہ چل سکا۔میرے دوست عامل نے آکر کہا کہ یار خدا کے لئے اپنے مرشد کی تصویر کو یہاں سے ہٹادو، کیونکہ آج تیسرا دن ہو گیا، میں جب بھی عمل کرنے کی کوشش کرنے لگتا ہوں تو اس تصویر میں سے شعاعیں نکلتی ہیں جو میرے عمل کو ناکام بنادیتی ہیں۔(ص ۷۱،۷۲:مخزن کمالات)

قرآن وحدیث سے تو تصویر کی حرمت ثابت ہے۔

حدیث مبارکہ :

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ملائکہ اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس گھر میں کتا ہو، اور نہ اس گھر میں جس گھر میں تصاویر ہوں۔(بخاری شریف جلد۲/ص:۸۸۰)

حضور ﷺ نے گھر میں تصویر رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ اور دوسری طرف یہ لوگ اپنے پیرومرشد کی تصویر کی کرامات بیان کر رہے ہیں۔ یہ کون سا دین صوفی احمد صدیقی نے ان لوگوں کو دیا ہے۔

قارئین کرام! لاثانی سرکار کے اس قسم کے واقعات کا اگر بغور جائزہ لیا جائے تو لاثانی صاحب ایک طرف نظر آتے ہیں اور اللہ اور اس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شریعت دوسری طرف حدیث میں آتا ہے کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب تصویر بنانے والے کو ہوگا مگر آپ دیکھ سکتے ہیں کہ اس کی کتابوں کے ٹائٹل پر اس کی تصاویر لگی ہوئی ہیں۔جو شخص کبیرہ گناہوں میں مبتلا ہو، بھلا وہ کیا ولی ہو سکتا ہے......؟

صوفی مسعود احمد المعروف لا ثانی سرکار اپنے خوابوں کی بنیاد پر اللہ کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات کو ایک طرف کرنے میں کوئی باک نہیں رکھتا، حالانکہ خواب کا درجہ وہ سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بتلایا۔ ہرگز نہیں...... پھر یہ کیسا پیر ہے جو شریعت محمد علیہ السلام سے ہٹ کر الگ شریعت بنائے بیٹھا ہے۔ لہذا ہم آپ حضرات سے اپیل کرتے ہیں کہ خدارا اس گمراہ شخص کے ہاتھ پر بیعت ہو کر اپنا ایمان برباد نہ کریں اور کسی سنی صحیح العقیدہ اللہ والے کے ہاتھ پر بیعت ہوں اس جماعت کے مزید گمراہ کن عقائد جاننے کیلئے ہماری سائٹ کا وزٹ کرتے رہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
قال اللہ تعالیٰ
عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا
صدق اللہ العظیم
قریب ہے کہ کھڑا کرے تجھ کو تیرا رب مقام محمود میں۔ ترجمہ شیخ الہند

بسم الله الرحمن الرحیم
ولقد نصرکم الله ببدر وانتم اذلة
فاتقوا الله لعلکم تشکرون
آل عمران ۱۲۳

عمر پبلشر (سٹاکسٹ مکتبہ شاہ نفیس)